

جامعہ حقانیہ کاترجمان

ساہیوال
سرگودھا

الحقانیہ

مجلد

جلد ۳ شہان رمضان سال ۱۴۳۸ھ ۵ تقریباً اکتوبر تا دسمبر ۱۴۳۷ھ شریعت

اشاعتِ خاص

مختصر حالات

فقید الامام حضرت مولانا مفتی عبد الکریم محمد متھلوی قدس سرہ
سابق مفتی خانقاہ امدادیہ شریفہ خانہ جہون

خانہ فی سیر منظر

حالات و کمالات

تدریسی و تبلیغی اور رہی خدمات

مختلف تحریکات میں حصہ

مدارس وینیٹ کے قیام میں مساعی جمیدہ

اہم مضامین و مکتوبات



بانی فقید العصر حضرت مولانا مفتی عبد الشکور رندی قدس سرہ

شعبان المعظم شوال المکرم ۱۴۳۸ھ شریعت نوبر ۲۰۰۷ء

3	ماہنامہ الحقانیہ کی خصوصی اشاعت..... مفتی سید عبدالقدوس ترمذی مدظلہ
5	حالات حضرت مولانا مفتی عبدالکریم کھٹوی..... " " " "
21	(۵۱ویں زمزمی حذر ماس) تہ رسد قسطنطنیہ خدمات..... مولانا سید محمد نسیم ترمذی زید مجدد
27	"حقا ادا لا حکام" کا تعلق..... مولوی کاشمیرین زید مجدد
31	حضرت مفتی صاحب کے چند فقہی اقوال..... مولانا محمد حسن زید مجدد
44	تشیق خدمات مولانا سداوقتنا مدبر..... مولانا عبدالعبود ترمذی مدظلہ
52	وئی عادت کے قیام میں خدمات..... مولانا محمد قمر اللہ زید مجدد
61	تحریک عدل فی الخیرات میں تقسیم اشان خدمات..... مولانا سید عبدالعظیم ترمذی زید مجدد
73	جبریہ تعلیم کی مخالفت میں اہم کریاں..... قاری سید عبدالغفور ترمذی زید مجدد
83	توقیف پر عمل لاہور قیام محکمہ قضا سے متعلق یادگار خدمات..... سید عبدالملک ترمذی
105	"قانون انصاف کا حق اور مسلم کا حق"..... مولانا امام الدین زید مجدد
109	قانون و قاف..... مولانا شمس الدین زید مجدد
110	خاکساری قضا کا قیام..... مولانا محمد عبداللہ زید مجدد
113	مسند اہل شریعت اور حضرت مفتی صاحب رحمہ اللہ..... مولانا محمد عبداللہ ترمذی زید مجدد
116	حضرت مفتی صاحب رحمہ اللہ بحیثیت مقرر..... فقیر احمد حضرت مفتی سید عبداللہ ترمذی رحمہ اللہ
120	تحریک پاکستان میں اہم کریاں..... مولانا سید عبدالعظیم ترمذی مدظلہ
129	مجموعہ کتابت کتب..... سید مہمان صر ترمذی
148	(نائر ارجح) حضرت مولانا مفتی عبدالکریم کھٹوی رحمہ اللہ تعالیٰ..... حضرت مفتی اعظم مولانا مفتی محمد شفیع صاحب قدس سرہ
150	مکرم طہ..... فقیر احمد حضرت مفتی کمال احمد حق نوری رحمہ اللہ علیہ
156	حضرت مفتی عبدالکریم کھٹوی علیہ الرحمہ..... حضرت مولانا مفتی عبدالقدوس مفتی احمد دہستان
160	حضرت والد گرامی رحمہ اللہ تعالیٰ..... فقیر احمد مفتی سید عبداللہ ترمذی رحمہ اللہ
163	سلاخ و رقعہ بی بیات..... سید محمد نسیم ترمذی زید مجدد
168	قلعات تاریخیہ..... حضرت قدس مفتی کمال احمد حق نوری قدس سرہ
169	قوانین و قات مولانا مفتی عبدالکریم کھٹوی قدس سرہ..... مولانا ذاکر شمس احمد حق نوری مدظلہ
172	قوانین و قات فراغت، حفاظت، و قات حضرت کھٹوی..... حافظ ضیاء الرحمن جالندھری زید مجدد

☆☆☆☆☆☆

خط و کتابت کیلئے: دفتر ماہنامہ الحقانیہ جامعہ حقانیہ ساہیوال سرگودھا

فون: 048-6786002، 6786899 E-mail: alhaqqania@yahoo.com

پبلشر: مفتی سید عبدالقدوس ترمذی کمپیوٹر: جناب حافظ سید عبدالغفور صاحب ترمذی

پرنٹر: جناب محمد منیر صاحب فاضل پرنٹنگ پریس سرگودھا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ماہنامہ "الحقانیہ" کی خصوصی اشاعت

تذکرہ حضرت مفتی محمد (الکریم گتھلوی) قدس سرہ

بدرالاحد روزنامہ

بزم اشرف کے روشن چراغ، حضرت اقدس حکیم الامت تھانوی قدس سرہ کے مجاز صحبت و معتمد خاص، حضرت شیخ الحدیث مولانا خلیل احمد سہانپوری رحمہ اللہ کے قلمیذ رشید، خانقاہ اہلادیہ اشرفیہ تھانہ بھون ضلع مظفرنگر کے مدرس و مفتی مدرسہ حقانیہ شاد آباد ضلع کرنال و مدرسہ عربیہ راجپورہ ریاست پنجاب کے ہانی و مہتمم تحریک پاکستان کے سرگرم کارکن، حضرت فقیہ العصر مولانا مفتی سید عبدالشکور ترمذی رحمہ اللہ کے والد ماجد، احقر کا کارہ کے جد امجد حضرت مولانا مفتی عبدالکریم گتھلوی رحمہ اللہ المولود ۱۳۱۵ھ ۱۸۹۷ء المتوفی ۱۳۶۸ھ ۱۹۴۹ء کے حالات زندگی، خانہ دینی پس منظر، علمی، دینی، فقہی، تصنیفی و تبلیغی خدمات پر مشتمل ایک مفصل کتاب "تذکرۃ الکریم" کے نام سے تقریباً پندرہ سال قبل حضرت والد گرامی رحمہ اللہ کی نگرانی میں احقر نے مرتب کی تھی جو کمپوز ہونے کے باوجود تاہنوز گنہ طباعت ہے۔

احباب و متعلقین ایک عرصہ سے "تذکرۃ الکریم" کی طباعت کے منتظر ہیں اور اس کی طباعت و اشاعت کا اصرار رہتا جا رہا ہے، لیکن بعض مراحل کی تکمیل کی وجہ سے اسے منتشر عام پر لانے میں چونکہ مزید تاخیر کا اندیشہ ہے اس لئے طے ہوا کہ سرمدست "تذکرۃ الکریم" کا ایک مختصر اور جامع خلاصہ ماہنامہ "الحقانیہ" کی خصوصی اشاعت کے طور پر پیش کر دیا جائے، چنانچہ اب جبکہ حضرت جد امجد مولانا مفتی عبدالکریم صاحب گتھلوی رحمۃ اللہ علیہ کی وفات پر قمری حساب سے ساٹھ سال کا طویل عرصہ گزر چکا ہے ان کے علمی و دینی اور فقہی کارناموں اور خدمات پر مشتمل یہ تذکرہ بطور "مشتے نمونہ از خروارے" پیش کیا جا رہا ہے لاق ما لا یلزمک کلمہ لا یتبرک کلمہ۔

حضرت مفتی صاحب رحمہ اللہ کے تقصیلی حالات، آپ کی علمی خدمات اور تالیفات کا ناموں کا تذکرہ اگرچہ اس اشاعت میں اختصار سے پیش کیا گیا ہے تاہم اس سے حضرت کی عہد ساز شخصیت کے

حالات و کمالات اور دینی، فتنی و فحش کی خدمات پہ روشنی ضرور پڑتی ہے، اس لئے ماظرین سے گزارش ہے کہ وہ پوری توجہ اور دلچسپی سے اس کا مطالعہ فرمائیں۔

قارئین کرام کتاب "تذکرۃ الکریم" کی اشاعت کیلئے بھی خصوصی دعا فرمائیں، امید ہے کہ ماہنامہ "الحقانیہ" کی یہ خصوصی اشاعت مفصل تذکرہ کی اشاعت کیلئے پیش خیمہ ثابت ہوگی اور ہم جلد "تذکرۃ الکریم" منظر عام پر لانے میں کامیاب ہوں گے، واللہ العزیز والاعلیٰ۔

"الحقانیہ" کی یہ خصوصی اشاعت تین ماہ کے شماروں پر مشتمل ہے۔ "تذکرۃ الکریم" سے مختلف مضمین کا انتخاب احقر نے کیا جبکہ اس کی تصحیح و غیرہ کا محنت طلب مرحلہ عزیز القدر مولانا محمد محسن سلمہ اللہ تعالیٰ مددیں جامعہ حقانیہ سہیوال سرکودھانے نہایت عقیدت و محبت اور گہری ذاتی دلچسپی سے انجام دیا، حق تعالیٰ انہیں جزائے خیر عطا فرمائیں اور مزید توفیقات سے نوازیں، آمین۔

ماہنامہ "الحقانیہ" کے قارئین کرام سے گزارش ہے کہ وہ اس خصوصی اشاعت کو محض کوئی روایتی نمبر نہ سمجھیں بلکہ بغور مطالعہ فرمائیں اور حضرت صاحب سوانح کے حالات اور خدمات سے جو سبق مل رہا ہے اسے پیش نظر رکھیں۔

خدا کرے کہ یہ نمبر حضرت جد امجد رحمۃ اللہ علیہ کے رفیع درجات اور اخلاف کیلئے ان کے مشن کو آگے بڑھانے کا سبب اور امت کیلئے مافعی و مفید ثابت ہو، آمین۔ فقط

احقر عبد القدوس ترمذی غفرلہ

۱۵ اشعبان المعظم ۱۴۲۸ھ

۲۹ اگست ۲۰۰۷ء

قارئین متوجہ ہوں

ماہنامہ الحقانیہ کی یہ خصوصی اشاعت "تذکرۃ حضرت مفتی عبد الکریم
گھصوی قدس سرہ" تین ماہ (شعبان، رمضان، شوال مطابق نمبر،
اکتوبر، نومبر) پر مشتمل ہے۔ قارئین نوٹ فرمائیں، ہنگامہ یہ۔

مفتی سید عبدالقدوس ترمذی مدظلہم

حالات

حضرت مولانا مفتی عبدالکریم گمشتوی رحمہ اللہ

الوفی ۱۳۰۹ھ

الوفی ۱۳۰۹ھ

بانی مدرسہ حقانیہ شاہ آبار ضلع کرنال و مدرسہ عربیہ ماہیہ مدرسہ ریاست پیشوا

سابق مفتی خانقاہ امدادیہ اشرفیہ تھانہ بھون

مجاز صحبت حکیم الامت حضرت مولانا شاہ اشرف علی تھانوی قدس سرہ

خانہ فی حالات

حضرت مفتی صاحب رحمہ اللہ ایک علمی خاندان کے چشم و چراپا تھے، آپ کا خاندان حسب و نسب کے اعتبار سے ایک قابل احترام اور عظمتوں کا حامل خاندان تھا، ایسی طور پر آپ خاندان سادات سے منسلک تھے، مشہور یہی ہے کہ تعلق شاہ کے دور میں ترمذ سے سادات کا جو قافلہ ہجرت کر کے ہندوستان آیا تھا اس میں آپ کے آباؤ اجداد بھی موجود تھے اور ترمذ میں سکونت کی وجہ سے ہی ترمذی کہلاتے تھے۔

حضرت مفتی صاحب رحمہ اللہ کے جد اجداد حضرت مولانا محمد عبداللہ صاحب ترمذی رحمہ اللہ اپنے وقت کے جید عالم دین اور شریعت و طریقت کے جامع تھے، حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمہ اللہ کے زمانہ میں آپ نے دہلی جا کر تعلیم حاصل کی اور حضرت شاہ ابوسعید دہلوی رحمہ اللہ سے روحانی رشتہ قائم فرمایا۔ مشرقی پنجاب کے ضلع کمال کے ایک قصبہ ”گمٹھلہ گڈھو“ میں سب سے پہلے آپ نے سکونت اختیار کی اور اسی وجہ سے بعد میں آپ کا خاندان گمٹھلہ کی طرف منسوب ہوا۔

حضرت عبداللہ شاہ صاحب رحمہ اللہ کے والد ماجد کا اسم گرامی خیر محمد تھا، آپ کی ولادت ۱۲۱۳ھ میں ہوئی، اسی سال کی عمر پر ۱۲۹۳ھ میں وفات پائی، ساری زندگی درس و تدریس، تعلیم و تربیت اور اصلاح و ارشاد میں گزار دی، مشہور ہے کہ مفسر حقانی حضرت مولانا عبدالحق حقانی بھی آپ کے حلقہ تلامذہ میں شامل تھے۔

آپ کی شادی موضع احمد اڑہ میں ہوئی، دو بڑے اور تین لڑکیاں پیدا ہوئیں، صاحبزادگان میں حضرت محمد حسین شاد صاحب اور حضرت حکیم محمد غوث صاحب دونوں بھائی گمٹھلہ میں ہی مقیم رہے، حضرت محمد حسین شاد صاحب گمٹھلہ کے امام و خطیب تھے جبکہ حضرت حکیم محمد غوث شاد صاحب نے دہلی سے تعلیم مکمل کی اور فارسی میں مہارت کے بعد حکمت اور طب کو اپنا مرکز توجہ بنایا، بیعت کا تعلق پہلے حضرت شاہ ابوالخیر دہلوی سے تھا بعد ازاں حضرت اقدس حکیم الامت تھانوی قدس سرہ سے تعلق قائم ہوا۔

آپ ۱۲۷۵ھ میں پیدا ہوئے اور اسی سال کی عمر میں رمضان المبارک ۱۳۵۵ھ میں انتقال فرمایا، اولاد میں تین لڑکے اور تین لڑکیاں چھوڑیں، فرزند ان گرامی حضرت مفتی عبدالکریم صاحب، حضرت حافظ عبدالرحیم صاحب، جناب سید عبدالکئی صاحب میں علم و فضل کے اعتبار سے حضرت مفتی صاحب رحمہ اللہ کو حق تعالیٰ نے منتخب فرمایا۔

خاندانی شخصیات کے حالات کیلئے کتاب ”حیات ترمذی“ اور ”تذکرۃ الکریم“ ملاحظہ فرمائیں۔ اس مختصر پس منظر کے بعد اب ہم حضرت مفتی صاحب رحمہ اللہ کے حالات ذکر کرتے ہیں۔

وطن اور ولادت

حضرت مفتی صاحب کا وطن ضلع کربال کی تحصیل کیمٹھل کا مشہور قصبہ گمٹھلہ گڑھو تھا ابتدائی عمر میں قرآن شریف اسی قصبہ میں پڑھا اور کچھ نوشت و خواند اردو کی تعلیم بھی اس جگہ حاصل کی اس کے بعد ہمیشہ تعلیم و تدریس کے سلسلہ میں باہر ہی عمر گزاری مگر اپنے آبائی وطن سے تعلق و نسبت ہمیشہ باقی رکھا اسی وجہ سے اپنے امام کے ساتھ معمولی لکھا کرتے تھے فرمایا کرتے تھے کہ ہمارے قصبہ کے ایک ذلیل دار غالباً چوہدری نصیب خان صاحب سے وعدہ کر لیا تھا کہ گمٹھلہ کی طرف اپنی نسبت کو ہمیشہ باقی رکھوں گا اور تمام عمر اس وعدہ کا ایفا کرتے رہے۔

حضرت مفتی صاحب کی ولادت باسعادت ۵ محرم الحرام ۱۳۱۵ھ جون ۱۸۹۷ء آپ کی نہال موضع کٹھیمیری ضلع کربال میں ہوئی موصوف کے ماموں کا نام محمد شریف تھا آپ کی عمر ابھی غائب چار پانچ سال کی ہی ہوئی کہ آپ کی والدہ کا سایہ عاقلیت سر سے اٹھ گیا تھا حضرت موصوف فرمایا کرتے تھے کہ مجھے اپنی والدہ کی شکل و صورت یاد نہیں مگر میں ایک مرتبہ ان کے ساتھ اپنے نہال گیا تھا تو انہوں نے مجھے فلاں جگہ کھڑا کیا تھا اس کا نقشہ اب تک ذہن میں باقی ہے۔

تحصیل علوم اور فراغت

قرآن شریف اور معمولی لکھنا پڑھنا اپنے قصبہ کے پیر جی محمد اسحاق صاحب وغیرہ سے سیکھا اور پھر سہارنپور مدرسہ مظاہر العلوم میں آکر شیخ المحدثین مولانا خلیل احمد صاحب سہارنپوری شارح البوداد کے نقل و حاشیہ میں علوم دینیہ کی باقاعدہ تحصیل شروع کر دی اسی اثناء میں درس نظامی کا کچھ حصہ حضرت حکیم الامتؒ کے زیر سایہ خانقاہ امدادیہ میں کئی حضرات مدرسین مثلاً مولانا انوار الحق امروہوی اور مولانا سید احمد حسن سنبھلی سے بھی پڑھنے کی سعادت حاصل ہوئی اور گاہ بگاہ حضرت مولانا ظفر احمد عثمانی رحمہ اللہ سے بھی استفادہ فرماتے رہے مدنی علوم کی تکمیل آپ نے مدرسہ مظاہر العلوم سہارنپور میں فرما کر ۱۳۳۹ھ میں سند فراغت حاصل کی۔

مدرسہ عبدالرب دہلی میں تعلیم

مدرسہ عبدالرب دہلی میں حضرت مولانا عبدالعلی صاحب جو حجۃ الاسلام حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ کے شاگردوں میں امتیازی شان رکھتے تھے دارالعلوم دیوبند کے مدرس رہ چکے تھے اور حضرت تھانوی قدس سرہ کے اساتذہ میں سے تھے مفتی صاحب نے انکی خدمت میں رو کر مسلم شریف اور ترمذی شریف حدیث کی دو کتابوں کو دوبارہ پڑھا حضرت مولانا عبدالعلی صاحب کے متعلق فرمایا کرتے تھے کہ تعلیم کے بہت ہی حریص تھے حضرت کے ایک حصہ بدن پر قانچ کا اثر ہو گیا تھا مگر پھر بھی پڑھاتے تھے اور فرمایا کرتے تھے کہ آج کل طالب علم بہت ہی بے شوق ہو گئے ہیں جمعہ کو پڑھنے نہیں آتے۔

حضرت موصوف صاحب جاکند اور تھے اپنی آمدنی کا زیادہ حصہ مہمان نوازی اور طلبہ پر شرف فرماتے تھے حضرت حکیم الامت تھانوی جب دہلی تشریف لے جاتے تو اپنے استاد سے ملاقات کیلئے مدرسہ عبدالرب بھی تشریف لے جاتے اور استاد مکرم ہمیشہ انہیں تحفہ تھا نف پیش کرتے تھے۔

حضرت مولانا خلیل احمد سہارنپوری کی قلمی سند

انقلاب ۱۹۴۷ء میں جہاں بہت سے علمی اداروں کا ضیاع ہوا وہاں مشرقی پنجاب میں بہت سے قلمی اور علمی نوادرات کا ذخیرہ بھی اس انقلاب کی نظر ہوا، انیسویں صدی کے حضرت مفتی صاحب کے قلمی ترجمہ خطوط اور حضرت حکیم الامتؒ سے جو خط و کتابت ہوئی وہ بھی وہاں ضائع ہو گئی مگر اتفاق سے حضرت سہارنپوریؒ کی عطا کردہ سند محفوظ ہے یہ سند حدیث کی صحاح ستہ اور مؤلفین کے متعلق حضرت

سہارنپوری نے مفتی صاحب کو ۱۹۱۹ء میں اس وقت کے متمم مدرسہ مفتا ہر العلوم مولانا عنایت الہی صاحب سے لکھوا کر اس پر اپنی مہر لگا کر عطا فرمائی تھی اس پر تاریخ ۶ رجب ۱۳۳۷ھ مرقوم ہے اس سند کا ایک حصہ درج ذیل ہے:

امام بعد فقد قرأ علی لواء الصالح المست والخطین
 لامام دار الهجرة مالک رحمہ اللہ تعالیٰ ومحمد بن الحسن
 الشیبانی رحمہ اللہ تعالیٰ السی فی الذین المولوی المسید
 عبد الکرم گمٹھلوی واستجازنی علی حسن فہی ہی کما
 اجمازنی مشائخی المکرام فما جزته بما يجوز لی روايته من
 المعقول والمعقول الخ۔

سفر حج و قیام مدینہ منورہ

آپ نے پہلی مرتبہ سال ۱۳۵۳ھ بمطابق ۱۹۳۳ء میں حرمین شریفین کا سفر کیا تھا اور تقریباً آٹھ ماہ کے بعد واپسی ہوئی تمام مقامات مقدسہ کی تلاش و جستجو سے زیارت کی پھر ۱۳۵۶ھ بمطابق ۱۹۳۸ء میں دوسرے سفر حج میں مع بال بچوں کے جانا ہوا اور ایک سال حجاز میں قیام کے بعد تیسرا حج کر کے واپسی ہوئی دوسرے سفر حج میں آٹھ ماہ مسلسل مدینہ منورہ قیام کا شرف حاصل ہوا اس طرح آپ نے تین حج کئے۔

مدرسہ حقانیہ شاہ آباد ضلع کرنال و مدرسہ عربیہ راجپورہ

حضرت مفتی صاحب نے ۱۳۵۶ھ بمطابق ۱۹۳۷ء میں حضرت اقدس حکیم الامت تھانوی قدس سرہ سکایا، پر شاد آباد ضلع کرنال میں دینی تعلیم کیلئے ایک ادارہ قائم فرمایا اس مدرسہ کی ابتدا چونکہ شاد آباد کی اس مسجد کے حجرہ میں ہوئی جس میں ایک طویل زمانہ تک حضرت اقدس قطب عالم شاہ عبدالقدوس گنگوہی قدس سرہ نے قیام فرمایا اس لئے اس مدرسہ کا نام ”قدوسیہ“ تجویز ہوا۔ پھر ۱۳۶۰ھ بمطابق ۱۹۴۱ء میں ایک دوسرے محلہ میں مدرسہ بنایا گیا تو حضرت تھانوی نے اس کا نام حضرت شیخ عبدالحق ردہ لونی کے نام مبارک پر اس کا نام ”حقانیہ“ تجویز فرمایا حضرت مفتی صاحب نے ان دونوں مدارس میں اہتمام کے ساتھ تدریسی خدمات بھی سرانجام دیں اس کے علاوہ راجپورہ ریاست پٹیالہ

میں بھی آپ نے ایک ”عربی مدرسہ“ قائم فرمایا اس کے مہتمم و نگران بھی آپ خود تھے۔ یہ سب مدارس تقسیم ہند ۱۹۴۷ء تک آپ کے اہتمام میں دینی تعلیم دیتے رہے۔

ایک عجیب واقعہ

ایک مرتبہ حضرت مولانا شاہ عبدالقادر صاحب رائے پوری بہاولنگر میں بہ عالمگیر تشریف لے گئے حضرت مفتی صاحب چونکہ ان دنوں مدرسہ قاسم العلوم فقیر دہلی بہاولنگر کے شیخ الحدیث کی حیثیت سے قریب ہی مقیم تھے آپ بھی حضرت مولانا رائے پوری سے ملنے کیلئے بہ عالمگیر گئے رات کو پہنچے فجر کی نماز کیلئے مسجد میں گئے تو یہ عجیب بات پیش آئی کہ تکبیر مکہ نے کہہ دی مگر کوئی صاحب جمع میں سے آگئے بڑھ کر نماز پڑھانے کیلئے مصلیٰ پر نہ آئے انتظار کے بعد حضرت مفتی صاحب آگئے بڑھے اور نماز پڑھا دی نماز کے بعد مولانا رائے پوری سے ملاقات ہوئی تو فرمایا کہ میں نے آواز سے کچھ پہچانا تو تھا کہ مفتی عبدالمکریم ہوں گے مگر پھر خیال آیا کہ ایسی سردی میں شب کو کیسے آئے ہوں گے مگر پہچان صحیح نکلی آپ نے ہنس کر فرمایا کہ آج تو بخاری شریف کے باب ”من نامہ بغیر امراۃ“ پر عمل ہو گیا جب کوئی صاحب نماز پڑھانے کیلئے مصلیٰ پر نہیں پہنچے تو میں نے خود ہی پیش قدمی کی اور نماز پڑھا دی۔

حضرت حکیم الامتؒ سے تعلق خاطر

حضرت تھانوی قدس سرہ سے آپ کو ایک خاص اور وابستہ تعلق تھا، ایک عرصہ تک آپ حضرت رحمہ اللہ کی زیر نگرانی خانقاہ اہل دیہ تھانہ بھون میں افتاء و تدریس وغیرہ کی خدمات سرانجام دیتے رہے، حضرت کو آپ پر حد درجہ اعتماد تھا، مختلف تحریکات اور اجلاس میں خانقاہ تھانہ بھون کی نمائندگی کیلئے اکثر حضرت آپ ہی کو بھیجے اور علمی، دینی، فقہی امور میں بھی آپ کو اپنے ساتھ شریک فرماتے۔

۱۳۵۵ھ بمطابق ۱۹۳۶ء کے آخر میں اگرچہ آپ خانقاہ تھانہ بھون سے شاد آباد ضلع کرناٹک تشریف لے آئے تھے اور آپ نے مدرسہ حقانیہ کے نام سے شاد آباد میں ایک مدرسہ قائم فرمایا تھا، اس کی مصروفیات کے باوجود اکثر آپ کی کوشش یہی ہوتی کہ حضرت کی خدمت میں حاضری ہوتی رہے، بحمد اللہ تعالیٰ یہ سلسلہ برسرِ جاری رہا حتیٰ کہ حضرت حکیم الامت تھانوی قدس سرہ کی وفات سے ایک ہفتہ قبل آپ تھانہ بھون پہنچ گئے تھے، ۱۶ رجب المرجب ۱۳۶۲ھ بمطابق ۲۰ جولائی ۱۹۴۳ء کو حضرت کا انتقال کے وقت آپ تھانہ بھون تشریف فرما تھے، حضرت قدس سے خاص تعلق کا ہی نتیجہ تھا

کہ حضرت تھانوی قدس سرہ کے انتقال کے بعد جائے تدفین کا انتخاب کرنے اور آپ کے غسل و کفن میں شرکت کا خصوصی شرف حاصل رہا چنانچہ خاتمۃ السوانح میں تحریر ہے کہ:

حضرت رحمہ اللہ کی وفات کے تھوڑی دیر بعد جناب مولانا شبیر علی صاحب تھانوی برادر زادہ حضرت اقدس کی دوائیں لے کر سہارنپور سے تھانہ بھون تشریف لائے تو وہ اسی وقت حضرت اقدس کے وقف کردہ مکیہ میں جس کا تاریخی نام ”قبرستان عشق ہا زان تھا“ مع جناب مولانا عبدالکریم گھلوٹی کے دفن کی جگہ تجویز کرنے کیلئے تشریف لے گئے وہاں پہنچ کر دونوں صاحبوں کی رائے بلا اختلاف اسی جگہ کی ہوئی جہاں حضرت اقدس آرام فرما ہیں اور وہ واقعی ہر لحاظ سے ایسا اچھا موقع ہے کہ جس نے دیکھا بہت پسند کیا (خاتمۃ السوانح)

آپ کو حضرت کی وفات کا اتنا قلق ہوا تھا کہ آپ بار بار بے تابانہ بے اختیار کہتے تھے ہائے میرے شیخ ہائے میرے شیخ۔

حضرت حکیم الامت کی شفقت و عنایت

حضرت بھی آپ سے بے حد محبت کرتے تھے چنانچہ آپ نے ایک مرتبہ ایک خط میں تحریر فرمایا ”واللہ میں آپ کو اپنی اولاد کی طرح سمجھتا ہوں“۔

اجازت و خلافت

حضرت قدس سرہ جب کسی کو اجازت بیعت و تمقین فرماتے تھے تو اکثر اس کا یہ عنوان ہوتا تھا ”ہے ساختہ یہ قلب میں آیا کہ آپ کو بیعت و تمقین کی اجازت دیدوں لہذا تو کلا علی اللہ آپ کو اجازت دیتا ہوں اللہ تعالیٰ نفع کو عام اور تادم فرمائے اگر کوئی رجوع کرے تو انکار نہ کریں“ لیکن آپ کے سلسلہ میں حضرت تھانویؒ نے جو تحریر فرمائی وہ مندرجہ ذیل تھی:

مشورہ زیادہ رائے حسب معمول اس وقت بھی بعض احباب کو میں نے اس خدمت کیلئے منتخب کیا ہے کہ وہ متاقتین دین کو اپنی معلومات سے نفع پہنچائیں اور ایسی جماعت کا لقب بجا رحمت رکھا ہے میں نے آپ کو بھی تو کلا اس سلسلے کیلئے تجویز کیا ہے اگر آپ کی معلومت یا طبیعت کے خلاف نہ ہو امید ہے کہ ایسے طالبین کی طرف توجہ رکھیں گے اللہ تعالیٰ مدد فرمائیں۔

حضرت قدس سرہ کی اس تحریر کے جواب میں آپ نے جو عرض کرکھا وہ مع جواب درج ذیل ہے:

کی ساری کے ساتھ منصفیہ ہو کر شائع ہو رہا تھا۔ ”اشرف اسوانج“ کی تالیف کے وقت آپ نے اپنی اپنی خدمات کا جو تذکرہ فرمایا ہے، ”عشق مجذوب“ میں لکھا ہے: ”میر کا ”عشق“ کے عنوان سے شرف سوانج کی ساری میں سے بعض خدمات کا تذکرہ، ان کے ساتھ شائع کیا جاتا ہے۔
انسداد وقتہ ارتداد

جب ۱۹۲۳ء بمطابق ۱۳۴۱ھ میں میوات کے علاقہ میں ارتداد کا فتنہ پھیل گیا اور آریہ نے کوشش کر کے مسلمانوں کو اسلام سے برہنہ کر دیا، تو اس فتنہ کی سرکوبی اور انسداد اسے حضرت خلیفہ مسیح تھانوی قدس سرہ نے حضرت مفتی صاحب اور حضرت مولانا عبد المجید صاحب چیمبرائونی رحمۃ اللہ علیہما اس علاقہ میں بھیجا، ان حضرات نے ایک عرصہ تک وہاں تبلیغی خدمات سرانجام دیں اور ہندوستانیوں کے خاطر خواہ کام بھی کیا۔ آمد مولانا حضرات کی یہ خدمات تاریخ اور رسالوں کا ایک شاہکار ہیں۔

تفصیل یہ قارئین کرام کی شاعت میں مستقل مضمون داخل ہو رہی ہے۔

تحریک عدل فی المیراث

بعض مذاہب کے مسلمانوں میں یہ رجحان کثرت سے پیدا ہوتا تھا کہ ”مسن“، ”دینیوں“ کی بات سے محروم کر دیتے تھے، اس حاتمہ رجحان کے خلاف حضرت مفتی صاحب رحمہ اللہ نے تحریک چلی، ”دومرتہ پنجاب“ اور ”دینی“ یا ”مجدد الدین“ جس کا خاطر خواہ قدم ”دومرتہ“ مسلمانوں نے سمجھ و ادراک کی بجائے شریعت اسلامیہ پر چلنے کا عہد کیا اور سابقہ رویہ سے توبہ۔

حاشیہ انداویہ تھانویہ میں مستقل قیام

پنجاب کے سفر سے واپسی کے بعد ۱۳۴۳ھ بمطابق ۱۹۲۵ء حضرت تھانوی قدس سرہ کے حکم سے حضرت مفتی صاحب تھانویہ میں مقیم ہو گئے ہیں تو آپ نے تعلیمی رہنمائی کا جس کا فی حصہ تھانویہ انداویہ میں گزرا تھا، کمزوریات سے فراغت کے بعد تھانویہ انداویہ میں تھانویہ انداویہ سے تعلق قائم رہا۔

حیدر آباد سندھ میں قیام

۱۹۲۵ء کے عرصہ میں آپ نے حیدر آباد سندھ میں قیام کیا ایک سال تک تعلیمی، تبلیغی امور انجام دیے اور پھر مئی ۱۹۲۵ء کی طرف سے عربی مدرسہ میں مدرس ہو کر قیام فرمایا۔

جہریہ تعلیم کی مٹی اگست

حکومت ہند نے جب جبراً مسلمان بچے ”انجلیوں“ و ”گھڑواؤں“ کو آٹا کریم پڑھنے سے روکا
اور انگریزی تعلیم کو سب بچوں سے روکا تو اس قانون کے خلاف آپ نے حضرت حکیم امت
تھانوی رحمہ اللہ کے حکم سے تحریک چلائی جو محض کامیاب ہوئی اور حکومت کو یہ خاموش قانون واپس لینا
پڑا۔ اس کی تفصیل مستقل مضمون میں آگے آ رہی ہے۔

تحفظ پر مسئلہ ۱۱ء

بہت سے مسائل میں مسلمانوں کو فیصلہ دیتے مسلمان قاضی، جج کی نہ رہتے تھے حکومت نہ جانے
مسلمانوں کے مطالبہ کے باوجود مسلمان جج مقرر کرنے سے تیار نہ تھے، حضرت مفتی صاحب رحمہ اللہ
نے اس سلسلہ میں جہر و جہد فرمایا، ایک مشفقہ فتویٰ بھی تحریر فرمایا جس میں نسب قاضی کی اہمیت
اور حکومت کی ذمہ داری پر روشنی ڈالی۔

قانون انفساخ نکاح اور مسلم قاضی بل

مسلمانوں کے دہانہ اور مسلمانوں کی کوشش سے حکومت ہند نے ایک ایکٹ مارچ ۱۹۳۹ء
میں اسمبلی سے پاس کیا۔ اس سے ”قانون انفساخ نکاح بل اسلام“ کا نام دیا، لیکن یہ قانون اسلام کے
حکام سے متصادم تھا جس سے حضرت مفتی صاحب رحمہ اللہ نے اس پر تہہ نہ کیا اور ایک اشتہار کے
ذریعہ اس کی خامیوں کو واضح فرمایا اور پھر حضرت قدس حکیم امت تھانوی رحمہ اللہ کی رہنمائی میں
”مسلم قاضی بل“ کے نام سے ۱۹۴۱ء میں ایک بل اسمبلی میں پیش کیا۔

خاکساری فتنہ کا تعاقب

عنایت اللہ شرقی نے جب اسلام کے واضح احکام کے خلاف فتنہ پھیلایا تو حضرت مفتی صاحب
رحمہ اللہ نے اس فتنہ کی سرکوبی کیلئے پنجاب کا درویش مسلمانوں کو اس فتنہ سے آگاہ کیا، خلیفہ تھانہ
بھون کے فتویٰ کی تائید بھی فرمائی۔

مرزا نیت اور دیگر فتنوں کے خلاف مناظرے

حضرت مفتی صاحب رحمہ اللہ ایک جید عالم دین، رہنما دست فقیہ و رہبر ترین مدرس، کامیاب
مسلحہ و درویش اہل مناظر تھے، حق جان سے آپ کو غیر مجرم فتنوں کی طرف مناظرہ میں جہاد رہا۔

فرمانی تھی، نیک مقصدین حضرت اور مریدوں سے آپ کے کامیاب منظرے اور مباحثے ہوئے جس میں فریق مخالف و موافق کھائی پڑی، ان منظرہوں کی رو سے ان خصوصیات اشاعت میں قابل ملاحظہ ہے۔
دینی مدارس کا قیام

حضرت مفتی صاحب رحمہ اللہ کو دینی مدارس کے قیام کی طرف خصوصی وجہ تھی، انہماک و فتنہ رمدہ کے زمانہ میں آپ نے امت سے مکاتب قیام فرمائے جن کی تفصیل مستقل مضامین میں ہے۔ غلط سے بڑے بڑے مدرسہ ختمیہ شاہ آباد اور مدرسہ عربیہ راجپور، تقسیم سندھ آپ کی نگرانی میں جاری رہے اور یہ جامعہ تھی یہ ساریاں بھی تھیں۔ ان سلسلہ کی ایک بڑی ہے۔
ریاست الوری میں دینی تعلیم کا اجراء

ماہ ۱۲۶۶ھ تا ۱۲۶۷ھ (برصغیر ۱۹۲۷ء تا ۱۹۲۸ء) کا واقعہ ہے کہ حضرت مفتی صاحب کا قیام مدرسہ نعیمی اسلام قصبہ نون شیعہ گڑھیوں میں تھا آپ مدرسہ نعیمی اسلام میں جو مدرسہ مدرسہ تھے یہاں ایک سال تک رہے۔

ریاست الوری میں دینی تعلیم و فتنہ بہتر ہو گیا تھا تمام چھوٹے بڑے مدارس اور مکاتب ایک قلم کو روپیے گئے تھے مدرسہ نعیمی کی کچھڑ ٹھکانے ساتھ صرف اتنی اجازت دی گئی تھی کہ پانچ روپے آن مجید اور ماہر ملے اور روپی زبانی تعلیم کی جائے اس سے زائد کسی صورت میں اجازت نہ تھی۔

اس نچر وحشت میں کون کون سے مفتی صاحب نے حضرت تھانوی قدس سرہ کو بتایا اور عرض کیا کہ اس بارے میں سعی و ممکن نہیں معلوم ہوتی وہاں یہاں یہ قانون کی طرف توجہ دے حضرت قدس سرہ نے دریافت فرمایا کہ کیا قانونی سعی ملے گا ورنہ اس سے چارو جونی بھی ممکن نہیں حضرت مفتی صاحب نے عرض کیا کہ اس کی پوری تحقیق نہیں لیکن اگر جیسا کہ میں نے عرض کیا ہے اس کے مصارف بہت ارکار ہوں گے حضرت قدس سرہ نے فرمایا کہ یہ دست مصارف کا جو تخمینہ مولائے اس سے اجازت دے حضرت مفتی صاحب نے تقریباً ایک سو روپیہ کا اندازہ بتایا حضرت قدس سرہ نے فرمایا ان شاء اللہ نہیں رکھوں گا کہ ایک سو روپیہ پیش کردوں تو کل علی اللہ کامرشد بخیر رہیں۔

حضرت مفتی صاحب نے پہلے تو سخت جھواری کے ساتھ اس ظالمانہ حکم کی نقل حاصل کی پھر دہلی آمد، دہلی میں داخل سے مشورہ کیا تو معاملہ کی مفصل کیفیت معلوم کی سب سے بڑا اتفاق یہ تھا

کہ اس کے متعلق بہ کافی صورت ممکن نہیں کیونکہ مثلاً تجارتی سے کہ خواہ یہ مسکن کے مسئلوں کی درخواست پر یہ حکم دیا گیا ہے لیکن اس کے باوجود مفتی صاحب نے ہمت نہیں ہارنی اور نہ اندیشہ کرتے رہے اور حضرت قدس سرہ نے تھوڑے ہی عرصے میں چند مفتی آراء رول کے ذریعے سونپ دیے۔

تحریک قمر روضہ

حضرت خیر مت قدس سرہ اس کا بہت خیال تھا کہ ہندوستان میں بدستور سابق قاضیوں کا تہرہ ہو جائے حضرت قدس سرہ نے مختلف صورتوں سے اس کے متعلق سعی فرمائی حضرت قدس سرہ کے شمارہ پر یہ خط میں ایک نچھن ”نصب تنقید“ رقم نمونی اس نے رسالہ مقبول حد عسی فی منصب مقدسی و غیرہ شائع کر کے دونوں طرف متوجہ کیا کہ ۱۲۳ھ بمطابق ۱۹۱۷ء میں ایک جلسہ منعقد ہو، علی منقہ کیا جس میں تمام ممبران اسمبلی و راجہ مدثر دہلی کے علاوہ حضرت علامہ انور شاہ کشمیری، نور مولانا محمد علی جوہر نے بھی شرکت کی، رسالہ پورہ رد پویند سے جی متنازعہ، کرامتہ پٹ لائے تھے حضرت قدس سرہ نے مفتی صاحب کو اپنی طرف سے شرکت کیے بغیر اس جلسہ کا زیادہ تر مقصد یہ تھا کہ ممبران اسمبلی کو اس بات کی نصیحت کا احساس دیا جائے جب حضرت قدس سرہ نے آپ کو بھیجا تو آپ نے عرض کیا کہ وہاں بڑے مشایخ کا مجمع ہوگا اس سے کسی بڑے شخص کو بھیجنا مناسب ہوگا۔ اس پر حضرت قدس سرہ نے بڑے جوش سے فرمایا کہ تم بڑوں کے سامنے اپنے دوائی طرح بکھتے رہو لیکن جہاں جاؤ گے وہاں سب پر غالب رہو گے۔

قانون اوقاف

حکومت مدے بعض اوقاف میں متزیوں کی ریزائیج رائیس اپنی تحویل میں لینے کیلئے ایک مسودہ قانون دسل میں پیش کیا ورنے حامد کیلئے سے شائع کیا گیا، چونکہ اس میں فی امور خیرات شریعت تھے اس سے حضرت خیر مت تھوڑی رحمت مد نے اس کی اصلاح کیلئے علامہ کرامتہ کا ایک بورڈ تشکیل دیا جس سے اس میں اصلاحات فرمائی، حضرت مفتی صاحب رحمہ اللہ نے اس میں بھرپور حصہ لیا اس کی تفصیل بھی مستحق عنوان کے تحت آئندہ درج کی جا رہی ہے۔

پندرہویں ص ۱۵۳۳ء قلعے۔

مسئلہ امارت شریعہ

ماہنامہ میں ۱۹۶۵ء میں جمعیت علماء ہند کی طرف سے ہندوستان میں امارت شریعہ کے قیام کی تجویز سامنے آئی اور اس سلسلہ میں جمعیت علماء ہند نے سر رہنما میں ایک فائدہ انگیز کتاب کیا جس کی صدر رت حضرت شیخ الاسلام مولانا محمد رفیع رحمانی صاحب مدظلہ فرمائی۔ علماء سر رہنما اور پوئلہ تھا نہ نبیوں اس کے حق میں تھے، تھا نہ نبیوں کی طرف سے، فائدہ انگیز حضرت مفتی صاحب رحمہ اللہ نے کی ریتہ مفتی کی تجویز پر یہ جلسہ ”مقام“ جمعیت علماء ہند پٹی تجویز پر عمل نہ کر سکی۔ ”تفصیل مضمون“ مسئلہ امارت شریعہ“ حضرت مفتی صاحب رحمہ اللہ میں“ احکام فرمایا۔

سیاحی مسلک

حضرت مفتی صاحب سیاحی مسلک میں حضرت حکیم امت قاضی قدس سرہ کے مسلک کی ترقی سے پابندی کرتے تھے اور انگریزوں میں مسلمانوں کی شرکت اور اس کے نظریہ عقیدہ قومیت کے بہت مخالف تھے ہی سے یہ امور میں شکوک ہیں حضرت قاضی پٹی چاند سے آپ دی گئی کہتے تھے قاضی قاضی محمد علی جناب سے ”ماقت“ میں جو فوج حضرت قاضی پٹی چاند سے روانہ کئے جاتے تھے ان میں آپ کو بھی شریک کیا جاتا تھا۔

ہجرت پاکستان اور رفائی و دینی خدمات

۱۹۴۷ء کے تقسیم ہند کے نتیجہ میں مسلمانوں نے ہندوستان سے پاکستان ہجرت کی اس سلسلہ میں نہیں نے اس قدر مشقتیں و صعوبتیں برداشت کیں یہ ایک خونچکاں داستان ہے جس کیلئے بڑی بھی ماکافی سے اس ہجرت کا مقصد ایک اسلامی ملک میں قیام اور نئی اسلامی مملکت سے متعلق رہا اور ہوا تھا اس سلسلہ میں ہر طبقہ نے تحریک پاکستان کی کامیابی کیلئے انتہائی جدوجہد و روشنی کی جس کے نتیجہ میں ۱۴ اگست ۱۹۴۷ء ۲۶ رمضان المبارک ۱۳۶۶ھ جمعہ المبارک کے روز ایک عظیم اسلامی مملکت پاکستان کے نام سے معرض وجود میں آئی۔ انھیں آبادی اور ہجرت کا عمل بڑی ہی عہد آرمہ حد تک مسلمانوں کو اس ہنگامہ سے دوچار ہوئے میں بڑی تخیل کا سامنا کرنا پڑا۔

حضرت مفتی صاحب سر پر تھے۔ چاہے کیا، مگر انتہائی شراپ ہو گئے ہجرت کرنے والے مسلمانوں کو راستہ میں شہید کیا جائے گا راستے میں ہر منی عام ہوئی آپ میں رہا چاہی مفتی ہو گئے

سرمیوں میں ایک جگہ مارٹن جو آپ نے اس کام کیلئے استقامت میں ملنے والی کامیابی کا شکر ادا کیا۔
 سرمیوں میں آپ کا قیام منڈی قصاب کے قریب ایک مکان میں تھا جو آپ کی وفات کے
 بعد لاہور و محالہ سرمیوں میں پہلا جگہ آپ نے تھیں وہاں مسجد میں "ایک تہہ" آپ کے حکم سے
 والد صاحب نے فاضل و رجسٹرڈ صحابہ حضرت والد صاحب و ماں عزیزہ صاحبہ جگہ پر جاتے رہے
 اس دوران رمضان مبارک میں قیام بریک عمل مولے کے موقع پر حضرت مفتی صاحب کا یہاں بھی
 موجودیت ہی منید و مفصل تھا جس بیان میں آپ نے سید احمدیہ رفیق مرحوم کا مشہور واقعہ بھی بیان
 فرمایا تھا "ایک تہہ" یہاں وہ غنیمت بیان جاری رہا۔ ایک تہہ میرا آپ کی ہند منڈی میں بھی مولیٰ یہ تہہ مرحوم ہائی
 پائنتا قائد مظہر کی وفات کے سلسلہ میں تھی۔ انی "وہاں جناب مولانا عبد الستار صاحب نیازی
 خدمت برہم کے سلسلہ میں "وہاں" رہتے مولے یہاں پہچے حضرت مفتی صاحب سے "وفات مولیٰ
 انہوں نے چوک ہند منڈی میں تہہ میری س تہہ قریب میں ابتدا حضرت مفتی صاحب نے جی شریعت
 فرمائی تھیں چونکہ ان دنوں آپ بھیل تھے اس سے آشریک نہ بیٹھ سکے۔

پرائمری مسلم یگ کا پہلا انکیشن

چونکہ آپ سیاست میں بھی خاص مہارت رکھتے تھے، حضرت قدس تعالیٰ کی تربیت میں
 سیاسی خدمات انجام بھی دے چکے تھے یہاں بھی آپ نے اس میں سرگرم حصہ لیا، مسلم یگ کی جہ پور
 ٹائیڈی دسمبر ۱۹۸۸ء میں پہلا انکیشن پرائمری مسلم یگ ناموں میں آپ نے خاص دلچسپی کی پائی سب
 فرماندہ کا آپ نے مقابلاً فیق مخالف کونہ کی کمانی پائی۔ آپ کو رہنمائی حاصل مولیٰ
 اس کی "چپ تھیں حضرت قدس والد صاحب سے دارماٹنے کا موقع ملا یہاں کے مقامی حالت میں
 پرے حضرت بڑے مڑے سے اس کا ذکر کرتے ہیں حضرت مفتی صاحب نے انکیشن کے دن موقع پر
 ہی فیق مخالف کی درجہ سب پر اٹھ اٹھ کر کے یہاں کے جو زمین کوہستے رہا یہ صورت حال ایسی
 عجیب تھی کہ ایسی کوس ہا تصور بھی نہ تھا انکیشن آفیسر نے آپ کے مدلل اٹھ اٹھ کوہستے کرتے ہوئے صلح
 کی تجویز پیش کی کیونکہ فیق مخالف پر جب اٹھ اٹھ ہو تو مسلم یگ کی طرف سے ہی ایک مقرر
 شخصیت مسلم یگ کے نامند جناب بی محمد شاہ صاحب مرحوم کے مقابلہ میں آگئی حضرت نے فرمایا کہ
 ب مقابلہ صبح سے بعد نوٹ کر انکیشن میں حصہ میں گئے تین صلح کی تجویز مان کی اور صدر مسلم یگ صلح

مگر وہ صاحبِ ثالث تجویز ہوئے انہوں نے حضرت مفتی صاحب سے معذرت کرتے ہوئے صاف کہہ دیا کہ مجھے گھر بیٹھ کر ہی ہے میں پیر محمد شاہ کے کہہ متاثر ہونے کے خلاف فیصلہ نہیں کر سکتا حضرت مفتی صاحب نے فرمایا کہ درست ہے آپ ان کے حق میں فیصلہ نہیں دیں کیونکہ آپ مجبور ہیں لیکن پھر میں بھی اس کے خلاف جیل کا حق ہوگا مگر اس فیصلہ کو چیلنج کریں گے چنانچہ ایسا ہی ہوا حضرت نے اس فیصلہ کو چیلنج کر دیا جس پر ثالث فیصلہ توڑ دیا اور دائرہ کشی ہوئی آپ نے پیر محمد شاہ صاحب مرحوم کو کامیاب کر کے کاروائی ہو کر بھیج دی جسے منظور کر لیا گیا یوں آپ نے مسکوئیگ کے ناندو جناب پیر محمد شاہ صاحب بخاری و کامیاب کر کے پٹی مہتاب پوری، ناندو، ان کے حامیوں کو شکست فاش دے کر تاریخ کے ایک نئے باب بنوا دیا جس کی جیسے ہمیشہ یاد رکھا جائے گا۔

غرضیکہ جرات کے بعد ساری ساری رگوں میں آپ کا قیام تھا یہاں سوا تین سو تین سو عرصہ میں آپ نے جو محنت کی وہ جوتے گھینے سے پنے مشین میں ان رات آپ نے ایک کر دی تھا بعض اوقات آپ ۲۳ میل کا طویل سفر ساریوں پر دو تہا پیدل فرمایا کرتے تھے اللہ تعالیٰ نے جو عرصہ حضرت مفتی صاحب کو یہاں عطا فرمایا اس میں کوئی دن نہ ہوا فیات و خدمات کے علاوہ دینی حالتوں میں آپ کی ہر بات و کتابت و رد ہائی کو تسلیم کیا گیا، یہاں کے بہت سے مشق و خدشات میں آپ کا قیام بظاہر پتہ سے ہوا، در آپ کے رد کرنے کی شخصیات پر گہرا اثر ہوا۔

اول و امجد

آپ نے پسماندگان میں وہ بیٹے حضرت مولانا مفتی عبداللطیف ترمذی رحمہ اللہ تھے اور محمد عزم و محترم جناب مولانا سید عبدالعلیم ترمذی مدظلہ تھوڑے عرصہ تک عمر کی عمر اس وقت صرف ۱۳ سال تھی جبکہ حضرت والد صاحب رحمہ اللہ کی عمر ۷۵ سال۔

حضرت محمد محمد رحمہ اللہ کی وفات کے بعد آپ کے جانشین حضرت والد ماجد رحمہ اللہ ہوئے جنہوں نے تہذیب و تمدن، علمی، فقہی، سیاسی، تاریخی، فاضلانی خدمات کو انجام دے کر اپنے والد ماجد رحمہ اللہ کے پیش قدمی معرقت تک پہنچایا، مگر معنی میں جانشین کا حق ادا کیا، آپ کی رات و خدمات، جو عرصہ تقابلیہ و راسخ کا نہ ہو، متبعین کے ذریعہ سے آتی تھی آپ کا علمی، روحانی فیض ملک پر دن ملک پھینکا چاہے وہ کسے جگہ ہو۔ شکریہ۔

حضرت والد ماجد رحمہ اللہ نے ۵ ربیع الثانی ۱۴۰۱ھ بمطابق یکم جنوری ۱۹۸۰ء کو انجمن
فرہانیا، ایک منہ رشتہ پر مشتمل آپ کی تمثیلی مونیج "حیات تزدنی" کے نام سے شیعہ ہو چکی ہے۔
حضرت جد امجد رحمہ اللہ کے دوسرے فرزند گرامی اختر کے عمر محنت میں جناب مائید عبد العزیز
صاحب قلم محمد اللہ تھانوی قید حیات ہیں، آپ نے وفات اللہ میں العربیہ پاکستان سے اشہد باللہ العالمیہ کا
متحیات پاس کیا، رفارنہ "نی ٹیچر" کے مورچہ پڑھنے اور عمرہ تک ترمیمی خدمات کے بعد ۱۹۹۴ء میں ریٹائر
ہوئے، آپ کے قدرے تمثیلی حالات ان شاء اللہ تعالیٰ "تذکرہ حضرت خدیجہ امیرہ" میں شائع ہو گئے۔
قارئین گرامس کی طبیعت کیسے جاننے والے ہیں۔ فقط

اختر عبد اللہ بن تزدنی غفرلہ

جامعہ تھانویہ سائیواس روڈ

۹ رجب المرجب ۱۴۰۶ھ

بمطابق ۲۵ جون ۲۰۲۰ء

دینی و ملی خدمات

مولانا سید محمد تنیم ترمذی زیر محمد سعید درس جامعہ تھانویہ

تدریسی و تصنیفی خدمات

تدریس واقعی،

درس نکاحی سے فراغت کے بعد حضرت سید نورانی کے ایاد سے حضرت مفتی صاحب موضع جہ شمع میں محمد کے مدرسہ میں درس کی حیثیت سے مامور ہوئے۔ کچھ عرصہ مدرسہ کے طلبہ اور وہم کے مسائل کو مستفید کرتے رہے۔ اس کے بعد مختلف مدرسوں میں تدریسی خدمات انجام دینے اور فتنہ زدہ و فاسقوں میں نمایاں خدمات انجام دینے کے بعد ۱۳۶۴ھ سے قائم العادۃ تھانویہ میں اپنے پنے پیر و مدرسہ حضرت تھانوی کے زیر پرستی تدریسی، تالیفی، اور فتویٰ نویسی کی خدمات انجام دینے کے بعد حضرت حکیم امت کو پونا مفتی صاحب پروردگار محمدیہ راہنمائی تھانویہ کے بڑے بڑے اہل کاموں کی نیجا، جی پاپ کو مامور کیا جاتا تھا۔

مدیر منورہ میں تدریس

اور مدرسہ علامہ شمس الدین منورہ میں حدیث و فقہ کی بڑی کتابوں مسطورہ ایک مامور ہوا، ایک مامور وغیرہ کے درس دینے کا موقع امدتوں نے نصیب کیا۔ حرم نبوی کے بعض اساتذہ جی درس حدیث میں شریک ہو کر رہتے تھے۔ یہ مدرسہ حرم سے ایک مہاجر آپ نے دریافت کیا کہ آپ تو صاحب مذہب ہیں مگر مامور ہوا آپ کے مامور کی کتاب سے اس قدر آپ خائفوں سے رہا، دیکھتے ہوں گے پھر آپ ان کے سبق میں یوں شریک ہوتے ہیں؟ ان کا صاحب نے فرمایا کہ اپنے مذہب کے خلاف جو بات دینی سے اس کا جواب تو یہ ہے کہ میں مگر حدیث میں جو طریق آپ دیتے ہیں ان کو سننے سے کام لیں پھر اس کو جو حرم نبوی میں علماء کو کتابوں پر تحقیق جیسا کہ آپ حضرات فرماتے ہیں اس سے میں نہیں آتا۔

حضرت مفتی صاحب شعبی ذہانت و عظمت کے حامل، چونکہ کافی طویل زمانہ تک حضرت حکیم امت قدس سرہ کے زیر تربیت تھے، تصنیفی کام کرتے رہے اس کے امدتوں نے ایک خاص

حمی فزاق سے نہ دھندلے گا، یہی تھی جو ہر نئی و صرف کتب بینی سے حاصل نہیں ہوسکتی۔

مدرسہ قاسم العلوم فقیر والی میں بطور شیخ الحدیث تقرر

۱۳۵۶ھ بمطابق ۱۹۳۷ء میں قاسم دارالعلوم دیوبند تلمیذ رشید شیخ العرب و انجم حضرت

مولانا سید حسین احمد فی قدس سرہ جناب حضرت مولانا فضل محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے تلمیذ و ابن شریع

بہاولپور میں ”قاسم العلوم“ کے نام سے اپنی ”رد قائم“ فرمایا۔ ۱۳۶۳ھ بمطابق ۱۹۴۴ء میں جب پابلی مرتبہ

حضرت مولانا مہموف مرحوم نے ”مدرسہ قاسم العلوم“ میں ”رد قائم حدیث شریف“ کے آغاز کا فیصلہ فرمایا تو

مدرسہ میں شیخ الحدیث کیے حضرت مفتی صاحب رحمہ اللہ کا انتخاب عمل میں آیا۔ چنانچہ اس طرح ایک

سال تک اس ”رد“ میں حدیث شریف کے ”زکے سابق“ پر حصے۔ اس وقت یہ مدرسہ خوب ترقی پو

رہا۔ ”رطب کے مشورہ“ و ”فسد میں اس کا شمار ہوتا ہے، و الحمد للہ تعالیٰ۔

تصنیفی خدمات

تصنیف ”تاریف کے میدان میں بھی حضرت مفتی صاحب رحمہ اللہ کی ذریعہ خدمات ہیں،

”مرچہ تصنیف“ ”تاریف“ کیے آپ کو زیادہ وقت نہیں مل سکا تاہم اپنی ”مضامین“ و رسائل آپ کی یادگار ہیں

جن میں سے بعض کا تذکرہ ذیل میں کیا جاتا ہے تفصیل ”تذکرہ انگریز“ میں درج ہے۔

عورتوں کی مشکلات کے حل کیسے حیدرناجز و کی تصنیف

ہندوستان کے غداروں کی قاضی مقرر نہ ہونے کی وجہ سے عورتوں کو بعض حالات میں سخت

مصائب کا سامنا ہوا تھا حضرت قدس سرہ نے اس طرف خاص توجہ فرمائی اور چونکہ فقہی شرائط کے

مطابق ان مسائل میں ضرورت شدید کی وجہ سے ہر کسی مسئلہ کو اختیار کیا گیا تھا اس سے مدد یہ مورد

کے علاوہ اس سے نکر رہے عورتوں کی حاصل کر کے کامل تحقیق کے بعد ان مشکلات کے حل کی بہت سی

صورتحال تجویز فرمائی۔ ”چند علماء دیوبند“ ساہیوڑہ سے ”دارالرحمت“ اور ”استعداب“ کے بعد ایک رسالہ

”حجۃ۔۔۔ حجۃ۔۔۔ حجۃ۔۔۔ حجۃ“ تصنیف فرمایا اس میں حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب

و حضرت مفتی عبدالمکریم صاحب دہلوی شریک رحمہما حضرت قدس سرہ فرمادیا کرتے تھے کہ میں نے اپنی

سبوت و احتیاط کی غرض سے اپنے خاص بل عامہ و بل تنویذ میں تصنیف میں بہرہ شریک

رحمہما جن کا نام بھی یہی رسالہ میں موجود ہے حضرت قدس سرہ کی مسرعی جلیلہ تجویز ثابت ہوئی اور

ممبران اسمبلی نے ایک مسودہ قانون "کنسٹیشنل ریفرنس" میں اس امر کے نام سے اسمبلی میں پیش کر دیا جو تاریخ ۹۳۹ء میں پاس ہو سکتا ہے۔ اس مسودہ میں ضروری قیود اور شرائط مندرجہ ذیل ہیں: حضرت
قدس سرہ نے اس مسودہ قانون کی دو کامیاب تفصیلی تجویزات کر کے اس اسمبلی کے جلسہ میں روانہ فرمائی تھیں اور
مزید وضاحت کیے حضرت مفتی صاحب کوڈت سے کہیں بھی آپ نے حضرت مولانا مفتی محمد شفیع
صاحب کے ساتھ مل کر اس مسودہ قانون کی اصلاحاتی ترقیاتی ترمیمات تحریر کئے تھے۔ ان میں اور مسلم
ممبران اسمبلی سے۔ قاتل کر کے ان کو یہ ترقیاتی ترمیمات ہیں کہ اس کے مطابق مسودہ میں ترمیمات جاری
ہیں ترمیمات مکمل طور پر قانون نافذ نہ کیے گئے ہیں بلکہ جو ترمیمات کے صاحب میں دست کی ہوئی۔

حضرت مفتی محمد شفیع صاحب دہلی حضرت مفتی عبدالکرم رحمۃ اللہ علیہما کو چونکہ حضرت قادیانی رحمۃ اللہ علیہ نے اس تصنیف ضعیف میں یہ اثر ایک دفعہ سے اس سے حضرت نے کتاب سے خارج کر دیا تھا۔ یہی نادر و نایاب کتاب ہے جو کہ ہندوستان میں فرمایا ہے چنانچہ ”الحیاتیۃ الناجزۃ“ کے آثار میں تحریر فرماتے ہیں:

و شمس تحت برجہ و حسیہ جدی فی کل مئة کتبہ لا حقیر
شرف عیسیٰ علی شمس جدی و حسیٰ مشارکہ مدرسین جامعین علوم
قزوین و مدرس سمنانہ معروزی محمد شمس و معروزی عبد کریم شرفیہ
تہ بہ (حیر معصومہ فی اولیٰ فی مئة ۱۳۵) من شجرة سی شمس کریم
عبدہ من من شجرة و شمس (شجرة - حیرہ)

انجرات

اس رسالہ میں خیبر پختونخواہ کی غیر دیہی صورتوں کے احاطہ میں نہایت مختصر و مفید اور عمدہ نگاہ دی گئی ہے۔

وفاق المجتہدین للفتنہ فی رفاق المجتہدین

ایک عالم نے "مخلیۃ الناجزۃ" سے متعلق چند سوالات لکھ کر لکھنا بھیجے تھے۔
حضرت مفتی صاحب مرحوم نے اس رسالہ میں ان سوالات کے جوابات تحریر کئے ہیں اور ان کے ساتھ ساتھ
کوریج کیا ہے خیر کتابت کے حق محمودیہ نام و مرقعہ فی حضرت صاحب علی رفقہ

محترم ہیں۔ حضرت حکیم مت نے بھی اس پر تصدیق تحریر فرمائی تھی۔
تجدد النعمہ فی تعدد النعمہ

مولا صاحب حق صاحب مدنی نے تعدد جمعہ کے عدم جواز کو ثابت کرنے کی غرض سے ایک رسالہ "بما لا یقرب" شائع "تحریر زبان میں تالیف کیا تھا حضرت مفتی صاحب نے لکھا نہ بخیر سے اس کا جواب تفصیل کے ساتھ لکھا "تعدد جمعہ کے جواز کو ثابت کرنے کی غرض سے اس پر حضرت حکیم مت نے بہت عمدہ لکھا تھا میں تصدیق کلمات تحریر فرماتے تھے "حضرت مولانا محمد انور شاہ کشمیری نے اس پر تحریر فرمائی تھی کہ "یہ تحریر غلطی سے لکھی گئی ہے" حضرت مولانا سید مرتضیٰ حسن چاند پوری نے اس پر مسرت کا اظہار فرماتے ہوئے فرمایا تھا کہ "یہ جواب ہے" کے حضرات سے توقع کی جاسکتی تھی۔
اقول ارفیع فی الذب عن الشنیع

حضرت مولانا محمد شفیق صاحب رحمہ اللہ کے رسالہ "سبب" میں رب فی ثبات النسب پر جب بعض لوگوں نے اعتراض کیا "بزرے بزرے مدعا بھی اس سے متاثر ہو گئے اور رسالہ کی بعض روایات پر تنقیدت خبارت میں شائع ہوئیں تو اس کے جواب میں حضرت مفتی صاحب مرحوم نے وہ حصوں میں ایک تحریر بھی جس میں یہی تنقیدت کا حصہ فرمایا "ردہ حق شد" عنوان سے اس کو شائع فرمایا۔ یہ رسالہ "بصیۃ" دہلی دسمبر ۱۹۳۸ء میں بھی شائع ہوا تھا۔

ایک اصلاح

متذکرہ بالا تحریر میں ایک جگہ خبری فتویٰ کا لفظ لکھا گیا تھا حضرت حکیم مت نے جب اس مسودہ کو مدحک فرمایا تو اس کو کات کر اس کی جگہ اخباری فتویٰ تحریر فرمادیا۔ رہبانہ ارشاد فرمایا کہ خبری فتویٰ مقلدین نظر سے مل سکے تو ایسے لفظ سے پرہیز کرنا چاہئے۔
مولانا عبدالمجید دریا آبادی کا مائثر

مولانا عبدالمجید دریا آبادی سے "قدوس ارفیع" اپنے تراجم کی بڑی دلاوی، اپنی کتاب "حکیم الامت نقوش" میں "ثابت" میں حضرت اقدس تھانوی کے کام ایک خط میں لکھتے ہیں۔
م۔ مولوی عبدالمکریم صاحب کا مضمون مفتی کفایت اللہ صاحب کے جواب میں قابل "و" ہے، جو بی مضمون میں کئی ممانعت قائم رہا جس آستان اثر فی کافیش سے، ہر شخص کا کام نہیں۔

یہ سب بڑے بڑے لوگ کی خدمت ہے، جس کی وجہ سے ان کی زندگی برباد ہو گئی۔

مولا، ماریا آپ کی حاشیہ پر لکھتے ہیں۔

یہ ماریا ہی عبد کریم صاحب مابقہ پنجاب کے رہتے تھے، اگلے حضرت کے خاندان میں مسیح شہیدین میں تھے، ایک عام کی حیثیت سے نہ تھا، لیکن نہ یوں میں ان کے متبع رہتے، یہی تبلیغ کا بھی فتویٰ نویسی کا کام کرتے رہتے، اب یہ بالکل پائیس پر کاغذ مضمونوں کو لکھتے تھے جس کا یہاں ذکر ہے۔ (کس ۷۶)

مولا، ماریا آپ کی ذکر چھ مضمون پائیس رہا مگر نہ تفصیل کو چھپے ہیں۔ یہ مضمون انہوں

رہیں انہی تھے۔

بیان القرآن اور بپتی گوہر پر نظر ثانی

حضرت خیمہ موت کے زیر سایہ رہا، حضرت مفتی صاحب نے اس وقت دس بوراق، دنیہ، وہ قیاس قدر خدمات نبویہ میں ”بپتی گوہر“ بپتی گوہر کا گیارہواں حصہ ہے اس پر آپ نے حضرت قدس سرہ کے حکم سے نظر صداتی لکھانی تھی ”وہ اس کو دیکھ گیا اور ”بیان القرآن“ پر نظر ثانی میں بھی حضرت قدس سرہ نے آپ کو ایک رکھ دیا تھا۔

عمری نکتہ

”یہ بند میں ایک بزرگ عالم نے ایک مرتبہ حضرت مفتی صاحب مرحوم سے فرمایا کہ مجھ کو یہ کی حرمت ثابت کرنے کی ہے، ”بیان القرآن“ میں یہ آیات حدیث سے استدلال کیا گیا ہے۔ لا یسجدوا للشمس ولا القمر الا یہ سے کیوں نہیں استدلال کیا گیا مفتی صاحب نے فرمایا کہ اس آیت میں مجھ کو یہ کی ممانعت ہے مجھ کو یہ کی ممانعت اس سے ثابت نہیں ہوتی کیونکہ آیت کے ”اور میں ان کو کتبہ ایماہ تعبدون“ ہے اس لئے مجھ کو تعظیہ کی حرمت پر اس آیت سے استدلال نہیں کیا گیا اس کوئی بڑا بزرگ عالم چھڑک اٹھے اور بہت مظلوظ ہوئے۔

ایک خواب

میں چند بزرگ عالم نے فرمایا تھا کہ میں نے خواب دیکھا ہے کہ میرے مکان پر حضرت عبدالقدوس عمر رضی اللہ عنہما فلاں چارپائی پر آرام فرما رہے ہیں چند روز کے بعد مولا، مفتی عبد کریم صاحب گھوڑی میرے مکان پر مہمان ہوئے، ”راہی جلد ہی چارپائی پر قیام ہوا“ مولا میرے

میں ملے آئے یہ میرے خوب بن قجیر سے اور اس طرف اشارہ ہے کہ مفتی محمد اکرم صاحب دہلوی سے
بہت متاثریت ہے کیونکہ حضرت مہر مدنی عمر طحطاہ میں مستند کے اندر ممتاز شان رکھتے تھے حضرت
فقہ دینی کا رشتہ ہے یہ مولوی مہر اکرم صاحب دہلوی علم سے متاثریت ہے۔

تقریر احوال حکام

زمانہ قیام قندھار میں حضرت فقہ دینی رحمۃ اللہ علیہ بن قجیر اہل حضرت مفتی صاحب نے
فتویٰ کا جو کام کیا تھا حضرت فقہ دینی نے سلسلہ یہ ہے کہ ان کے ساتھ تھا "احکام" نام کا کام تھا
جو "الاحکام" کے ساتھ چار جلدوں میں دارالعلوم کراچی سے طبع ہو چکا ہے۔

حالی میں یہ "احکام" چاروں جلدوں سے آپ کے فتاویٰ الگ جمع کر کے ان کی
تبویب کر دی ہے اور محمد مدنی ان کی تخریج کا کام بھی مکمل ہو چکا ہے ان شاء اللہ تعالیٰ عنقریب
مستقل طور پر ان کو شائع کیا جائے گا۔

اقاؤۃ العوام ترجمہ تصویص خطبات الاحکام

حضرت فقہ دینی رحمۃ اللہ علیہ نے سال جمعہ کے جمعوں کے واسطے اُمم خطبات کا جو
مجموعہ نام "خطبات" نام کے مجموعے کا "تہذیب" نام تھا، کثرت آیات و احادیث پر مشتمل ہے
اور حضرت مفتی صاحب نے اسے تہذیب بنی خاں بن خطبات کی آیات و احادیث کا ترجمہ مع تفسیر
فہم کے ساتھ درپیش کی روایات جن کو حضرت فقہ دینی نے اصل مسودہ میں تخریف کیا تھا مگر نظر ثانی کے
وقت غرض انتشار و جھڑپ ہو گئی ان کا ترجمہ بھی اضافہ و عنوان قرار کے دیا تھا یہ ترجمہ عنوان ۲۔
سے طبع ہوا خطبات۔ حکام کے ساتھ شائع ہو رہا ہے۔

یہ دیگر حضرت مولانا مفتی سید عبدالعزیز ترمذی مدظلہ کے اصل احادیث مع ترجمہ فہم اُمم
جمع کر کے ہیں ان شاء اللہ تعالیٰ اچھی ہو گا کہ اس سے "جہد" نامی اُمم شائع ہوئے۔

مولوی فاضل الدین زبیر مجدد، مخلص جامعہ نقشب

حضرت مفتی عبد کریم گمپھوی رحمہ اللہ کے فری

”تتمہ احوال احکام“ کا تعارف

حضرت حکیم مت مجدد ملت مولانا شرف علی صاحب قاضی قدس سرہ نے خانقاہ مدنیہ ثریہ قندھار جون شمع مظہر گمر میں ۱۳۱۵ھ سے ۱۳۶۶ھ تک مستقل قیام فرمایا۔ آپ نے جو قاضی ثوبہ تحریر فرمائے ان کا ضخیم شان مجموعہ مد ۱۰ کتابوں کے نام سے چھ حصوں میں شائع ہو رہا ہے جو محتاج قاری نہیں ہے، حضرت حکیم مت قاضی قدس سرہ کے حکم سے حضرت مولانا احمد حسن منٹھی رحمہ اللہ نے ۱۳۳۴ھ سے ۱۳۳۹ھ تک قاضی کا کام کیا اور ان کے قاضی کا نام ”امام حسن“ تجویز کیا گیا جو ”رہنوم نرپتی کے شعبہ ”مجلس شیعہ“ میں مقرر ہے، اب تک ان کی اشاعت کی نو بہت نہیں گئی۔

۱۳۴۰ھ سے ۱۳۵۱ھ تک حضرت علامہ مولانا ظفر احمد عثمانی قدس سرہ اور ۱۳۵۲ھ تا ۱۳۵۵ھ حضرت مولانا مفتی عبد کریم مصلوی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت اقدس حکیم مت قاضی قاضی قدس سرہ کی زیر نگرانی قاضی تحریر فرمائے، حضرت علامہ عثمانی رحمہ اللہ کے قاضی کا نام ”امام ابوہریرہ“ اور حضرت مفتی عبد کریم صاحب مصلوی رحمہ اللہ کے قاضی کا نام حضرت قاضی قاضی رحمہ اللہ نے ”تتمہ مد ۱۰ حکام“ تجویز فرمایا۔ مد ۱۰ حکام میں تتمہ چار ضخیم جلدوں میں حضرت مفتی محمد رفیع عثمانی دامت بدھاتم کے مقدمہ کے ساتھ ”رہنوم نرپتی“ سے شائع ہو رہا ہے۔

۱۰ دونوں حضرت کے بعد ۱۳۶۰ھ سے ۱۳۶۶ھ تک حضرت مولانا مفتی جمیل احمد قاضی قاضی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی خانقاہ لدادیہ میں قاضی کا کام کیا۔ حضرت قاضی قاضی رحمہ اللہ نے ان کے قاضی کا نام ”جمیل القاضی“ تجویز فرمایا، جمیل القاضی پر حضرت مفتی جمیل احمد قاضی قاضی رحمہ اللہ کے فرزند شرمائی جناب مولانا ڈاکٹر جمیل احمد قاضی مدظلہم سے اس میں تخریج ہوئی، اب وہ ”امام حسن“ کی طرح قاضی کی ذمہ داری بھی حاصل کی ہے، جتنا یہ قاضی ہی شائع ہونے والے ہیں۔

اس کتاب مندرجہ کے بعد اب ذیل میں مختصر حضرت مفتی عبد کریم صاحب مصلوی رحمۃ اللہ علیہ کے قاضی ”تتمہ مد ۱۰ حکام“ کا تعارف پیش کرتے ہیں۔

- (۲) حضرت مفتی صاحب رحمہ اللہ نے یہ فتویٰ نہ مانا تھا کہ لہذا یہ اثر فیہ تھا نہ جیوں شعلہ - غلط فہم
- ۱۰ شوال ۱۳۴۳ھ تا ۱۶ ربیع الثانی ۱۳۵۵ھ تک فرمایا، آپ کے تحریر فرمایا، اس فتویٰ کی کل تعداد ۱۰۰۰ ہے۔
- (۳) ”تتمہ مد“ حکام میں درج کی فتویٰ پر حضرت علامہ ظہیر احمد عثمانی رحمہ اللہ کے تصدیقی و مستحضر ثبت میں جبکہ بعض فتویٰ پر حضرت حکیم امت قاضی رحمہ اللہ نے جی تصدیق فرمائی ہے۔
- (۴) ۱۰ شوال ۱۳۴۳ھ تا ۱۶ ربیع الثانی ۱۳۵۵ھ کے تمام فتویٰ حضرت حکیم امت رحمہ اللہ نے لکھا، اظہار فرمائی میں خود تصدیق و مستحضر ثبت فرمائی، اس کا رد کے بعد جن فتویٰ کو اظہار فرمایا ہے تصدیق و مستحضر ثبت فرمائی، حضرت علامہ ظہیر احمد عثمانی رحمہ اللہ، اظہار فرماتے ہیں خود و مستحضر ثبت فرمائی۔
- (۵) ۱۶ ربیع الثانی ۱۳۵۰ھ کے بعد آپ نے جو فتویٰ حضرت حکیم امت رحمہ اللہ کے مشورہ کے بعد لکھنا کے مقابل آپ نے ”م“ لکھ دیا، اور یہ سب تفصیل حضرت مفتی صاحب رحمہ اللہ نے جی فتویٰ کے رجسٹر میں متعدد مقامات پر تحریر فرمائی ہے، مثلاً جلد نمبر ۱ کے صفحہ ۱۰۰-۱۰۱ کے حاشیہ پر اظہار حکام جلد دوم ص ۲۲۸ کے حاشیہ پر آپ تحریر فرماتے ہیں:
- یہاں تک کے کل جو بات حضرت علامہ صاحب رحمہ اللہ نے جی امت لکھا، اظہار فرمائی ہیں، اس سے آگے حضرت علامہ صاحب رحمہ اللہ نے فرما دیا، صرف استاذی المکرم جناب مولوی عمر احمد صاحب رحمہ اللہ، اظہار فرمائی، اپنی فتویٰ جواب میں، امام غفرلہ کی تحقیق کے صرف نہیں لکھا، بلکہ جو یہاں مولوی درویش دیوبند کے لکھا جاتا ہے، اور کتب میں، اظہار فرمائی، نوہت آتی ہے تو وہاں تحریر میں خود لکھا جاتا ہے، یعنی حضرت علامہ صاحب رحمہ اللہ، مستحضر ثبت فرماتے ہیں ۱۰
- احقر عبد الکریم عفی عنہ ۱۶ رمضان ۱۳۸۸ھ
- (یہ حاشیہ آپ نے ۱۰ رمضان ۱۳۴۵ھ تک تحریر فرمائی، پھر لکھا ہے)
- اس تحریر سے جی مذکورہ تفصیل کی تائید ہو رہی ہے۔
- (۶) اس تتمہ کی ترویج جی حضرت مفتی عظیم رحمہ اللہ کے ایما پر فتویٰ دارالعلوم، پیر بندہ کے انداز پر کی گئی ہے، ترویج میں فرسٹ کوریو، دوسرے ریو، و مختصلاً، و غرض کیا گیا ہے، کتب، ابواب، تفصیل کی ترویج کے لئے، اس سے متعلق تمام فتویٰ کی کچھ تردید کے ہیں، مگر یہ طریقہ اس کے لئے اب کے علاوہ دوسرے مسائل

جیسے سٹے : ب مقرر کئے گئے ہیں۔

(۷) جس میں تمام فتاویٰ تالیف و ترتیب سے ملے تھے، فتاویٰ اہل اباب پر مبنی نہ تھے، تو یہ کام حضرت مفتی عظیم رحمہ اللہ نے اپنی نگرانی میں مختلف حضرات سے کیا جن میں حضرت مولانا محبوب شاہ فی عثمانیہ نظام، حضرت مولانا رفیع احمد صاحب سابق ماہ مفتی، راجہ عہودہ، اپنی بیوی خاتون قاضی زمر میں حضرت مولانا مفتی محمد رفیع عثمانیہ نظام نے بھی اس میں حصہ لیا اور یہ کام شوال ۱۳۹۴ھ میں مکمل ہوئے۔ یہ تمام کے متعلق ہم نے یہ تعلیمات بنیادی طور پر حضرت مفتی عظیم مفتی محمد رفیع عثمانیہ نظام کے اس مضمون سے اخذ کی ہیں جو آپ نے ”حکام عہودہ“ کے مقدمہ کے طور پر تحریر فرمایا ہے۔

اہل اہل حکام معتمدہ کی اشاعت

پہلی جلد حضرت مولانا مفتی محمد رفیع عثمانیہ نظام کے مقدمہ کے ساتھ ۱۳۹۵ھ میں شائع ہوئی، اس کی دوسری طباعت ۱۳۹۶ھ میں حضرت مفتی صاحب مدظلہ کے ایک رفیق جمعی، فتاویٰ مقدمہ کے ساتھ مولانا اور دوسری جلد بھی پہلی مرتبہ ۱۳۹۶ھ میں مکتبہ ”راجہ عہودہ“ کی جی سے شائع ہوئی۔ تیسری اور چوتھی جلد شعبان المعظم ۱۳۹۶ھ میں پہلی مرتبہ طبع ہوئی۔ ۱۳۹۷ھ تا ۱۳۹۸ھ تک اس میں طباعت کا مرحلہ چار جلدوں میں مکمل ہوا اور اب محمد لہ خان فقہ دایہ عظیم جمعی مجموعہ مکتبہ ”راجہ عہودہ“ کرپتی سے یہ مجموعہ مورخہ سے جو حاصل کتاب ”لہ اور حکام اور اس کے ترمیم پر مشتمل ہے، اس کو مؤلف حضرت مفتی سید عبدالقادر بن محمدیہ نظام نے ترمیم و ترمیم کے اس کی تحقیق کروا کر، امید ہے کہ جلد یہ فتاویٰ مکمل بھی شائع ہوں گے و اللہ اعلم بالصواب۔

حضرت مفتی صاحب رحمہ اللہ کے فتاویٰ کا مجموعہ ”تہذیب احکام“ جس کا تیسری طباعت آپ ہندوچے ہیں اس میں دو مقام سے کہ سب فتاویٰ آپ ہی کے تحریر کردہ ہیں لیکن اس کے علاوہ بعض فتاویٰ آپ کے مدد و منتہی میں بھی شائع ہوئے ہیں جو فقہ دایہ ہندوچہ میں بھی طبع ہوئے ہیں۔ اور بعض رسائل و مضامین بھی آپ کے یہ ہیں جو تہذیب و فتاویٰ سے متعلق ہیں لیکن ان کا شائع ہونے میں اب سب کو بھی ضمیر کے طور پر آپ کے فتاویٰ کے اس مجموعہ کے آثار میں شامل کر دیا جائے گا۔ علاوہ اس میں بھی تحریرات و فتاویٰ ہیں جو حضرت قدس سرہ کے ”مستحق فتاویٰ رحمہ اللہ“ اور دیگر حضرات کے تحریر ہوئے ہیں لیکن اس پر تصدیق دینا میری استطاعت آپ کے بھی مدد میں ہے جیسے حضرت قدس سرہ کے مستحق فتاویٰ رحمہ اللہ کا رسالہ ”فتاویٰ حیدر علی“ ”مبطلات“ ”مطبوعات“ ”اور اس کا ترجمہ وغیرہ۔

جواب دوم از تھانہ کمپون

فردی و جمعی

جب خاص روایات میں ممانعت موجود ہے تو چر بلعش فقہاء کے قواعد کی بناء پر اس کو مستحب اور مشرور و یا ناجائز سمجھ نہیں ہے اور ممانعت تقیہ کی بناء استحکام حیات بعد موت قرار دے کر اس کو معتد بہ کاذب و بد تقیہ و اہل سنت کا مذہب بنا بھی نہیں آئیں گے یہ سوائہ اس کے اور کوئی وجہ نہیں ہو سکتی یک وجہ تو خود فقہ برائے کافی سے غش کی ہے وہ یہ کہ اگر وہ ایمان کے ساتھ مرے تو اس کی حاجت نہیں ہے۔ (خود بعد) اگرچہ پانچمہ ہو تو تقیہ مسید نہیں، اور کفایہ شرط دایہ میں بھی یہی وجہ نہیں ہے چنانچہ کفایہ کی عبارت یہ ہے:

وحدیثی لیسہ علیہ السلام من بنفس حسنة بعد خلقه ورسوله وایہ

ہیں۔ مسند و لا اور مشتبہ معتبرہ لا۔ بقول لا وایہ فی بنفس بعد موت لا۔ ہا
مات علیہ ولا حجة بدو ہا مات کافر ولا یصدق بنفس و۔

باقی یہ بات کہ سید مراد کس معنی حقیقی مراد کیوں نہیں لئے سو اس کی وجہ احقر کے فہم ناقص میں یہ آتی ہے کہ غلط موتی سے جس طرح حقیقی معنی معلوم ہوتے ہیں اسی طرح مجاری جی معلوم ہوتے ہیں اور مجاری معنی لینے سے نقل زیادہ کیونکہ اس وقت وجہ تعلیف کے گھر کو اور خواہشات ہوا مشورے اور تقیہ سے اس کو وجہ موتی سے نہ رکھنا شہادت پانچمہ میں کہ اس کو کہ لاہ راہ لا بد حاصل ہے۔ کما صدق بنی جاتا ہے بخلاف تقیہ بعد مدفن کے کہ اس میں بغض نے تو کوئی شیخ تسبیح کی نہیں کیا جیسا کہ کافی اور کفایہ سے تیار کر چکا ہوں اور اگر وہ شیخ جی تسبیح کیا جائے جو صاحب فہم تقدیر سے بیان کیا ہے یعنی سچیں ہا مذہب بھی وہ شیخ یقیناً سمجھے اس شیخ سے جو گھر کو مونا سے کیونکہ حالت حضور میں تقیہ کرنا عمل کی ترغیب داتا ہے اور عمل جس وجہ منید سے خاتم سے اور بغض جیسا کہ عمل کے متبادل میں ہرگز نہیں ہے۔ خواہد جواب اشکال کا یہ ہوا کہ موتی کے مجاری معنی مراد جی میں مدتی معنی مراد نہیں ہے بلکہ قابل سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اس جگہ حقیقت مجبور سے اور مجبور متی رف اور حقیقت مجبور سے مجبور متی رف مقدم ہوتا ہے کہ صاحب من راجع اور حقیقت کا مجبور اور مجبور کا متی رف ہوا خاتم سے کیونکہ تقیہ گھر ہا مت کا قابل ہے حالانکہ اس کی دلیل سوائے حقیقہ

عمل میں آئے کہ صرف یہ ہے کہ ان میں سے کسی ایک پر عمل کیا جائے۔ جواب: ہاں۔

ثالثاً: قاریت سے کھڑے ہونے کا جو حکم ہے وہی بہتر ہے اس کو بدلنے کی ضرورت نہیں، یہ مسئلہ جو فقہاء میں ہے تب فقہ میں جی اس کی اصل مذکور ہے لیکن اس کو فقہاء نے اس میں تفصیل لکھی ہے، معلوم مقام الجہت میں وہ تفصیل جی دے یا نہیں تفصیل یہ ہے کہ اگر امام وقت جماعت سے پیشتر ہی مصلے کے قریب بیٹھا ہو اسے تب تو جی علی القدر (بعض جی علی الصلوٰۃ) کہتے ہیں واللہ اعلم) کہتے ہی سب کھڑے ہوں میں اور اگر امام جماعت کے وقت پر خائن مسجد سے کیا ہے تو جس صنف سے نماز پڑھا جائے وہ صنف کھڑی ہوتی جائے اور اگر امام منوف کے سامنے سے داخل ہو (مثلاً حجرہ میں درجہ سوم یا درجہ سے آوے) تو سب منوف امام کو دیکھتے ہی کھڑی ہو جائیں یہ تین صورتیں تو درمیان عائشہ وغیرہ میں مصرح ہیں اور ایک چوتھی صورت یہ ہے کہ امام مسجد میں تو پہلے سے موجود ہے لیکن محراب سے دھندلے ہوئے اس صورت کا حکم جی تفصیل دے۔

معلوم ہو گیا کہ جن منوف سے امام آئے ہیں وہ منوف امام کے اٹھتے ہی سب کھڑی ہو جائیں اور جو منوف امام سے آگے بیٹھی ہیں ان میں جس صنف سے امام بڑھتا جاوے وہ کھڑی ہوتی جاوے اسی چوتھی صورت کو علامہ شافعی نے درجہ تالیفی کی عبارت سے معبط فرمایا ہے درمیان کی عبارت یہ ہے:

(وہ صنف) امام و مومنین (جس قبل جی غیبا مخرجہ) کہ امام بھرب بھرب و لا یفسد کل صنف بل یبھی الیہ الامام علی الاصلہ) وان دخل من قدم قدمہ جی یقع صنفہ صنفہ اور شافعی نے وہ صنف کے تحت میں لکھا ہے کہ وہ صنف کہ امام بھرب

المحارب بان کان فی موضع آخر من المسجد او خارجہ ودخل من خلف (مسجد) اس سے معلوم ہوا کہ یہ حکم ہر حال میں نہیں ہے بلکہ چار صورتوں میں سے صرف ایک صورت میں ہے ورنہ یہ کسی کے نہیں ہوا کہ امام صاحب منہ و رخو دتو دجا کر بیٹھا کریں بعد ان مسئلہ کا مشاہدہ یہ ہے کہ اگر اتفاقاً پیشتر سے امام محراب کے قریب بیٹھا ہو تو یہ حکم ہے کہ ان امام صاحب نے اس کا اہتمام جو شرط کیا ہے یہ جی روایتی ہے یہاں ہر امام کو نہ چاہئے کہ اس سے یہ سب آداب میں سے میں اور دوسرے جو تمام سنت کے ذریعے شروع ہو کر اس کے ترک پر عداوت و عتاب نہیں ہو سکتا۔

گردانی کر سکتا بہتر ہے ورنہ چوتھی صورت میں امام محراب پہنی قدر رخصت روغیہ دکن سب اٹھاتی ہیں امام

ب یکہ خلیفان رہا قی رہا دیہہ پھر ہشتی گوہ میں اس کو ارتقا رخ طرف کیوں منسوب کیا گیا؟ جس میں بجائے موقوفت کے موقوفیت موجود ہے سو اسلئے؛ اللہ بعد کا پیشہ سیر یوں معلوم ہوا کہ علم فقہ جو سبب ماخذ سے گوہ کا اس میں تیز دس کا حوالہ ارتقا رخ میں موجود ہے اور گوہ میں تیز دس کا اضافہ کر کے تصفیہ کی کا جو۔ یہ صحابہؓ کیا تھا جو ظہیر مرقوم میں موجود ہے اور فقہان میں تصفیہ کی کا نام مفتی کا تب کے باعث رہ گیا، اللہ اعلم۔

عشرہ اخیرہ کامل کا اعتکاف سنت مؤکدہ ہے

سوال: زیر کتبہ اعتکاف رمضان المبارک عشرہ اخیرہ کامل کا سنت مؤکدہ ہے اس سے کم مدت میں سنت نہ ہوگی، حوالہ مورانا عہد النجی صاحب کے رسالہ ”الانصاف فی حکم الاعتکاف“ کا دیتا ہے۔ عمرہ بقیہ کے کامل دس یا زائد نہیں بلکہ قبل عشرہ سے کئی سنت ”موجبے“ کی، اپنے قول کے ثبوت میں خلاصہ فتاویٰ کی یہ عبارت پیش کرتا ہے فقال القاصی الامام الاعتکاف فی المسجد الجامع افضل اداکار یصلی فیہ الصلوات الخمس بالجماعۃ، اما اداکار یکن فلا یتکف فی مسجد افضل کیلا یحتاج الی خروج عن معنکد، وں رد ینعتکف اقل من سبعة ايام یتکف فی مسجد حیث یوان اراد ان یتکف فی جامع۔

یہ مورانا کا ہجوم کے رسائل۔ رکان دہ کیٹنے سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اعتکاف مذکور سنت مؤکدہ نہیں بلکہ مندوب بخش سے جس پر ان کی یہ عبارت شام کو عصر سے لاشٹ فی موصیہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غنی عنکف عشر لا وحرمین شہر مقدس، حکم قدر سنت من مسجد معتکف الاعتکاف یومئذ الحفاد الراشدون صلا یتکف فخرج حنفی صلی اللہ علیہ وسلم وشرع بہ بھی جہر نہیں ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ رسالہ تقریر جہر نہیں کہتے محتصہ بہ صلی اللہ علیہ وسلم فہملا کان لا اعتکاف اختصاصا بہ صلی اللہ علیہ وسلم، فتارک الاعتکاف من الامة لا یلمحہم الاماءة بولنا کان صلی اللہ علیہ وسلم لا یلمحہ فی الاعتکاف تا کیلید فی غیرہ من الشن ولا یحب واحدا من

مولانا عبدالحق صاحب دہلی

تبلیغی خدمات اور انسدادِ فتنہ ارتداد

۱۳۸۱ھ بمطابق ۱۹۶۳ء میں آنسو سے اندھائی کی چمکی لگوانا آریہ ڈکشن کے مسکنوں کو عام سے بدگشتہ کر کے میں حضرت خیر متقدس سرہ نے حضرت مفتی صاحب دہلی پرش تبلیغ جانے کی جرات فرمائی حضرت مفتی صاحب نے فرمایا کہ اس کام کیسے ہو مولانا عبدالحق صاحب دہلی مناسب معلوم ہوتے ہیں حضرت خیر مت نے فرمایا کہ اس اختلاف رائے کا فیصلہ مولوی ظفر احمد صاحب کے چپ دھونا چاہئے مفتی صاحب نے عرض کیا کہ میرے جیسا مانس کی آپ کے سامنے حقیقت ہی کیا ہے جو فیصلہ فی حق و برکت مومنین حضرت نے فرمایا کہ جیسا من سب سے اس میں بدگشت مومنین مولانا ظفر احمد صاحب اس وقت تک نہ جس تھیں حضرت نے آواز دی اور فرمایا کہ میں اس کو بھیجا چاہتا ہوں اور اس کے خیال میں مولوی عبدالحق صاحب دہلی من سب سے اور مولویوں کی جہ جی دیان کر دی مولانا ظفر احمد صاحب نے فرمایا کہ میرے خیال میں دونوں کو بھیجنا من سب سے اس میں بدگشتہ کی رعایت بھی مومنانے کی ہے یہ موقع پر بھی بدگشتہ حضرت نے اقدس نے بہت بدگشت سے فرمایا کہ بدگشتہ در مسکن حضرت مفتی صاحب سے فرمایا کہ ”دونوں جیت گئے“۔

حضرت تھانوی نے من سب صاحب بدگشتہ دوم یہ دعوات کے بعد حضرت مفتی صاحب دہلی مولانا عبدالحق صاحب دہلی حضرت فرمایا ورنہ طرف میں پورے دوسراں تک دونوں حضرت نے نہایت مہتمم کے ساتھ تبلیغ کا سلسلہ جاری رکھا بدگشتہ مولانا عبدالحق صاحب دہلی رحمہ اللہ بارہ سال تک یہ خدمت انجام دیتے رہے۔

تبلیغ کے ساتھ خلقِ خاطر

یہ دین حضرت مفتی صاحب کے یک دست نے آپ کو جیسے اپنے ہم اوے جانا چاہا آپ کو جی کا بے حد شوق تھا خوش ہو کر حضرت اقدس سے اجازت حسب فی ارشاد فرمایا جس کام میں یہاں مشغولیت سے وہ جی غل سے مہتمم رہے فصل سے روز کے خوش کے ساتھ فرمایا مسعود ایک نے فرمایا ہے۔
 ۱۔ کے قوم چن رفتہ چن رفتہ بیدار بیدار

حضرت والہ کے حوصدا فزا کلمات اور مولانا محمد ایاس صاحب کی معیت
تبعی سلسلہ میں حضرت مولانا زبانی ارشادات اور خطوط میں بھی نہایت مفید ہدایت فرماتے
رہتے تھے نیز وہاں کے ساتھ حوصدا فزا کی کلمات بھی سوتے تھے چنانچہ ذیل میں چند دلائل ماموں
کے قتبہ سات خٹوں کے جاتے ہیں۔

(۱) سلامتی کے حالات سے متعلق امیدیں ماموں اور مجھ داس سے پہلے کسی آپ جیسے
فصلوں کا دیا، ریچہ موہنی محمد ایاس صاحب کا ساتھ ہو جائیگا، عین کامیابی، ماموں نے غیبی توقعوں
وہے مگر قلب شہادت دیتا ہے کہ ان شاء اللہ سب فوہا سے لیا، نفع آپ صاحبوں سے ہوگا۔ بخیر مت
موہنی صاحب ملام مسعود۔

(۲) سلامتی کے آپ کا فخر پہنچا کاشف تفصیل حالت موابستہ توجہ امیدیں پڑتیں مگر اقلب
شہادت دیتا ہے کہ ان شاء اللہ آپ کی جماعت اس دے میں جس قدر امید ہوئی شاید دہری بری
بڑی جماعتیں اس دے امید نہ ہو، ماموں نے فرمایا۔

عجب رہا، ماموں کی فوہا، یہ نہ کہ سات ایسا ہو

کے نام معکم و معکم جمعہ ۲۶ رمضان المبارک ۱۳۴۱ھ

یک و نامہ میں یہی مضمون کے بعد تحریر فرمایا۔

درست میں نامہ رند، ماموں کی مکتوبہ کہیں ترغیب خدمت جامعہ میں ماموں
تقریباً پانچ سو سال بعد ایک جماعت نے تمام تبعی حادۃ یعنی ماموں کا مفصل حال مکتوبہ
شائع کیا ورس دہلیہ، میں اس کی تصدیق بھی تھی، ماموں کی تفصیل پڑاں جماعت حضرت مفتی
صاحب اور مولانا عبد مجید دارتبعی نے بھی دیکھے تھے فورا رد اور دیکھے ہیں، اس نے کامیاب دے تب
معلوم ہو کہ حضرت تھانوی کی یہ شہرت برپا ہوئی تھی حدائے فصل سے بالکل صحیح ثابت ہوئی۔

اچھائے مکاتب

اس ستر مبعی کے علاوہ ہی تبعی حادۃ میں دینی مکاتب بھی قمر کے گے جس کی مان آمد
میں حضرت تھانوی قدس دے کافی حصہ یا حضرت مفتی صاحب فرمایا کرتے تھے، تقریباً سو مکاتب
یہ ہیں جن کو انگریزوں پر مانا جاسکتا ہے جو اس حادۃ تبعی میں جاری کے گے تھے، جن میں سے

ہر رکن فرستے گا۔ تاہم نورتنہ یونین میں طبع ہو چکی ہے۔

مرکاتیب: سلسلہ کارگزاری شعبہ تبلیغ

بنام حکیم الامت مجدد ملت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی قدس سرہ

اس جدوجہد کی پوری تفصیل اس ماقہ کے تحت اور ورق کار سے آگاہ کرنے کیجئے
تقریباً ۱۰۰ ایک کتاب یہ حضرت تھانوی رحمہ اللہ کی خدمت میں تھانہ یونین اور ماہانہ سے
رہے جس میں چوٹی کارگزاری بیان کی جاتی تھی، یہ خطوط ماہانہ سے ”امور میں شائع“ کے جاتے
اور مسلمانوں کو بھی اس سے مطلع کیا جاتا تھا۔ حضرت مفتی صاحب رحمہ اللہ کے قلم سے
لکھے ہوئے ہیں۔ یہ مکرّم و معظم مفتی سید عبدالقدوس ترمذی حفظہ اللہ نے یہ سب خطوط ”مکتبہ ابراہیم“
میں درج کر دیئے ہیں، ان میں سے بعض خطوط یہاں شائع کیے جا رہے ہیں تاکہ قارئین ”اعتقاد“ کو
بھی حضرت مفتی صاحب رحمہ اللہ کی اس خدمت عظیم کا کسی قدر اندازہ ہو سکے۔

(۱) بھلا حلقہ: دامت برکاتہم السلام عظیم و رحمۃ اللہ علیہ کا تہ

تقریباً ۱۰۰ شنبہ ۱۲ شعبان ۱۳۱۷ھ کو مولوی محمد الیاس صاحب کاندھلوی کے امراہ
کوڑ کاؤں کے رستہ سے فیروز پور پہنچے اور چند موضع میں بھی جانا ہوا، وہاں ہاتھ میں صومہ و صلیب سے
ماد قنف میں ان کو تھار کی طرف قوی، یعنی سلسلہ قہیم کا قلم کرنے کو کہا گیا اور بعض جگہ امام رکھنے کا
ورس سے کچھ کو تھار وغیرہ دیکھنے کا وعدہ کیا ہے، پھر بغیر رت وہاں کے لوگ امام کی خدمت
کر سکتے ہیں، دعا فرماویں کہ امام مقرر ہو جائیں مولوی محمد الیاس صاحب کو شش کر رہے ہیں۔

دیہات میں عموماً شکل و صورت شادی کی سے، کان ماتھ، غیرہ میں ریور، جوتی پانہ حنا،
دیون وغیرہ تھوڑے میں شادی کی شکر کرنا یا مشیت سنا، ان باتوں سے ان کو رکھا گیا سامراجی
بہد و نہ ہیں جیسے مری سنگھ وغیرہ، بعض کے نام میں دیئے ہیں، امید ہے کہ مکتب قلم ہونے سے
صلحت ہو جائے گی، اور جن موضع میں نامہ وغیرہ کی پابندی سے ان کو دیگر امور کی تائید کی جاتی ہے،
سو اپنے دینے سے کوئی خالی نہیں، اس چارہ آدمیوں نے سو سے تو پائی، ایک آدمیوں نے شراب
سے نہیں بچکے کچھ کار پورنگا، گیا۔

دعا فرماویں کہ اللہ تعالیٰ توفیق عطا فرمائیں اور ہمارے لئے جس مافق آئے، ان دیہات

میں مانا جیسے یہ تک رہنا ہوگا بعد ازاں اگر وہ وہیں گئے ان شاء اللہ تعالیٰ، کچھ حالات عرض کئے جائیں گے۔

۱۰ اسلام

حضرت عہد کریم ﷺ کی مہربانی پر پھر ایوانی ارفیہ و زچہ رنگ ضلع ٹرکاٹوال
موجودی محمد ایوان صاحب سادہ میٹھ کہتے ہیں، وہ جی ہمارے ساتھ ہیں، بعض ان لوگوں کو
جو پیشتر سے وہاں رہے ہیں مسلمان ہو گئے ہیں، ایک نے پختہ آباد کیا ہے،
فرض نکال دیئے ہیں۔

فقط

۲۵ شعبان ۱۳۴۱ھ

(۲) سیدی مرشدی حضرت مولانا صاحبہ فیوضہ دہلیہ

سارمیکو رحمتہ اللہ علیہ مفتیہ، رشوانہ

گزشتہ آئندہ آئندہ سے محنت و محنت اور روحانی و دینی و دنیوی سے آگاہ رہیں۔ حضرت
پوسٹ ۲۶ رشوانہ ۱۳۴۱ھ کی شام کو پوسٹ پانچواں اس علاقہ میں آ رہی تھی کہ وہاں خطیہ و دینی و دنیوی سے
ہیں و مسلمان ہو گئے ہیں، بہت کم کام کر رہے ہیں، کبھی غیہ مسلک، رہا اسی مزیہ نہ آں سے،
لیکن ملکہ تھان کا مہیانی میں مسلمانوں کا زیور، حصہ ہے۔

موضع پانچویں و رحمتہ اللہ علیہ جو آ رہی ہو چکے تھے، مسلمان ہونے کی طرف راغب ہیں، کھانا
چھا مسلمانوں کے ساتھ ٹھونڈا رہیو سے مگر بیک و دین، راستہ پہلوں سے غلام و رقت ہیں
کرتے، ان کی بہ درستی دیکھتی ہے ورنہ درستی سے ملے گئے ہوتے ہیں، دعا فرمائی۔

۱۰ اسلام

ورقہ کر کے، کئے جی دعا فرمائی۔

خاسا عہد کریم ﷺ کی مہربانی پر پھر ایوانی ارفیہ و زچہ رنگ ضلع ٹرکاٹوال

۲۸ شوال ۱۳۴۱ھ پختہ

(۳) بھاب فیض آباد سیدی مرشدی حضرت مولانا صاحبہ دامت برکاتہم

سارمیکو رحمتہ اللہ علیہ

میں نون میں نون، مہربان سے مسلمانوں کو نقصان پہنچا رہے ہیں، بعض جگہ مسجد شہید راہی
ہے، بعض جگہ مسجد ہی ہے، نون کرتے ہیں، کبھی دیکھتے رہے ہیں، بعض جگہ راہی کر کے صحت

تعمات مان و جانی مسلمانوں کو پہنچا رہے ہیں، یہ بات کہلا رہی ہے کہ اس میں چند مرتبہ فساد و بے آواز
ہو چکے ہیں، مگر کسی بے بنیاد شہادتیں حکام سے برتے رہتے ہیں، اس قصبہ کے کل حکام متاثر ہو رہے
ہیں، تین روز سے ہنگاموں نے مسلمانوں کا یہاں رہنا جس سے سخت تکلیف ہو رہی ہے، دعا
فرمائی کہ حق تعالیٰ صاحب و تکلیف سے محفوظ رکھیں اور غارت گرد نہ بن جائیں۔

اس تحصیل میں باریوں کی کامیابی ہلکی رہی ہے و سجدہ و سجدہ کی بات، اور
موضع و یکھوت کے باشندے کہتے ہیں کہ بخدا کی بیچیت سے بیشتر ہمواری رائے قائم نہیں کئے
(یہ موضع ہی تحصیل میں ہے، ہاں ہوائی بیچیت آخر ریلوے کی شاخوں میں سے)

حضرت و دعا فرمائی کہ وہاں سے محفوظ رہا، حکام اسوام کے پابند ہو جائیں،
ورٹپاری و سر دی میں آریوں کی شہرت تو ان شاء اللہ تعالیٰ نہ پہنچے گی، انکی تحصیل میں آمدن
مسلمین کی قسمت بخیر و برکت سے نکلی رہے، اسے کافی حفاظت ہوئی ہے اور ہندو کتب جاری ہیں۔
مودی محمد سعید صاحب، مودی نے شیعہ بلند شہ میں اسدا اور تادی لیا وہ تہذیب و برکت خاں
کے ہمدردوں کو مان جانے کیسے فرمایا ہے، اختر بھی ہاں گیا تھا، اب تک ہاں کافی انتظام
نہیں ہوئی، اب چند ہمہ سینے مودی عبد المجید صاحب، ہاں تشریف لے گئے ہیں، و غفرلہ بیوت
و غیرہ آجائیں گے، حاکم بھی بیوت کے ہمدردوں کے ہاں چند روز کا کام سے بعد فرمائیں ان شاء
اللہ مستقل کام شیعہ بلند شہ میں کرنے کا ارادہ ہے، دعا ہے کامیابی فرماتے رہیں۔

۲ محرم ۱۳۸۲ھ و یک اور ہمدرد سے موضع جنکو تحصیل چوں سے قیدم را یہ کا بند ہو چکا ہے اور
جمیہ عدسہ، آجاری ہو گیا ہے، تحصیل میں بابت پتی میں اس کے ہمدرد سے غفرلہ بیوت ہاں
سے بھی ٹھٹھکی مید سے دعا فرمائی۔

مترین عبد کریم رحمہ اللہ عنہ ازہواں غلط گزرا نو جامع مسجد

۱۸ محرم ۱۳۸۲ھ

(۴) بجاپ فیض مہربان سیدی، مہاشدی حضرت مولانا صاحب، امت نہ جانم

سید میکہ رحمہ اللہ نہ جانم

گزشتہ سال حد مت فیض و رجت آگاہ نظر فرمائی و پوچھ کر کاستہ چوہا پاس اسکی وغیرہ

”نکدہیں گاہوں میں مولا مودستہ درویشی تری میسر شد کو اہلی پانچ، جن لوگوں کی اصلاح کی غرض سے
 دیہات مذکورہ میں گیا تھا یعنی اس دس کے ساتھوں کی اصلاح بست و ہوا ہے، فی ان ان کے قرب
 و جو میں چند کتب قائم ہونے کی ضرورت کے لحاظ سے ان ساتھوں کا اثر ترقی نہ رہے، کیونکہ وہ
 اپنے سلسلہ کو بڑھا چاہتے ہیں (اس رو کی مختصر حالت یہ ہے کہ ان، نکات وغیرہ اسلامی خدمات
 ہونے کے باوجود مساجد قدیمہ میں انہی کام مثلاً کھانے پانے وغیرہ کے بستے ہیں، انہیں سلسلہ
 کیلئے کام نہ رہے گئے تھے پر سو رہے چرنے کا دستور ہے، اپنے زعم و اصل میں اپنے بھائی خیر
 کرتے ہیں، اندوہ ان کو بھی چیلہ بناتے ہیں، نہ رئیس پڑھتے وغیرہ وغیرہ)۔ (قرب و جو میں کتب
 قائم ہونے سے آریہ سے وہ ساتھ بھی محفوظ رہیں گے۔) فدوی عبد الباقی مکتوبہ فی امر اچوہرہ

[illegible]

(۵) مندرجہ بالا مقررہ سیدنی و شہیدی حضرت مولانا صاحب امتیاز کا نام

سید محمد تقی میرزا

گزشتہ خدمت فنیس درجہ آئندہ ایک قصبہ ذیل میں سے ایک میں رہے گا۔
موجودہ درجہ آئندہ درجہ آئندہ کے کل ایک شخص اس کے لئے رہے گا۔
ضلع میں رہے گا۔

دانشگاه آزاد اسلامی واحد تهران مرکزی

د. ا. صفر ۱۳۴۴ هـ

(۶) سپیدی و مرشدی چنان فتنش را ب «خفرت مولا» صاحب دامت برکات

سید محمد رفیع کمالی

تھیں مدحیہ نہ مہر سے رت وہیں آیا ہوں، جمہیت دہلی نے کیا تھا کہ ہر سہ گھر میں ہفتہ
مدحیہ نہ سے چرائی کر دینا چاہیے، مدحیہ نہ ہوں نے نہ ہندو، نہ مسلمان، ہر سہ منظور کرے، ہر سہ ملنے
پر چرائی ہو جائے، یہاں شہر، برحقین، صنعت کار، دانشور، تاجر، سب کو ملے، ہر دور و جگہ آریوں کی بہت
کوشش ہو رہی ہے۔

من شاء اللہ حق فیما یومر رقیق من ذلک عند انباء من ظہر ہاں سے یہ اسٹریڈیٹری غنہ ورت

کے موقع پر حاضر رہے اور اس پر اسے کاروبار سے چھوڑنا صدمہ میں کامیابی کی دعا فرمادیں۔

وہ سلام حضرت عبد کرمیم عظیمی ثقی عنہ ۲۴ ربیع الثانی ۱۴۲۲ھ

(۷) شریف دارالحکماں جناب فیض آباد سیدنا مرشدنا حضرت مولانا صاحب بر فیض آباد

سیدنا عظیم رحمتہ اللہ علیہ کا

گزشتہ خدمت و درجہ آگے موضع مائی نظرہ لکھنؤ کی نگارہ روزانہ تحصیل پول میں جو
مرتب ہوئے تھے وہ اب سلام نے پرانے میں اور مسکن و تہوں سے شامل کرنے کی درخواست کی ہے
میں، ۲۵ ربیع الثانی ۱۴۲۲ھ بروز جمعہ شبہ ۱۱ غریب سے مسکن و تہوں کی بیعت موضع پٹوڑ میں ہوئی،
دعا فرمادیں کہ حق تعالیٰ ان کو امت اسلام سے فرما دے اور سب کو سلام پہنچا کر رکھے۔

موضع پٹوڑی، شعبان میں مرتب ہوئے ہیں بیعت میں اس کی کئی مشرف ہا سلام ہونے کی
سید سے دعا فرمادیں کہ سلام حضرت عبد کرمیم عظیمی ثقی عنہ از جامع مسجد پول صبح گزرا کہ وہ
۲۱ ربیع الثانی ۱۴۲۲ھ یوم جمعہ

(۸) شریف دارالحکماں جناب فیض آباد سیدنا مرشدنا حضرت مولانا صاحب امت برکات

سیدنا عظیم رحمتہ اللہ علیہ کا تہذیب و فضائل

گزشتہ خدمت و درجہ آگے ۲۶ ربیع الثانی ۱۴۲۲ھ بروز چارشنبہ پٹوڑ میں ہندو
گاہ کی بیعت ہوئی، ان میں سے چار گاہیں یعنی چار پٹوڑی (جو کہ جب ۱۴۲۱ھ میں مرتب ہو چکے
تھے) اور مائی نگارہ (جو اسی ماہ میں مرتب ہوئے) اور موضع تہہ (جس کے بعد از تاریخ اہلاد کی
تحقیق نہ ہو سکی) بیعت سے عہد ہوئے (حدیث و احادیث سے) اور موضع لکھنؤ کی تحصیل پول
کے تہہ پٹوڑی، مائی نگارہ میں مرتب ہوئے تھے، سب بخیر و خیر مشرف ہا سلام ہوئے ہیں، بعد ان
کو استقامت عطا فرمادے، اور موضع روزہ کار تہہ دوچہ، مراد صاحب کی تحریر سے معلوم ہوا تھا (اسی بناء
پر حضرت برکات نے روزہ کار تہہ دوچہ، مراد صاحب کی تحریر سے معلوم ہوا تھا) اسی بناء
پر قاضی میں درمیشہ رہیں گے و الحمد للہ علیہ ذلک۔

میں کے بعد تمام بیعت سے فرما دے، قسم کوئی کہ ہم اسلام پر مضبوط رہیں گے اور ہندوؤں
کے بھگتوں کو نہ نہیں گے، اور سب سے رہنے کے متعلق عمدہ و پختہ کرنے کے واسطے لوگوں میں

تمک ڈال (وہ لوگ اس کو سب عمدوں سے بڑھ کر سمجھتے ہیں اور اس کی مخالفت کو موجب مذمت مانتے ہیں کرتے ہیں) ان شاء اللہ تعالیٰ اب ہرگز نہ دہرہ نہ ہوں گے، اور ان کے بعض گناہوں پر مہر ہونے کے باعث اندیشہ تھا کہ شاید ان کا اثر حدِ نفع سے دوسرے لوگوں پر پڑے اب وہ اندیشہ الحمد للہ بالکل زائل ہو گیا، سب ان شاء اللہ تعالیٰ ان کی عملی حالت جی، درست ہو جائے گی، حضرت وادعاف ماویں۔

۱۔ موضع رانب ضلع میں تحفہ متعلق اسٹیشن کوئی میں ۳۴ رقبہ ایشیائی بزرگشہ مسلمہ کو تہوں کی پنجائیت سے جس میں مذکورہ پنجائیت کے شکار کا وہ مجرم مسلمہ کو تہ انصاف متعدد کے شریک ہوں گے اور ان شاء اللہ تعالیٰ عملی حالت کو درست کرنے کی تدابیر و تجاویز ملے ہوں گی، وادعاف ماویں چاقو تہوں کی پنجائیت کو بھی کامیاب بنا دے۔

کل شام پندرہ سے چار بجے اور ان شاء اللہ تعالیٰ آج بعد از جمعہ رانب جاویں گے۔

۱۔ سہولت فدیہ ان تہوں میں سید کریم متعلقہ کی وہ کوئی شہر امجد صاحب کھجراوی کی

زچہ سب ضلع کوڑگاؤ، جامع مسجد ۲۸ رقبہ ایشیائی ۱۳۳۶ھ

(۹) مخدوم وکریم، صاحب موقوفہ سیدی، سندھی حضرت مورانا صاحب دامت برکاتہم

سہولتیکم، رقمہ بدوینہ کا تہ و مغلہ تہ و رضو نہ

گزشتہ خدمت بہت آگے ۳۴ رقبہ ۲۰۰۰ کو موضع رانب ضلع میں تحفہ مسلمہ کو تہوں کی پنجائیت ہوئی جس میں ضابطہ ۲۰۰۰ کا نوہ، ملندہ جی ۲۰۰۰ کا نوہ، غلط گھر، سہ رنپور، رماں، رہنگ، لہو، چاند تہ، جھار کے ڈک شریک ہوئے، اس میں یہ تہے ہوا کہ جن لوگوں میں رسمہ منوہ موجود ہیں وہ ان کو ترک کر دیں اور اپنی پیش قدمی و درست کر دیں، ان کے ساتھ، و مسلمہ کو تہہ رشیدہ ماطہ شریعہ کر دیں جن کی حالت چھٹی سے تہا کہ میل جوں سے و مسلمہ کی اصلاح ہو جائے، سب نے اس کو منظور کیا۔ مغلہ

یک گاؤں سے صلائے رسمہ منوہ سے نکال دیا، یہ تہا کہ چاہے کوئی رشیدہ دے یا بندے کو پیسے کی رتیں گے، بہتہ نما و روڈ رشیدہ کر دیں گے، علم دین حاصل کر دیں گے، چاہے کوئی چھوٹے سود سے نہ چریں گے، ان لٹاٹ سے نکال دیا جی اس کو دست قیمت سمجھا دیا۔

حضرت عبد کریم متعلقہ کی راہی ۲۰۰۰ رقبہ ۱۳۳۶ھ

مولا محمد ظفر رحمہ اللہ زید محمد مدرس جامعہ تھانویہ

دینی مدارس کے قیام میں خدمات

دینی مدارس کے قیام کے قلعے ہیں و تمام دینی شعبوں کیلئے ایک مرکزی حیثیت رکھتے ہیں، مفسر، مجدد، مبلغ، مدرس و مصنف، مفتی سب مدارس سے ہی پیدا ہوتے ہیں، حضرت اقدس حکیم امت تھانوی رحمہ اللہ کے رشتہ دار کے مطابق دین اسلام کے تحفظ اور بقاء کا وسیع نظام کی اسباب کے وجہ سے دینی مدارس ہی ہیں، اس سے نہ صرف دینی تعلیم و تربیت و امتیاز واضح ہے، بلکہ یہ ایک حقیقت و مشاہدہ کی بات ہے کہ جن مقامات پر دینی مدارس موجود ہیں وہاں کے مسلمانوں کی ادنیٰ حدت بہت سی مقامات کے جہاں دینی مدارس نہیں بستیں، بلکہ اس سے مسلمانوں کی شرعی ذمہ داری سے کچھ بچنے پھرنے، بہت سی ملاحقاتیں، دینی مدارس کے قیام کی جدوجہد کریں اور ایسے کام کا انتظام کریں جو دینی مدارس میں پورے طور پر نہ کی جاسکتی ہو۔

میرات کے ملاقہ میں جب رتہ دار فاضل اور اس کے اسناد اپنے حضرت اقدس حکیم امت تھانوی قدس سرہ نے حضرت مولانا عبد المجید چکراہی اور مفتی عبدالکریم صاحب نقشبوی رحمۃ اللہ علیہما کو مل ملاقہ میں پہنچائیں متعلقین نے ان حضرات نے تبلیغ کے فیض کے ساتھ اس ملاقہ میں مختلف مقامات پر مدرس و مکتب کے تدارق کی سعی فرمائی۔

ماہ مدعوہ تبلیغ حضرت شیخ مولانا محمد ایاز صاحب کاندھلوی نور اللہ مرقدہ نے جس نے تبلیغ پر نور میں ان حضرات کا تعاون کیا اور ان کے ساتھ ایک برس، ان حضرات کی کوششوں سے کئی مقامات پر مدرس و مکتب قائم ہوئے جن میں سوات و مردوخ و مل جل جل کے تھے اور ہا قاعد و تعلیمات ہیئت کاظم قائم کیا گیا۔ حضرت مفتی صاحب رحمہ اللہ فرمایا کرتے تھے کہ اس زمانہ میں سوادین کا قیام عمل میں نہ آیا تھا جن میں بہت بڑی تعداد طلبہ کی رہ تھی۔ ان میں سے ۱۴ مدارس کی مکمل فہرست مع تعداد طلبہ حضرت مفتی صاحب بریلوی مولانا عبد المجید صاحب رحمہ اللہ نے حضرت حکیم امت تھانوی رحمہ اللہ کی خدمت میں رسالہ بردی تھی جو ماہنامہ ”سورۃ تھانویہ“ میں بہت مشہور ہوئی تھی، ۱۴۲۲ھ میں شائع ہوئی۔

حضرت حکیم امت تھانوی، حضرت مولانا عبد المجید صاحب چکراہی اور حضرت مفتی

عبد کریم صاحب مکتبہ می رحمتہ اللہ علیہ یہ عقیدہ اٹھانے والا رہے اور بے مثال خدمت ہے جس کا ثواب ان شاء اللہ حق میں ہمیشہ ان حضرات کو پہنچتا رہے گا۔

ب اس سلسلہ میں حضرت مفتی صاحب رحمہ اللہ کا تقریریں ایک مکتوب اور ان مدارس کی فہرست و سامانہ غور سے ذیل میں درج ہے جس سے دینی مدارس کے قیام میں ان حضرات کی مسرتی قلم کی تحسین و تہنیت ممکن ہیں۔

مکتوب برقی حضرت مفتی عبد کریم صاحب مکتبہ می رحمتہ اللہ علیہ مولانا عبد الجبار رحیمہ ایوانی رحمہ اللہ بخدومت حضرت اقدس حکیم امتیازی دینی دارالمد مرقدہ

بملاحظہ اقدس فیض مکتب خدمت مولانا صاحب دست بردار تمام اسلامیہ سیکر و رحمۃ اللہ برکات
گزشتہ خدمت و درجہ آئندہ ملاحظہ ارادہ فرمائیں اگرچہ مذکورہ ابھی بہت کوشش کر رہے
ہیں لیکن محمد اللہ تعالیٰ ان کی کامیابی و نکلیدہ ہوئی ہے، ہمہ امید ہے کہ ان شاء اللہ تعالیٰ مرتدین شرف
و مدد ملے گی، درجہ مسلمان رہا، سے محفوظ طریقہ کار و مسلمان ہوئے ان میں تعلیم کا سلسلہ
ترقی پذیر ہے۔ جن جن مدارس کی تقریریں نے کسی قسم کی خدمت کی ہے ان کی ہمہ مستحق تقدیر و طلبہ،
پیش خدمت فیض و درجہ ہے۔ ان کی ترقی و کامیابی و معنی لینے والے ہیں و نیز سلسلہ مکاتیب کے
روایت کی دعا کی درخواست ہے۔ امید ہے کہ دعائے مذکورہ کے ساتھ تقریریں کو بھی دعائے خیر میں
شامل فرمائیں گے۔ جن مکاتیب کے شرفی کا انتظام مقامی اداروں نے کر رکھا ہے خاتہ کیفیت میں اس کو
خام نہ رہے، مدد تعالیٰ بقیدہ مکاتیب کی طرف بھی دیا جائے گا شکرانہ و توجہ فرمائیں۔

نمبر شمار	مقام	تقدیر و طلبہ	کیفیت
1	کونسل پور تحصیل پور پور	10	
2	کھوں	11	تعمیراتی چاند سے لاتی ہے
3	کھوں	15	" " "
4	جوبہ	30	نصف بجواہ " " "
5	بڑا تحصیل فیہ پور تحصیل ضلع بڑا گنواہ	15	" " "

6	سنگار	40	مقامی سے
7	دور کا تحصیل نویس	17	مقامی
8	وٹاؤٹ " "	19	x
9	رہنچہ کا " "	16	x
10	پہاڑی " "	13	مقامی
11	مکھنچہ " "	16 تخمینہ	"
12	پیار کا " "	30	"
13	جندی " "	23	"
14	گھنچہ " "	13	"
15	سنگار	"	"
16	میر و زپر رتبہ	30	"
17	مدربہ تعلیم نصابی ماسٹرس 42	23	
18	سائی کا	25	
19	شورہ تحصیل پور	23	نصف مقامی
20	پٹوڑ	17	
21	چوں طرہ	25	نصف مقامی
22	مورئی و مہروں	17	
23	رسوں پر	26	نصف مقامی
24	پاروں	16 تخمینہ	
25	تھہڑی	13 تخمینہ	
26	بجی	10	

37	رہیم پور	" "	
38	پس	" 20	
39	جنوہ	"	
30	پڑاؤں	10	
31	گھگھوت	15	
32	سہر مچور	14	
33	چھپا سہر تنصیل باب سرجہ	15	
34	تروں (")	10	
35	شہر پور تنصیل	26	
36	نچ پور پور	30	
37	ہیڈ لائن تنصیل راج پور	"	
38	چاندان سہر راج پور	25	
39	سہر سہر سہر	40	
40	پور پور	25	
41	پور پور	10	

میں کل 818

حدود راج پور میں مکمل ہمارے کئے گئے ایک ایک ہاؤس میں رہائش کرتے ہیں جنہاں
 کتب خانہ اور 150 آئینوں کو دیکھا گیا ہے۔
 اختر عبدالحکیم، مولوی عبدالحکیم صاحب
 ۶۹ شعبہ ۱۳۶۲ء

مدرسہ پیرانچہرہ ریاست چٹاوالہ

۳۸ - برطانیہ ۱۹۳۳ء - قحط سے کوئی نقصان نہیں پہنچا صاحب رحمہ اللہ کی درخواست پر

تھیں۔ مدت حضرت قندوزی رحمۃ اللہ علیہ رجبہ دوم مستویا۔ شریف لے گئے اور علم دین کی ترغیب کے مقصود پر رجبہ دوم میں حضرت کاو غلام جیسے حضرت مفتی صاحب رحمہ اللہ نے ہی قلم بند کیا اور وہ ”شفا علی“ کے نام سے طبع ہو رہا ہے۔ اس غلام کا ساتھین پرنس اسٹوڈنٹ اور راجپوتہ اسٹیشن ہاؤس مسجد میں قائم شدہ قدیم مکتب جرقی، اے بی بی مدرسہ جاری رہا گیا اور جس کی رہائش اس قدر ترقی ہوئی کہ دیہات سے بھی بیشتر طلبہ اس مدرسہ میں پڑھنے آ رہے تھے، مسجد میں درسی ماکافی ہونے کی وجہ سے مدرسہ ہٹانے کیلئے مسجد کے متعلقہ جگہ پر بیرون کی زمین پر بعض دیواروں پر اس مدرسہ کو ترقی نہ ہو سکی اور یہ مدرسہ چھ ایک مکتب کی صورت میں تبدیل ہو گیا۔ حضرت مفتی صاحب رحمہ اللہ اس منزل کا پہلے نقشہ تیار کیا تھا لیکن حدیث غریبی کی وجہ سے آپ اس طرف متوجہ نہ ہو سکے، بالآخر تکریمہ مدرسہ کے طویل عرصہ کے بعد محرم الحرام ۱۳۵۶ھ میں حق تعالیٰ کی توفیق سے اس طرف توجہ ہوئی اور ایک مدت سے بیٹا پڑائی ہوئی رہتی تھی آپ ایک دن گاہ بنانے میں کامیاب ہو گئے اور از سر نو اس میں تعلیم کا آغاز ہوا۔ مسلمانوں کو مدرسہ کی طرف توجہ دلانے کیلئے اوائل ذی قعدہ ۱۳۵۶ھ میں ”عربی مدرسہ راجپوتہ ترقی کا“ رجحان کے نام سے اشتہار جاری کیا اور حضرت مسیح اوست مورما مسیح مدینہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے زیر تحفہ حضرت مورما مسیح المدینہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو آپ نے مدرسہ کا مدرسہ و مکتبہ بنات کر دیا، آپ اسی سال مع اہل دیوبند ملحق ہو کر رہا ہوئے تو مدرسہ کا سارا علم حضرت مورما مسیح مدینہ صاحب رحمہ اللہ نے سنبھالا اور محمد اند تقی اس مدرسہ میں حفظ و ملاحظہ کے ماز و فارسی، عربی سب کی تعلیم بھی ہوتی رہی، حضرت مفتی عبد الشکور صاحب ترمذی رحمہ اللہ نے بھی ابتدائی عربی تعلیم ہی مدرسہ میں حاصل کی، تقسیم ملک ۱۹۴۷ء تک یہ مدرسہ جاری رہا۔

مدرسہ قدوسیہ شاہ آہاؤ ضلع کرناٹ

شاہ آہاؤ ضلع کرناٹ کی جامع مسجد کو یہ خصوصیت حاصل ہے کہ وہاں تقریباً ۳۵ سال تک قسب امام حضرت شیخ عبد القدوس گنویسی نور مد مرقدہ نے قیام فرمایا، آپ کے زمانہ قیام میں یہ جگہ مسلمانوں کیلئے ایک مکرمہ و مرغوب کی حیثیت رکھتی تھی اور وہ وقت یہاں وائرین، چائین، جینو، برہنہ تھی، حضرت قسب امام رحمہ مد جب یہاں سے منگودہ شریف لے گئے تو انہوں نے درخواست اور اصرار پر اپنے فرزند رحمت حضرت شیخ محمد مد صاحب رحمہ مد وہاں چھڑ گئے، حضرت صاحب راوی صاحب

نے یہاں مستقل قیام فرمایا اور آپ کا تقاضا بھی اسی پر مبنی ہوا کہ محمد منیر صاحب کی جامع مسجد کی جانب شاہان میں آپ کا مزار رہا کرے۔

حضرت مفتی صاحب رحمہ اللہ نے اس جگہ کی تاریخی اہمیت اور عظمت کے پیش نظر ۱۳۴۱ھ بمطابق ۱۹۲۳ء میں شاہ آباد کے مسلمانوں کو ایک ایسی مدرسہ بنانے کی طرف متوجہ کیا اور جبہ احباب کے مشورہ و رہنمائی پر حنفیہ کے علماء سے اس متبرک مسجد میں، نئی مکتب قائم فرمایا، ایک مدرسہ کا تہ ریکی کر دیا گیا۔ حضرت مفتی صاحب رحمہ اللہ حضرت حکیم امت قیامی رحمہ اللہ کے حکم سے سالانہ امتحان میں فائز رہنے والی عیسائی تبلیغ میں منہ وقف ہو گئے اور یہ مدرسہ مدرسہ صاحب کے جانے سے بند ہو گیا۔

حضرت مفتی صاحب رحمہ اللہ چند سال تک تبلیغ تدریس اور افتاء و تصنیف کی خدمات میں مصروف رہے اور زیادہ تر عمر صد خاتونہ اہل ادیب شریفہ تھانہ جنوں میں گزارا تھا۔ جنوں سے رمضان المبارک ۱۳۵۵ھ کے بعد آپ متعلقہ منتقل ہوئے اور یہ حضرت حکیم امت قیامی رحمہ اللہ کے بھاء سے شاہ آباد ضلع کرمال میں دوبارہ دینی مدرسہ کی طرف متوجہ ہوئے، اس طرح چند سال کے بعد شاہ آباد میں آپ نے دوبارہ مدرسہ کے قیام کیے، جس کا مضمحل ۱۳۵۶ھ میں سعی فرمائی اور رفقہ دوس ۱۳۵۶ھ بمطابق جون ۱۹۳۷ء محمد منیر صاحب نے ان کا قصبہ شاہ آباد جامع مسجد محمد صاحب میں ساقیہ عمل میں آیا مدرسہ کا نام حضرت قطب عالم شاہ عبدالقدوس گنگوہی کے نام مامی کی طرف بہت آہستہ آہستہ رکھا گیا، ۱۳۶۰ھ تک یہ مدرسہ اسی نام سے دینی، علمی خدمات سرانجام دیتا رہا، ورقہ آن کریم حنفیہ و مانتہ دے گا، مدرسہ نجفی کی بدنامی تھیم بھی اس میں ہوتی رہی۔

مدرسہ قدوسیہ کے مختصر حالات

۱۳۵۶ھ بمطابق ۱۹۳۷ء میں یہ مدرسہ قائم ہو چکا تھا، اس سال دینی مدرسہ حضرت مفتی سید عبد کریم مقصودی صاحب رحمہ اللہ کی مجلس میں جج کے مبارک سفر پر تشریف لے گئے اور چودہ ماہ آپ کا قیام حشر میں رہا۔

آپ اس سفر پر جاتے ہوئے اپنے بعد حضرت حکیم امت قیامی قدس سرہ کے قلمیذ رشید جناب مولانا آں احمد صاحب کو مدرسہ کا تمام نچھ مہم پر دے گئے تھے، مولانا آں احمد صاحب قصبہ

منہ و شمع بکھول کر (یونانی) کے سنے۔ اے تھے، حضرت موصوف رحمہ اللہ اور ان کے پیچھے ہو رہا سعید احمد صاحب کے ماہ ۱۰۵۰ ہجری قمریٰ صاحب (جو قصبہ شاہ آباد میں ایک مسجد کی مسجد کے امام تھے) مولانا امجد رحیم صاحب ولد قاری مہدی الرحمن صاحب سائنس کھرباؤں نے شیعہ اہل بیت کے آقا اور شعبہ ورس انسانی میں پڑھاتے رہے، ان کے ماہ ۱۰۵۰ شیعہ بیعتی کے ایک امام جو شاہ آباد میں رہتے تھے ان کے قتل تھے، ان کی مدد سے قید و سید میں پڑھاتے رہے۔

جج کے سر سے وہ بھی پڑھتے مفتی صاحب رحمہ اللہ نے وہاں رہتے رہے کا نظم و نسق سنبھال دیا، پنے تمام میں سے ترقی دی۔

بست سے طلبہ نے قرآن کریم اور ہندی سب کی تعلیم کی ان کی مدد سے ان میں کمال کی اور جناب حافظ عبد الجبار صاحب ولد محمد صدیق صاحب مرحوم، اعلیٰ سائنس میں محمد و صاحب شاہ آباد اور جناب سید محمد ولد رحمت اللہ صاحب وغیرہ نے ان کی مدد سے قرآن کریم میں کمال کیا۔

مدیر سر قحانیہ شاہ آباد کا قیام

۱۳۱۶ھ میں طلبہ کی کثرت و رجحان کی ترقی کی وجہ سے مدرسہ قدوسیہ محمد و صاحب کی مسجد سے جناب شیخ عنایت الہی کی وسیع دینی میں منتقل ہو کر جامع مسجد مدرسہ قدوسیہ میں صرف قرآنی تعلیم کا سلسلہ جاری رہا۔

حضرت مفتی صاحب رحمہ اللہ نے یہ دینی ترقی پڑے ترائیں میں تعلیم شروع کرادی، حضرت قدس خیمہ۔ مت قحانوی قدس سرہ کے مدرسہ کا نام آپ مدرسہ قحانیہ التجویز و مادیا۔

یہ نام حضرت شیخ عبد اللہ بن گنگوہی رحمہ اللہ کے شیخ الشیوخ حضرت عبد الحق دہلوی قدس سرہ کے امام مبارک کی نسبت سے رکھا گیا، پھر تقسیم ملک ۱۳۶۶ھ بمطابق ۱۹۴۷ء تک یہ مدرسہ انکی امام سے دینی و علمی مدرسہ کی خدمات بجااتا رہا۔

مدرسہ قحانیہ شاہ آباد میں قرآن کریم کی تعلیم کے ماہ ۱۰۵۰ و درجہ سب کی تدریس کا بھی خاص سلسلہ چلتا رہا، مد یہ تک طلبہ تائیں پڑھتے رہے، حضرت مفتی صاحب رحمہ اللہ کے ماہ ۱۰۵۰ و جناب مولانا مفتی محمد ممتاز احمد صاحب قحانوی رحمہ اللہ ابن حضرت خلیفہ بنی العجرا احمد قحانوی رحمۃ اللہ علیہ بھی اس مدرسہ میں پڑھاتے رہے۔

۱۳۶۵ھ میں جب حضرت مفتی صاحب رحمہ اللہ کے فرزند ارجمند حضرت مولانا مفتی سید عبد شکور صاحب ترمذی رحمہ اللہ جہدِ فتنہ کی تحریک میں شریک ہوئے اور ہندو اور اچھوتوں کو ہندو سے فاریں ہوئے تو آپ کا تہہ پہنچی جتوہ میں انی مدرسہ حقانیہ میں مولانا ایک سال تک آپ یہاں درس نظامی کی کتابیں پڑھاتے رہے اور اپنے اندر برائی کی ریگرائی فتویٰ کا کام بھی کرتے رہے۔

جناب مولانا احمد صاحب ان حضرت مولانا احمد صاحب مرحوم اس زمانہ میں مدرسہ حقانیہ میں کتابیں پڑھتے رہے وہی وقت جناب قاری امیر الدین صاحب رحمہ اللہ شریک شریک جناب امام شریک حضرت قاری محی الدین رحمۃ اللہ علیہ ساکن ہری شریک کتاب نے بھی اپنے وقت مذکورہ حقانیہ مدرسہ صاحب دینیہ مدرسہ حقانیہ میں درس نظامی پڑھنے کیلئے داخل ہوئے تھے ان دونوں نے بھی ہی مدرسہ میں تعلیم حاصل کی۔

موضوع سہ ماہیہ کے حافظ سلیمان صاحب بھی مدرسہ حقانیہ میں پڑھتے رہے، ان کے علاوہ بھی بہت سے طلباء نے جوش و مضامین شریک سے تعلق رکھتے تھے اس مدرسہ میں تعلیم حاصل کی۔ مدرسہ کا جہدِ ریکارڈ تقسیم ملک کی نظر موٹیاں سے اس سلسلہ میں زیادہ تفصیلات محفوظ ہیں۔ مولائیں، مگر ایک شہر محفوظ ہے جس میں ان دنوں مدرسوں کا تختہ بدتر ہو چکا ہے اور اس کے علاوہ ان کی پیش کی دین بھی محفوظ ہیں۔

چاند حقانیہ سہ ماہیہ سرور

تقسیم ملک کے بعد حضرت مفتی صاحب رحمہ اللہ فروری ۱۹۴۸ء میں پاکستان پنجاب کے ضلع رکوہ میں شریک بنے۔ درمستقل سکونت قصبہ سہیوں میں انتہی فرمائی، مئی ۱۹۴۹ء میں یہیں کتاب فرمایا۔ آپ کے بعد آپ کے جانشین حضرت مفتی سید شکور صاحب ترمذی رحمہ اللہ نے پہلے مدرسہ قاسمیہ کے نام سے مدرسہ قائم فرمایا، پھر جب آپ ۱۹۵۳ء میں تحریک ختم نبوت کی بنا پر جیل میں چلے گئے تو مدرسہ بند ہو گیا، جس سے وہ بھی پڑھنے لگے، آپ نے شادی و بیعت کتاب کے مدرسہ حقانیہ کی شریک فرمائی، مدرسہ عربیہ حقانیہ کے نام سے پھر پڑھنے لگے، ۱۹۵۷ء میں مدرسہ کا آغاز فرمایا، پھر مدرسہ حقانیہ ۱۰ روبرو صدر پٹن میں سے دینی خدمت انجام دے رہے ہیں مدرسہ حقانیہ شادی و بیعت فیض جاری ہے۔

حضرت مفتی محمد رفیع صاحب ^{رحمۃ اللہ علیہ} رحمہ اللہ نے مدارس کے قیام سے خاص دلچسپی اس
تفصیل سے رکھی ہے، آپ نے حکومت مدینہ کے رہائے میں جبر یہ تعلیم کے قانون کو پس چیلنج کیا تھا اور
ریاست ورمکس جوہر میں بندہ اپنے گھر سے نہیں رہا تھا۔ اس نے اس کے سچے پیٹروں کو مافی جہاں کی
تفصیل دیکھ کر متحیرین میں موجود ہے۔

غرضیکہ میں شعبہ میں آپ نے خدمات تاریخ نگاہ کی ہے ہیں، حق تو ان مدارس دینیہ کے
جو۔ سے آپ کی مساعی جمید و قدیس فہا ہیں، آپ سے ان کے قیام جاریہ ہمارے فلاح ورجات کا
سبب بنا ہیں، آمین۔

مولانا سید عبدالعظیم ترمذی زید مجدد

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تحریک عدل فی المیراث میں عظیم الشان خدمات

یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ سادہ دین حق سے اور اس کی تعلیمات یا اشیاء کامل اور نامکمل ہیں، دین اور مصرف عبادت کا ہی حکم نہیں دیتا بلکہ اس میں مقررہ معاملات، اخلاق اور معاشرت سے متعلق بھی شکوک و گمان موجود ہیں اور یہ پوری زندگی سے متعلق ہدایت دیتا ہے۔

سوائے قوانین میں سے ایک صحیح قانون قانون وراثت بھی ہے، اس کی اہمیت اس سے واضح ہے کہ حق تعالیٰ نے اس کے اصول ہی نہیں بلکہ ترویجی حکام بھی قرآن کریم میں خود ہی بیان فرما دیئے ہیں، اس سے قرآن و سنت کی روشنی میں وراثت سے متعلق اسلامی تعلیمات پر مشتمل پورا ایک قانون معرض وجود میں آ گیا جس میں اس کی تمام تفصیلات اور شکوک و گمانوں میں اور مستقل طور پر حضرات علماء کرام نے اس پر سہا مل و فہمائیں اور کتابیں تحریر فرمائی ہیں۔

مسلمانوں پر جیسے اسلام کے دیگر رہبان و حکام کا بھاریا اور ان کو اس وجہ سے تسلیم کرنا ضروری ہے اسی طرح وراثت کے حکام کو بھاریا اور اس کے مطابق عمل کرنا اور شرعی وراثت کو ان کے ہمسے تسلیم کرنا بھی ضروری ہے، لیکن فیسوس اکیس کی محبت اور دیہاتی فحش، طمع اور رنجش کی وجہ سے انھوں نے اسے بڑے بڑے مسلمانوں میں رد و مل عملی و فہمی کا شمار کیا اور یہ وہ دانستہ شرعی اور فاسقانہ کے جاہل و راجع وراثت سے محروم کر دیتے ہیں کہ نہ حدیث میں آتا ہے نہ فقہ میراث وراثہ فقہ نہ میراثہ میں احادیث جو شخص اپنے بھائی کو وراثت سے محروم کرے گا اللہ تعالیٰ اسے جہنم کی وراثت سے محروم کر دیں گے (بخاری، مسند احمد)

ماہ جنوری ۱۹۲۳ء، بڑے بڑے علماء کا قہر سے کہ ایک مرتبہ حضرت عظیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی قدس سرہ دہلی مجلس میں جمی اس کا ذکر آیا کہ پنجاب میں وراثت کا قانون شریعت مقدسہ کے خلاف ہے ورنہ اس کے مسلمان بہن، بیٹی کو وراثت میں حصہ نہیں دیتے، حضرت اقدس عظیم الامت تھانوی نور مد مرقدہ سے اس قانون کو رد و سننے کے لئے بڑی سعی اور کوشش فرمائی اور اس کے لئے حضرت

کے بعد مجدد حضرت مفتی مہر مکریم مسیحی بن رحمۃ اللہ علیہ مفتی خاں تاج الدین تھانویہ بیون دود مرہہ پنجاب کے سر پر بکچی، حضرت عہد امجد رحمہ اللہ نے پنجاب کا پہلا سنی تہذیبی ۱۹۴۴ء میں اور دوسرا ۱۹۴۵ء میں حضرت مولانا مہر مجید صاحب چیمبر یونی رحمہ اللہ کے ہم آہن، اس کے علاوہ ایک فتویٰ ”تخلیہ پنجاب کے متعلق خدائی وصیت“ کے نام سے اس نے رقی قند و میں شائع فرمایا کہ تمام تقسیم کیا اور میں نے ارق قند و میں رسالہ ”غصب میراث“ بھی شائع فرمایا۔

سنہ پنجاب ۱۹۴۶ء تک ورثہ کی یہ رویداد شرف اسوان جمعہ سہم میں حضرت مفتی مہر مکریم صاحب مسونی رحمہ اللہ کے قلم حقیقت رقم سے شائع ہو چکی ہے، ذیل میں وہ رویداد قارئین کرام حضرت ہی کے الفاظ میں ملاحظہ فرمادیں۔

تحریک قانون وراثت پنجاب

اس قانون کے تحت حضرت مفتی صاحب رحمہ اللہ یوں رقمہ از ہیں:

ایک مرتبہ حضرت قدس کی مجلس مبارک میں تذکرہ ہوا کہ پنجاب میں وراثت کا قانون شریعت مقدسہ کے خلاف ہے، مثلاً بیوی، بیٹی وغیرہ، کسی اثاثہ میں حصہ نہیں لے سکتی اور بے عملی کے ساتھ اس مسئلہ سے بے عملی بھی یہاں تک ہے کہ کاش دیند روٹ جی ہالک بننے میں اور زیادہ غفلت کی وجہ یہ ہے کہ بل علم بھی اس طرف توجہ نہیں کرتے، نہ وہ خط میں اس پر تنبیہ کرتے ہیں نہ دوسرے اوقات میں بد کاش حضرت خود اپنے عمل کی طرف بھی توجہ نہیں کرتے، رہنما عام کے سبب اس طرف اکتفا ہی نہیں ہوتا حضرت دوسرے بڑے ہتھام کے ساتھ رشاد دیا کہ:

”وہاں کے مسلمانوں کو اس طرف توجہ دینا بہایت ہی ضروری ہے“

حقیر نے عرض کیا کہ مشاہیر علماء کرام گرامر خاص سنی فرمادیں تو ممکن ہے چوتھو ٹک سمجھ جائیں ورنہ یہ معاملہ میں معمولی سنی سے تفریق کی میر نہیں، رشاد دیا

”جس قدر روشنی ہو سکے اس میں دینی نہ مانا جائے، شیخ کی فکر میں پڑنے کی یہ ضرورت ہے۔“

حقیر کو اس رشاد کے بعد ہی قدر رحمت ہوئی، رہنما جان کر اپنے زبان میں اس ضروری مسئلہ کی شاعت خاص طور سے شہادت کی دور مقرر، دوسرے بعض مجلسوں میں بھی اسی غرض سے شامل ہوا، نہیں فسون کہ بل جس سے یہ جذبات دیا کہ وہ خوف گزشتہ نہیں ہے، جس سے کیا کام ہونے کا اندیشہ ہے۔

چند عرصہ کے بعد ایک نعمت عظمیٰ یہاں پہنچی کہ اس کا کارنامہ کی حقیر درخواست کو شریف
قبول بخش کر حضرت اقدس مدت فیض کمر چھوڑ کے قریب احقر کے سر اس میں یعنی موضع اردن میں
تشریف لائے اور چھوڑ دی تھی قیام فرمایا، وہاں جو اس مسئلہ کا تذکرہ آیا تو حضرت نے اس کا رد و
مخاطبہ کر کے رٹا دیا تھا۔

”اس کی شاعت کیلئے اس کی ضرورت ہے کہ پنجاب کا سر کیا جائے“

احقر نے اپنی ماہلی کا مڈریشن کیا، وہ یہ بھی عرض کیا کہ اگر یہ جو دماغی کے احقر اس کی
جرات بھی کرے، مہارف بہت درکار ہیں، رٹا دیا تھا۔
”نہ شامہ، نہ قادی، نہ مہارف کا اتنی مسموم لے گا“

اور یہ سننے پر ہی میں مایہ کا منی آ رہا، احقر کے کہا مڑا دیا، اس پر سہنہ زاری ہو گیا
و فکر شد و غمونی۔

مور، امرتسر کے منڈ سے اس کی جی سخت تھ، مدت معلوم سوچتی تھی کہ مشاہیر علماء کرام کی تحریات
اس مسئلہ کے متعلق ساتھ ہو، اس سے سب سے پیشتر ایک سوانہ لکھا جائے گا جس میں جگہ بیکھڑا گیا، تو
کل علی اللہ سہل بھی تو نہ کر دیا، مہر مند وغیرہ، کرتا ہوا، مور پتھی، رزیدہ، کوشش اس کی رہی کہ اہل علم
اور مدلی، انجمنوں کو اس جانب توجہ موجد کے کیونکہ ان کے درجہ سے اشاعت بہت سہولت سے
ہو سکتی ہے، جہاں کہیں جا سوتا، یہاں طبقہ میں اس قسم قسم کی وجوہات سے اس خامیہ راہی کی
تعمیت کی گئی، کوئی وقار کے بعد اثر کار اس تحریک کی تھ، مدت کو تسخیر کیا، پڑتا تھا، اس طویل سڑ
میں صرف یہ ہو رہا تھا کہ یہی جماعت ہی جس کے بغیر ارکان کوئی قدر اس مسئلہ کا نہیں تھا، دشواری
بہت بڑی کوشش کا جی رہا تھا، مگر دووں کی مخالفت کے سبب کوئی مکمل نظر نہ آئی تھی۔

ان سب حالتوں کو دیکھتے کہ بعد حضرت دہلی کی خدمت اقدس میں ان کا خد صہ لکھ بھیج دیا
یہ جی عرض کیا کہ اب یہاں سے دہلی نہیں ہے، حضرت دہلی نے جواب میں تحریف فرمایا:

”جب تک امید نہ ہو کہ یہ فہم و جان تو کوشش نہ کیا جائے“

اس نامہ کے صاف رہنے پر چھ بہت بند بانی ہو رہے تھے، مور میں رہنے کے بعد آگے
بڑھنا شروع کیا، مگر سوس مذکور کے جو جو ہر آچکے تھے ان کو چھوٹا کر دیا، دیکھا گیا اس سے خامیہ

تک کہ ایک عریضہ میں احقر نے عرض کیا کہ دعا ہے کہ حضرت دعا کی دعا سے ہی امید ہے کہ اس احقر کی مانجیز سچی ہو گا اور ہو جائے گا حضرت کے تحریف فرمایا تھا۔

”مجھ کو بے سوجھ بوجھوں کے گمراہوں کی حالت سے مایوس مانتی ہے“

مگر حضرت قدس کی قیام دعا سے بے حد متاثر ہوا۔ اس کے سرختم ہونے سے چند عریضہ بہت
 لوگوں نے قافوں پر لکھے کی سچی شہادتیں دیں۔ ہر ایک سلسلہ جاری ہے، امید ہے کہ ان شاء اللہ تعالیٰ
 عریضہ کا میاں بلی ہو جائے گی۔

حق تعالیٰ میں میں نے، مگر متاثرہ حسد میں مسلمانوں کو کامیاب بنائے اور تمام سچی کہنے
 لوگوں کو جتلائے ہے عطا فرمائے اور حضرت و دیگر فیوض، برکات میثاقہ سچے سچے شکر و برکت
 اللہ تعالیٰ سے ملے۔

فی البدیہہ

اس زمانہ میں حضرت و سے جو مکتوبات موصول رہی اس سلسلہ میں سے بعض خطوط منقول ہیں،
 ان میں ایک خط نہایت مفید ہونے کے سبب نقل کرتا ہوں۔

مضمون عریضہ احقر

ایک م قابل ذکر شب یہ ہے کہ ایک جسد کے موقع پر ایک ممتاز رکن جسد نے بہت اصرار کیا
 کہ تو رکن ہوجا ورنہ تو کہ جس رکن ہوئے اس جگہ تک رسائی نہ دے سکتی تھی کہاں بیٹھے لوگ دیکھیں یہ نہ
 دینے کا حق ہوتا ہے اس سے کھڑی نے پناہم درجہ کر دیا تاکہ راضیت کے معاملہ کو پیش نہ کر سکوں، مگر
 اس کے بعد وہاں مفصل تقریریں سن کر ہر قبض ہو، راجی چاہتا ہے کہ راضیت سے استغناء دے دیں،
 لیکن پھر ان لوگوں سے تحقیقات نہ رہیں گے، رجو کا ماب و کرتے ہیں وہ لے سکوں گا اس سے
 شش و پش ہے۔

جواب از حضرت اقدس دامت برکاتہم

ہر سے نہ رہیں گے، جوہ مفضی سے یعنی سچی و راضیت پر مقبول نہیں، ران سے کام لیا یہ
 فرض نہیں، راضیت ہی۔ مگر یہی کہہ کر کہ کوئی مذہب نہیں بنو راضیت سے دے دینا، جب سے
 شرف السوانح طبع اول ص ۲۳۵ حصہ سوم۔

چند ضروری فوائد

س: قعدہ میں جو تقسیمات بیان فرمائی گئی ہیں اب ان سے متعلق چند ضروری فوائد غلط فہمیوں سے
 (۱) حضرت خیمہ امت قادیان قادیان میں منع ہوئے۔ جس مجلس مبارک میں وراثت سے متعلق پنجاب
 کے راجہ کا تہذیبیہ ہوا۔ ۱۳۴۱ھ بمطابق ۱۹۲۳ء کا زمانہ تھا، حضرت مفتی عبدالکریم صاحب لکھنؤی
 رحمۃ اللہ علیہ بھی اس مجلس میں شریک تھے، حضرت خیمہ امت رحمہ اللہ کے حکم سے جی انہوں نے
 اپنے اس موقع پر جو موضع بنایا اس میں اس مسئلہ کی شاعت فرمائی، لاہور، امرتسر کے بعض جلسوں میں بھی
 اس مسئلہ کی شاعت کے لئے شریعت فرمائی۔

موضع ارڈن میں حضرت خیمہ امت کی تشریف آوری اور راجپورہ میں بیان
 (۲) س: قعدہ کے چوتھے موقع خیمہ امت حضرت قادیان رحمہ اللہ حضرت مفتی صاحب رحمہ اللہ کی
 فرمائش پر ان کے سر پر موضع ارڈن تشریف لے گئے اور راجپورہ میں قادیان، پنجاب کے سفر کا حکم
 حضرت قادیان کے حکم پر طے ہوا، اس سفر کے دوران راجپورہ کے بازار میں ۱۴ جمادی الاول ۱۳۴۱ھ کو
 حضرت قادیان رحمہ اللہ کا عظیم الشان اجتماع ہوا آپ نے بیٹھ کر تین گھنٹہ تک بیان فرمایا اور اس میں ساتویں کی
 قعدہ، ایک مرتبہ یہ خطا آئی کہ یہ ہے۔ کچھ دیر بعد یہ ہوا، حضرت قادیان کی نظر پانی
 کے بعد ”خطا“ کے نام سے ملنے لگا، عظیم الشان اجتماع میں انہوں نے شہر میں جہاں قادیان صاحب کی
 فرمائش پر چوتھے موقع میں شب جمعہ ۱۴ جمادی الاول ۱۳۴۱ھ کو قادیان پر بیٹھ کر ارشاد فرمایا، یہ
 وعظ خیمہ امت پاک انما شاء الحق السوالی پر موزع تھا، ”حق“ کے نام سے ملنے لگا، اس مسئلہ کے یہ دونوں
 وعظ حضرت مفتی صاحب رحمہ اللہ نے ہی قلم بند فرمائے، جو مسلسل معنی میں ہوئے ہیں، اب بھی متیاب ہیں۔
 پنجاب کا پہلا سفر اور در سالہ غصب المیراث کی تالیف

(۳) پنجاب کا پہلا سفر حضرت مفتی صاحب رحمہ اللہ نے تنہا کیا، اس میں ریواہی و تراویح علم اور
 ساری مجلسوں کو اس طرف متوجہ فرمایا، لاہور میں امرتسر کے سفر سے شدت کے ساتھ یہ احساس ہوا کہ
 اس سلسلہ میں مشایخ علماء برہمن تحریر سے بھی ساتھ ہونی چاہیے، اس سے آپ نے چالیس پچاس جگہ
 ایک سو بیس جگہ درمختار جواب آنے پر اس کی اشاعت کیلئے روئے آہ، جی سے آپ قادیان میں اپنی
 ”سکے“ زنگی پنجاب کے متعلق حدیثی حدیث سے آپ نے اس مسئلہ کی روشنی میں قادیان میں

شائع کیا۔ دین دورن ایک رسالہ بھی ”مفتی محمد امجد علی“ کے نام سے شائع کیا اور ختم ہونے پر وہاں رہائشی قلم نویس نے شائع ہونے پر حضرت مفتی محمد امجد علی رحمۃ اللہ نے عنایت فرمائے، خیال تھا کہ فتویٰ ہر ایک کے لیے پنجاب کا سربراہ کا تین فتنہ اردو کی اطلاع آگئی اور اثبات کی تحریک کو، میان میں چھوڑ کر اس فتنہ اردو کے سدھاب کیے اس علاقہ میں جانا پڑا، اس سے پنجاب کا سنہ فتنہ اردو پر دوبارہ رونما ہوا۔

پنجاب کا دوسرا اثر

(۴) جب فتنہ اردو کا نثر شروع ہوا، سدھاب ہو چکا تھا حضرت مفتی محمد امجد علی رحمۃ اللہ علیہ کے حکم سے حضرت مفتی صاحب رحمۃ اللہ نے پنجاب کا دوبارہ سفر کیا، اس مرتبہ حضرت مولانا امجد علی رحمۃ اللہ بھی آپ کے ہمراہ تھے، ”رحمۃ اللہ تعالیٰ“ اس مرتبہ کافی کامیابی بھی حاصل ہوئی، ورتما پنجاب ورحمہ، اس کی قدر سندھ کے علاقہ میں بھی اس مسند خوب اثرات ہوئی۔

تحریک وراثت میں کامیابی

پاکستان بن جانے کے بعد ۱۹۴۹ء میں جب قانون وراثت کی قدرتی ضابطوں کے مطابق پنجاب میں نافذ ہوا تو آپ خوش ہوئے، جاتے تھے، خدا کا شکر ہے کہ ہم نے اپنی اس سعی و کوشش کا کسی قدر نتیجہ اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے۔ خدا کی قدرت کہ پاکستان میں سب سے پہلے پنجاب ہی میں یہ قانون سمیٹے پاس کیا جہاں مفتی صاحب نے اس قانون کے خلاف سعی کی تھی، اس کے بعد پاکستان کے دوسرے علاقوں میں بھی یہ قانون جاری ہوا۔

(۵) حضرت حکیم الامت رحمۃ اللہ سے خط و کتابت

اس مسند کی شاعت میں حضرت مفتی صاحب رحمۃ اللہ نے پنجاب غیرہ کے جو منہ کے ”دین دورن“ حضرت قدس حکیم۔ مت قلم نویس رحمۃ اللہ کی خدمت میں آپ نے جو خطوط لکھے وہ خاندان لدھیانہ شریف قلم نویس کے رسالہ ”ماہنامہ انوار“ سے ذیل میں نقل کیے جاتے ہیں۔

مکتوب مریم (۱)

جناب سیدی محمدی حضرت مولانا صاحب مدظلہ العالی! اسوۃ اللہ! رحمۃ اللہ! ہر جگہ
”میرزا محمد مت۔“ درجست آنکہ خاں سار، انجمن حمایت اسلام، مور کے سار، جسے

کیا جو کہ مشہور تھے، اب ان شاء اللہ تعالیٰ کا ترجمہ رقموں میں ہوتے ہوئے یہ اوس رنڈورہ مولوی عبد المجید صاحب
حصارہ رنڈورہ کی ہوتے ہوئے حشر خدمت قدس میں گئے، دعا کا مہیا ہی فرمایا۔

فدیہ بیان ائمہ کبریا کے معنی و مولوی عبد المجید صاحب گجراتی

(انورس ۶۸)

شعلہ سرگودھا کا دورہ اور گھیرہ میں وعظ

سنہ پنجاب کے دارن جن مقامات کا دورہ کیا گیا اس مکتوب سے ان کی نشاندہی بخوبی
ہو جاتی ہے، ان کے علاوہ بھی بعض مقامات پر یہ جہاں حضرت مفتی صاحب رحمہ اللہ شریف سے
گئے، چنانچہ شعلہ سرگودھا میں روزہ کے سب سے پہلے حضرت مولانا کامل الدین صاحب رحمہ
اللہ تلمیذ رشید حضرت مفتی کفایت الدین صاحب رحمہ اللہ شریف اسوان سندھ میں ۱۹۴۱ء اپنے قلمی حاشیہ تحریر
”روزہ مورخہ ۱۹۴۱ء“ ۱۳۶۱ھ میں ۱۹۴۲ء میں حضرت مفتی صاحب رحمہ اللہ کا ترجمہ کرتے ہوئے
رقطہ زمین

”ایک دفعہ یہاں روزہ کا بھی سنہ پنجاب کے وقت شریف گئے تھے جہاں یہ اسٹاکس کی تہیج
کرتے تھے، جامع مسجد بھی، میں بھی، وعظ بھی تھا۔“

اس سے معلوم ہو کہ سنہ پنجاب کے دارن آپ نے شعلہ سرگودھا کا سفر بھی کیا اور اس دوران
جامع مسجد بھی وعظ بھی فرمایا ہو گا۔

جمعیت علماء ہند کی قرارداد کا متن

پنجاب کے مربوط قانون ورثہ تہذیب نے ایسے جمعیت علماء ہند کو جس خاص طور پر متوجہ
کیا گیا، چنانچہ حضرت مفتی صاحب رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

”میرے قلم کی شہادت پر پیش چہ ۱۳۶۲ھ بمقام ممبئی میں ایک قرارداد تجویز منظور ہوئی۔“

یہ کہ یہ قرارداد تجویز چاہے جس شخص بھی ششمرہ آیا ہے، منعقدہ مورخہ ۱۳۶۲ھ جنوری ۱۹۴۲ء

برطانیہ کے ایک اجلاس میں شری ۱۳۶۲ھ میں منظور ہوئی۔

اس تجویز کا متن یہ ہے۔

تجویز نمبر ۱۱ جمعیت علماء ہند کا یہ جس تمام ایسے قوانین و جو غور و فکر وغیرہ اسٹاکس

میں نے اور جہاں قیادت و غیہ و کے متعلق شریعت اسلامیہ کے خلاف کسی رسم و رواج یا دوسرے وجوہات پر مبنی جو برونوع کے گئے ہوں، مسلمانوں کے مذہبی احساسات کے لیے اس سے موجب رنج و تکلیف اور باعث توہین و کلام سلام سمجھتے ہیں اور ان مسلمانوں و جن کا یہی قوانین منسوب رائے میں پورے طور پر منظم و پیش نظر رہیں اور اپنے مخالفانہ کافینہ قوانین شرعیہ کے خلاف کسی دوسرے طریقہ پر گزرنے میں کیونکہ غیر شرعی فیصلوں پر رضامندی کے ساتھ عمل کرنا سخت ترین محنت ہے (از جمعیت علماء ہند جلد ۱۱ ص ۳۱۸ مرتبہ پروفیسر مونس)

پاکستان میں زمانہ غصب امیراٹ کی پہلی اشاعت

تفصیل: اس سے واضح ہے کہ حضرت مفتی صاحب نے سر پنجاب کے دارالامیراٹ کے مسئلہ نو یک شہرہ اور یک رسالہ بھی تصدیق فرمایا تھا، نہ صرف شہرہ و رسالہ پنجاب کے متعلق حدانی و نسبت کے نام سے "رسالہ غصب امیراٹ" کے نام سے شائع ہوا، رسالہ غصب امیراٹ میں کیا خیالیں یہ اشتہار مانور میں مل سکا، اللہ بعد از ذلک مر۔

اس رسالہ کا سبب تالیف پہلے بیان ہو چکا ہے حضرت والدہ ترائی قدس سرہ اس کے متعلق حضرت مفتی صاحب رحمہ اللہ کے تو۔ سے تحریر فرماتے ہیں:-

یہ رسالہ یک سرریں میں بیٹھے بیٹھے چند نمونوں میں لکھا گیا تھا (یاد اٹھ کے پڑا)

اس رسالہ میں سورۃ نبا، کے دوسرے روٹ کی تفسیر، "تفسیر کے حکم میں لوگوں کو شرعی طریقہ و رسم کی طرف متوجہ کیا گیا، اور پنجاب کے خاندانہ طریقہ پر اس کو بدلنے کی ترغیب دی گئی، قرآن کریم کی واضح آیات کی روشنی میں شرعی اور اہل کے شخص کو تفسیر بیان فرمایا گیا ہے، جو مسلمان شرعی و دینا، وہ رشت سے محروم ہوتے ہیں ان کے اس فعل شرعی پر انکار، بیٹ مبارک سے عید، ان کے چہ شبہات کے مسکت جو اب بھی دیکھ گئے ہیں، یہ رسالہ اپنے موضوع پر نہایت مافق، "منیر اور جامع اور" بقامت بہ خیریت رہتا" کا مصدق ہے۔

بعد و ستان میں تھانہ جون، راجہ محمد غیہ و سے یہ رسالہ نہایت شائع ہوتا رہا، فقہی ثابہ جلد دوم میں جی س کا خلاصہ مع تصدیقات شائع ہوئیں، پاکستان میں اب تک اس کی اشاعت کی نوہت نہ گئی، امر صبر سے خوش نشانی کہ یہاں جی س کی شاعت ہو، ہر عام محنت حضرت اقدس مفتی عبد الشکور

صاحبِ تہذیبِ قدس مرحوم نے بھی اس کی ضرورت اور اہمیت کا ذکر فرمایا لیکن انہوں نے اب سے پہلے اس کی قربت نہ آ سکی، چنانچہ عرصہ قبل ۱۴۲۳ھ میں ہمدرد منورہ کی عمر کی مکمل پوری ہوئی اور سید عبد اللہ صاحبِ تہذیب نے اس رسالہ منیہ کے منہاجین کا یہ پانچویں نمبر کا اضافہ کیا تھا لیکن ضرورت تھی کہ اس کے چورسے میں منظر پر بھی روشنی ڈالی جائے تاکہ اس کے حکم میں قانون وراثت پنجاب سے متعلق تحریک اور ستر پنجاب کی تفصیلات بھی آجائے اور حضرت حکیم امتیاز علی قدس سرہ کے حکم سے چابی لگی اس تحریک اور ستر پنجاب کا چورسے جو پہلے منظر پر چھپا ہوا تھا، چنانچہ جب اس میں اور اضافہ کیا گیا، تہذیبی نہ ورنہ، یہ خوراکِ حیات ہے، سید صاحبِ تہذیب صاحبِ مکتبہ نے بھی اس کی اپنی روش سے اس کی معیاری طبیعت کا رد و بدلہ کر دیا تو یہ، اگرچہ سید عبد اللہ صاحبِ تہذیب نے "پیشہ" کے طور پر دوسری تصدیق دے کر دیا، جو تاریخی و رفتہ وری حالت پر مشتمل ہے (۱) جس میں تمام انگریز سرکاری جمید و قیوں فرمایا، ورنہ حضرت کوئی شے سے ذرا نہیں آئیں۔

مگرچہ پاکستان میں ۱۹۷۹ء سے قانون وراثت اسمبلی نے منظور کیا ہے لیکن اب بھی اس کی کچھ شکایات قابلِ مصلحت ہیں، اسی طرح "بین" و "ریتی" کی وراثت کا قانون بھی عرصہ سے موجود ہے لیکن عملی طور پر بعض مسلمانوں میں بیک وقت زید دست لگائی پائی جاتی ہے اس سے انتہائی تہذیب و رت کے یہ اس رسالہ کو عام کیا جائے، لہذا مسلمانوں سے درخواست ہے کہ وہ اس رسالہ کی قدر کریں، یہ صرف خواہش نہیں بلکہ ادب و ادب تک بھی اس پیغام کے پہنچانے میں کوئی نہ کریں۔

رسالہ کے آخر میں حضراتِ اکابر علماء دیوبند و دیگر مکاتب فکر کا مہم قہ، مشفقہ و قویٰ جی اس ہر وہ میں شائع کیا جا رہا ہے، جس پر اس وقت کے تمام مکاتب فکر کے مشاہیر علماء، ائمہ، مشائخ و علمائے ہر وہ صاحبِ ہفتہ قدس سہارنپوری، حضرت مفتی عزیز الرحمن صاحبِ دیوبند، حضرت حکیم امتیاز علی قدس، حضرت علامہ نور شاہ کشمیری، مفتی عظیم حضرت مفتی محمد کفایت اللہ دہلوی، حضرت شیخ مہدی، امام احمدیوں کا دہلوی، مدظلہ، حضرت محمد عثمانی رحمہ اللہ کی تصدیقات ثبت ہیں، اس کی اہمیت و اہمیت کے پیش نظر ردے سکون جی شائع کر دیا ہے جو ردے وقت حاصل کیا جاسکتا ہے۔

بہاؤ اللہ میں ایک مندرجہ ذیل مسند کو مزید مضمون ختم کیا جاتا ہے۔

وہاں تصدیق سے حضرت مفتی صاحب رحمہ اللہ کی علمی و عملی جدوجہد واضح ہے۔

تنبیہ ضروری

کتاب ”مد“ کا نام جو حضرت امامہ ظہیر احمد عثمانی اور حضرت مفتی عبدالکریم صاحب رحمہما نے جمعہ الدینیہ کے قیام پر مشترکاً تصنیف فرمائی ہے اس کی بعد چاروں میں ”تنبیہ ضروری“ کے عنوان سے حضرت مفتی صاحب رحمہما نے رشتہ سے منشیہ گان کے انکار کی شرعی حیثیت کے متعلق رقم طراز ہیں۔

آج کل منشیہ گان کو مذکور سے میراث نہیں دی جاتی اور منشیہ گان سے منشیہ گان کی انکار ضروری ہے۔ ”یہ موقع پر اس قسم کے جیسے محض ظاہری طور پر کئے جاتے ہیں اس سے منشیہ گان رضامند نہیں ہوتی، سو ایسے جیسے سے مال طیب (حلال) نہ ہوگا بلکہ جہاں دلی رضامندی سے منشیہ گان رضامند ہوں گے اس صورت پر وہ مال طیب ہوگا۔ اس کا کلی وظیفہ یہ ہے کہ (امداد الاحکام ص ۱۴۱) رضامندی کے بغیر منشیہ گان کی رضامندی ضروری ہے جس کا صحیح طریقہ یہ ہے کہ عملی طور پر میراث کے توبہ نہ دی جائے۔ ”رواں اس میں اپنی مرضی سے پورا عرصہ تک تصرف بھی کریں اور پورا عرصہ بے غیرتسی رہا اور خوف کے اپنی ان خوشی اور رضا سے جس کو چاہیں اسے دیں اور نہ دیں۔“

آقای سید شهاب‌الدین زکریا محمدی

جبریہ تعلیم کی مخالفت میں اہم کردار

۹۲۸۔ اس جبریہ تعلیم کا قانون ہندوستان کے باشندوں کیسے نافذ کیا گیا، اس قانون کی بناء پر چھ سال کی عمر سے لے کر بیارہ سال کی عمر تک کے بچوں کو ہندو مذہب اور ہندو رسوم و رواج کی تعلیم دی گئی۔ اس قانون کی بناء پر ہندو مذہب اور ہندو رسوم و رواج کی تعلیم دی گئی۔

بہت دور میں، اپنی تعلیم و حکمرانی کے لیے تمام اس ملک کا تب ایک قلم و قریب ہے،
 مدنی تعلیم کی پہچان کے ساتھ صرف اپنی حالت کو بہتر بنانے پر توجہ دینا شروع کیا۔ پھر
 روہی تعلیم دی جائے، اس سے نہ صرف حالت نہیں بدلتی۔ اس قانون کے نافذ ہونے کا نتیجہ یہ نکلا کہ روہی
 ملک میں جن میں قرآن شریف و رہنمائی، بنیاد کی تعلیم ملتی تھی، وہ ہندو مت و مٹا دیے گئے اور ان میں
 تعلیم حاصل کرنے والے بچے قانون کے زیر و ستودہ سے مجبور ہو کر اسکولوں میں پہنچ گئے۔

ہندوستان کے وہ علماء، رہائشیوں، جموں نے جو موقع پر یہاں اسلامی قدروں کی حفاظت کی
رہی اس موقع پر بھی خدیجی مونی فہم دہلی سے دور اسلامی نیت و حمیت کو سامنے رکھ کر اس کے مقابلہ
کے لیے نئے، چنانچہ تھانہ جوں سے حضرت قدس تھانویؒ حضرت مولانا ظفر احمد صاحب تھانویؒ کی مشعل
مقام علامہ سہارنپور حضرت مولانا مفتی عبدالکریم صاحب علیہ السلام کی مشعل مقام علامہ سہارنپور، دارالعلوم
، پینڈ سے حضرت قدس مدنی نور الدین قدس حضرت مولانا قادری محمد عیوب صاحب رامپور، جامعہ
مقام علامہ سہارنپور سے حضرت مولانا عبد الحنیف صاحب مظہر اعلیٰ، حضرت اقدس مولانا محمد رفیع
صاحب رامپور سے اس کے خلاف آواز مٹائی۔ راجہ جیسوں، راشترپال رات و مت۔ اس کے ساتھ اس قانون کو
کے ذریعہ بری معرکہ بازی کی، حضرت نے اپنے مختلف قادیانیوں، اس کے ساتھ اس قانون کو
در حیات فی الدین قرآن کے بموجب اس کی مخالفت کی تیار کیا (علامہ علامہ سہارنپور ص ۱۱۹ ق ۱)

بھی مکاتیب دے رہے ہیں۔ مسلسل سال معبود کے قتل نہ ہونے کا خبر ہوئے اور غرض کی یہ بڑی تعلیم کی وجہ سے دہلی میں مکاتیب قرآنیہ وضع کرنے کا سلسلہ شروع ہو گیا ہے چنانچہ اس وقت تک میرا مکتب دہلی چلے گئے جن میں تقریباً ۵۰۰ بچے تعلیم حاصل کرتے تھے، حضرت قدس سرہ دوخت صدمہ ہو، رخصت مکاتیب کی خاطر رستہ چھوڑ دیا۔

و ما نہ جبریل علیہ السلام

حضرت خیر مت قدس سرہ کے فرامنے پر ایک سال اس کے متعلق جو حضرت خیر مت قدس سرہ نے حضرت خیر مت میں پیش کیا حضرت قدس سرہ نے اس کا جواب تحریر فرمایا بعد ازاں سہ ماہیہ دیندہ اور مہر خود سے ملنے کے بعد دہلی کے علماء سے کسی تصدیق حاصل کی اور سب محمود "جبریل علیہ السلام" کے نام سے چھپوا کر شائع کیا اس کا سبب حدیث مولانا ایکہ انجمن "انی ہم اقرآن" کے نام سے دہلی میں قائم ہوئی جس نے اس معاملہ میں بہت دوشلی کی۔

خدا کا شکر ہے کہ حضرت اقدس حکیم الامت تھانوی قدس سرہ کی بہت سے خود دہلی میں بہت کامیابی حاصل ہوئی اور اس کے بعد کوئی مکتب ٹوٹ نہ سکا بلکہ ٹوٹے ہوئے مکتب بھی دوبارہ قائم ہو گئے اور ہمارے مقدمات پر بھی دہلی کی دوشلی کا بہت اثر موانع میں طور پر ملا، آج سہ ماہیہ دیندہ میں بدوقت کافی روک تھام ہوئی آپ نے تھانوی مکاتیب قرآنیہ کیسے جو سنی، وحدہ جہد کی اس کے بارہ میں فرمایا کرتے تھے، مجھے امید ہے کہ شاہ عبدالعزیز کی نجات کا درجہ بن جائیگی۔

میریوں کیلئے جبریل علیہ السلام کا قانون بنانا مذہب اسلام کی رو سے جائز ہے یا نہیں اور کیا مسلمانوں کو اس کی مخالفت کرنی چاہئے؟

حضرت مفتی صاحب رحمہ اللہ سے جبریل علیہ السلام کے نام سے فتاویٰ کا جو مجموعہ شائع کر لیا وہ ۳۴ صفحات پر مشتمل تھا درحالیٰ کہ جبریل علیہ السلام سے شائع ہوا۔

اس کے علاوہ اس موضوع پر آپ نے ۳۵۲ احکام میں ایک فتویٰ بھی تحریر فرمایا جس پر حضرت خیر مت تھانوی رحمہ اللہ کی تصدیق موجود ہے، آپ کا یہ اہم فتویٰ بعد ازاں دہلی میں شائع ہو چکا ہے قارئین کرام کے مطالعہ کیلئے ذیل میں کیا جا رہا ہے۔

سوال: بعض ممبران دوشلی کر رہے ہیں، جو پہلے ہی میں دیکھ کر کہہ رہے ہیں جبریل علیہ السلام

تعلیمی و سماجی کارکنوں صاحب شہدائیں کہ تجربہ تعلیم کا غور و فکر کیا کرتے ہیں جو بے پرواہی و غیہ و کاسہ نشہ و روموئے کس کا جواب یہ ہے کہ ماہ شاہ پر پورا حکم صادر نہ سمجھنا غلط ہے شریعت مقدمہ سنی رو سے ہر مقدمہ کا حکم ہفتہ کے مشن سے اور ہر مقدمہ نو سال کی عمر میں شمار کی جاتی ہے کہ صبح بہ صبح صبح بہ صبح رات اس کی ہے کہ سات آنحضرت کی عمر میں کی قدر پر ایشیون کیا جاوے تاکہ زمانہ ہر مقدمہ تک حادثہ ہووے جیسا کہ ایدہ ارفاندانوں میں دستور سے اور آج کل زمانہ کی مارک جاس کو دیکھتے ہوئے یہ خبر رت لیا و شدید ہو جاتی ہے جس جب سات سالہ بچی کو پردہ میں رکھنے کی خبر رت سے اور نو سال کی عمر میں ہفتہ کے مشن حکم لیا گیا ہے تو پھر کم کی جاوے درماتہاں ہی جس میں پرواہی نہ رت نہ ہو و تعلیم کے قابل ہو و یہ بات غلطی نہیں ہے کہ تجربہ تعلیم کا قانون ہر سال کی عمر تک جاری ہونا ہے جس کی را میں یقیناً بائیں آتی ہیں جن پر پورا دانش سے ہر دست کی ن میں حقیقتہً بالغ ہوتی ہیں امید ہے کہ اس مختصر تجزیہ میں غور کرنے کے حکم حدود اندی ویر و چشمہ منظر رتیں گے ورم گزشتہ ہے حیاتی و گور نہ کریں گے جس طرف ان دیہ پر فتنہ زمانہ جاوے و رت دین اور دنیا دونوں کا نقصان نہ مانپاے گا۔

(۲) صحیح حدیث شریف میں ہے لا تخر لہن العرف ولا تعمروہن الکتابہ وعموہن سمعین و سيرة سور (کبر عمار بحوالہ شب عن عائشة و مسکت عنہ سیر صی فہر صحیح حدیث) اس رشتہ مبارک میں آنحضرت ﷺ نے عورتوں کی تربیت میں سخت احتیاط کی و تربیت فانی سے ورنہ کتابت سکھانے سے منع فرمایا ہے و بعض خاص مواقع اس ممانعت سے مستثنیٰ ہو سکتے ہیں مگر عام طور پر عورتوں کو کتابت سکھانے کی ممانعت ہی سے کہہ دینا ان جیسے اس علم میں نفع کم سے و ضرر زیادہ ہے و رت پرتیوں کے ایک عدم غیہ نہ و یہ مشن غیہ و غیہ و کائنات ہی معلوم ہو گیا و یہ مضامین تجربہ تعلیم کے نصاب میں لازمی ہیں اس سے بھی صاف واضح ہو گیا کہ یہ قانون مذہب اسلام کے خلاف ہے۔

(۳) مختلف عقائد و خیالات کی ستائیں و رتیاں جمع ہوتی ہیں جس کے باعث رتوں پر علم عقل کی پہ سے بہت پر اثر پڑتا ہے جس کا مشاہدہ و رتوں جگہ ہو چکا ہے۔ خود صریحاً کہ اگر مسلمان اپنے ہاتھوں کی خصوصیات کو دیکھ دین و رتے حیوان مانپاے جتے ہیں تب تو یہ ورنہ ان کے مذہب کی حفاظت

فی میں ہے کہ جس جہیز تعلیم کے قانون کی غت مجتہدین وہ سب (۱۰۶)۔

کتبہ حقہ عبد کریم مفتی عند رناتہ وادایہ قلمہ بیون مورخہ ۹ ربیع الثانی ۱۳۵۶ھ

جو ب میں صوب سے بکھڑے رہیں ان کو قے جی اپنے خاص مقام کے سبب
فتوے کی رو سے مسلمان نہیں ہیں مگر معلوم اس قدر کہ سو فی صد مسلمان لڑکیاں اس سے بھی زیادہ
دن چھپا میں جیسے کافی عورت سے اس کی دشواری اور پر معلوم ہو چکی ہے۔ کتبہ اثر فہی

۱۰ ربیع الثانی ۱۳۵۶ھ

(لہذا احکام ص ۱۸۴۲۲۱۸)

حضرت تھانوی رحمہ اللہ کا موقوفہ گرامی

جہیز تعلیم کے قانون کے خلاف حضرت مفتی صاحب رحمہ اللہ نے جہاں تحریری خدمات
نہج دی ہیں اس کے خلاف قانونی چارہ جوئی بھی فرمائی، احکام سے شگلوئی سو فی صد ایک کام کو اس
موضوع پر شگلوئی کے بعد جو ب کرنے کا ذکر حضرت حکیم رحمہ اللہ تھانوی رحمہ اللہ نے فرمایا ہے:
جہیز تعلیم کے مسئلہ میں مودنی عبد کریم صاحب شگلوئی نے ایک کام کو شگلوئی کے
ساکت کر دیا، اس پر انہوں نے کہا کہ تم میں تو مجھو وساکت کر دیا لیکن قلمہ قلمہ سے ماتھو میں سے اس
کا کیا تذکرہ کر سکو گے۔

آپ مفتی سے ایک ورق

اس کے علاوہ حضرت مولانا محمد یونس صاحب کانہ صوبی رحمہ اللہ کی معیت میں اس قانون
کے خلاف جیسے جی کرے گئے، اسی مسئلہ کی ایک کمر کا ذکر حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا کانہ صوبی
رحمہ اللہ نے فرمایا ہے:

حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے حضرت مفتی صاحب رحمہ اللہ
سے بے تکلف و دربر کے گہرے تعلقات تھے، آپ نے ایک مکتوب گرامی بنام حضرت مفتی عبد شکور
ترنڈی رحمہ اللہ اس کا یوں لکھا بھی فرمایا ہے: تمہارے والد صاحب سے قلمہ قلمہ سے بڑے کام اور
تعلقات تھے، مگر حق مودنی معذرت فرمائی کہ وہ بات جاریہ نصیب فرمائی (مذکرہ شیخ ص ۹۵)
جہیز تعلیم کے متعلق حضرت مفتی صاحب رحمہ اللہ کی خدمات کا تذکرہ پچھلے آپ پڑھ چکے

میں اس سلسلہ کا ایک دلچسپ واقعہ آپ جتنی ذہن ۱۱۳۰۰ پرکھی تجربے جو قارئین کی دلچسپی کیلئے ذیل میں درج کیا جاتا ہے:

تقسیم سے پہلے نگرینوں کے رہنے میں تبریہ تعلیم کا بڑا اثر رہا، میرے چچا جان نور اللہ مرحومہ، حضرت تھانوی ذرمد مرقدہ دونوں کے تحت مختلف تھے، حضرت اقدس مدنی قدس سرہ اس کے موافق تھے، حضرت خلیفہ مت تھانوی رحمہ اللہ نے اپنے مدرسہ کے متقی مولوی عبدالکریم صاحب مکتبہ کی مرحومہ کو حق کام پر لکھا تھا، دوران کو چچا جان قدس سرہ کی مانتھن میں دے رہا تھا، حضرت خلیفہ مت تھانوی مساعی جمیدہ قمبر ان اسکی غیرہ کے مانتھن و بورڈنگ تھیں، اس زمانہ میں ایک رسالہ سنا کارہ نے قرآن عظیم و تبریہ تعلیم کا بیف کیا تھا، چچا جان دہو ما عبدالکریم صاحب ق مساعی کے خلاف حسوں وغیرہ کے کرنے کی تھیں، جگہ جگہ جیسے نریا کرتے تھے۔

ایک دفعہ یہ دونوں دوسرے کے وقت شریک لے رکھائے تھے، پتہ پتا تھا، چچا جان نے رشتہ فرمایا، تمہارے پاس ایک کام تھیں آئے تھے، میں نے عرض کیا ارشاد فرمایا، میں نے کہا، اہل میں ایک بہت بڑا جلسہ، تبریہ تعلیم کے خلاف کیا ہے، حضرت مدنی کی صدارت میں کیا ہے، تجھے دیکھنا چاہیوگا، میں نے عرض کیا کہ نہ، لیکن حفظہ استقامت میری سمجھ میں آتا ہے، مانتھن کا سمجھ میں نہیں آتا اس لئے کہ حفظہ پڑھنا دوسرے کام سے نہ، رشتہ پڑھنا ہے لیکن مانتھن میں پڑھنا چاہیوگا، اس کے ساتھ وہ دوسرا صاحب بھی پڑھنا میں تو اس میں آپ کا کیا فرق ہے، چچا جان نے فرمایا کہ مانتھن مت پڑھو، میں نے عرض کیا کہ، مان تو مجھے یاد دہانی کے لئے پڑھنا چھوڑ لوں۔

مولوی عبدالکریم صاحب نے فرمایا کہ حضرت تھانوی نے دونوں کا استقامت کرنے کیسے فرمایا ہے، میں نے عرض کیا کہ حضرت تھانوی دونوں پر رکت ہیں، کہاں رہتے ہیں؟ یہ سن کر ان کا چہرہ دھمکے سے رہا ہو گیا، یہاں سے کچھ نہ چچا جان سے کہنے لگے کہ اس کے بعد عتقاد مانتھن اب ہو گئے ہیں، چچا جان نے ان کی کے سامنے مجھے یہ فقرہ سنایا، میں نے کہا تعجب ہے مولوی صاحب آپ اتنے اونچے مولوی بھی یہ بات نہ کہتے، حضرت تھانوی راجہ ہم کا ارشاد میرا اور آپ کیلئے جھٹ ہے لیکن میں اس سے بات کرنے جا رہے ہوں کی حیثیت تو معاصر کی ہے اور لیک و کانگریس کی وجہ سے آپ کے تعلقات جیسے ہیں، وہ آپ کو معلوم ہیں اور مجھے بھی، میں نے یہ جتنی جھٹ نہیں کہنے کی، مولوی تھانوی نے فرمایا ہے، مولوی

وہاں بتائی جائے جو توجہ دینی ہے، اسے میں گاڑی گاڑت ہو گیا اور ہم لوگ دو بجے وہاں گاڑی سے دیر نہ گئے، چچ جان آگے آگے، ان کی ہا میں چاب ذرا پیچھے کو میں اور میں نے اس طرف چچ جان کے پیچھے موبائی مہر مہر کا صاحب۔

حضرت مدنی نور محمد قدس سرہ روز بروز جب پہنچے حضرت اپنے مراد مکان کی سہ درگی سے ہمارے تشریف سے تھے، اوقات پرست ہی ٹیڈا رست کے ساتھ مجھ سے فرمایا کہ دہلی سے آئے ہو، میں نے عرض کیا کہ یہی حضرات سہارنپور سے آئے ہیں، اس گاڑی سے دہلی سے آئے تھے، مجھے ساتھ لے کر لگا دیا میں حاضر ہوئے ہیں، بہت تیز سوج میں فرمایا کہ کیا حکم ہے؟ میں نے کہا کہ یہ دہلی میں ایک بہت بڑا جلسہ حضراتی صدارت میں جبر یہ تعلیم کے خلاف کیا جا رہا ہے، غصہ کیا فرمایا کہ میں نے صدارت میں نہیں کیوں گا تو لوگ سب وہاں رکھنا چاہتے ہو، میں نے کہا حضرت جی آپ ساری دنیا کو سامنا کریں تو صرف یہ چاہتے ہیں کہ جو قرآن پاک پڑھ رہے ہیں ان کو جہنم میں لے جائیں، ان کا بیانیہ کہ یہ لوگ تعلیم سے بٹ جاتے ہیں، میں نے عرض کیا کہ تشریف تو رکھے بیٹھ رہا ہے، یہ سب سے تم سے میں تشریف لے گئے، میں نے عرض کیا کہ خاتم اوقات میں حفظ قرآن کیسے ہو سکتا ہے؟ سہارنپور محنت کے جی مشکل سے یاد دہنا سے فرمایا کہ میں نے تو جیس میں یاد کیا تھا، میں نے عرض کیا کہ آپ یہی رہیں، پیشین پائی برا ہیجئے کہ جس وقت قرآن پاک حفظ کرنا سے وہ جس میں چاہے، اس پر غصہ پڑے، میں نے عرض کیا حضرت جس قدر موٹا، آپ کی صدارت میں موٹا، اللہ جل شانہ بہت ہی بلند درجات عطا فرمائے، ان کی شفقت، محبت یا دہر کے روئے کے موٹا ہو سکتا ہے، یہ جوش دن سے سنبھل فرمایا، راز دہا فرمایا کہ یہ اسی گاڑی سے چن سے، میں نے عرض کیا کہ جی نہیں، جی تو آپ سے منظور کی جی سے، راز دہری میں تاریخ کھمبائی سے، اس کے بعد یہ لوگ دہلی جا کر جلسے کا قیام کریں گے، حضرت نے اپنی ڈائری لکھا کہ اس میں موبایا میں صاحب کا جلسہ نوٹ فرمایا، روزگار میں بتا دی، اس کے بعد پھر جوش میں فرمائے گئے میں حفظ کے سٹما، دو تہیوں کا مگر ملاحظہ سے سٹما، کی کوئی چیز نہیں، میں نے عرض کیا کہ مضمون کی آپ پر کوئی پابندی نہیں جو چاہے آپ رہا فرمائیے، چچ جان سے تجویز دیا چاہا، میں نے عرض کیا کہ نہیں، حضرت، اچھا یہ ہے کہ آپ پر مضمون میں کوئی پابندی نہیں چاہے آپ یہی فرمائیے کہ جس کو حفظ کرنا سے وہ جیس میں

جائے تو یہ پانچ گناں مارش کو چار بجے میسر سے یہاں کاروبار بند ہو کر سے سوار ہو گا اور اس
گٹاری سے دیوبند سے حضرت مدنی سوار ہوں گے اور نو بجے رات کے دہلی میں جلسہ ہو گا، جب دہلی
کے کنٹین پر پہنچے تو سارے پیت و رہاؤں سے ہم سوائی، شیخ اسامہ رند، ہاؤس جمعیت علماء دیوبند،
کا گھر میں زندگی کے غروں سے پورے کنٹین کو چھو رہا تھا اور اس کے راستے یہ سوچتا رہا کہ اگر حضرت
نے ملاحظہ کے عدم استثناء کا اعلان کر دیا تو درحقیقت آپ کے قیام، کنٹین پر مجمع کے درمیان میں حضرت
مولانا الطاف مفتی کفایت اللہ بھی موجود تھے، ان کو کیا سمجھے اس خوش موٹیا اس نے کہ حضرت مفتی
صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے یہاں میں یہ کاروبار ہوتا ہی نہ تھا، اس سے کہہ سیکوں نہیں بند
سیکھوں میں مہربان و رحیم، دیوبند کی شوری کی مہربانی جمعیت کے مشوروں میں وقف ہل کے مسئلہ میں اس
کی وجہ اتنی کہ جب میری رائے مفتی صاحب کے خلاف مونی یا تو انہوں نے میری رائے خوشی سے
قبول فرمائی یا بڑی فحاشیوں سے یہ کہو، جیسے کہ بعض مخلص اہل علم کی رائے یہ ہے، وقف ہل کے
مسودے میں بھی یہ تنظیم کی رائے کے ساتھ بغیر نام کے چھپا ہوا ہے۔

تفاق سے مفتی صاحب کی رائے کے قریب تھے جس میں ماکارہ، حضرت مدنی تھے،
حضرت مدنی قدس سرہ و تو مستحق، اس کے معاملے میں ایسے چھنے کہ وہی حد نہیں، چاروں طرف
سے مجمع نے پائے کا اور میں نے مفتی صاحب کو مست ہی نہیں سمجھا، ان کا ہاتھ پڑا اپنی طرف دیکھی
یہ وہ میں نے غصے کیا کہ سٹش، ملاحظہ، رحمتہ، ان کا کہنا ہے، "یہ حضرت حنفیہ کیسے تو تیار ہیں مگر
ملاحظہ نہیں ہاتے، مفتی صاحب والد حق پرے سے آئے ہیں، انہیں استثناء تو انہوں ہی
کا ہونا چاہیے، میں نے کہا کہ اس بغیر اس کے کام نہیں چھو گا، جسے میں جائز قرار دیتا ہوں، وہ چائے کی
رستے میں ہی مست میں حضرت مدنی قدس سرہ و کی حالت شاید یہ تھی جس کا رہا مشہور میں نے خواہی
کیا کہ مفتی صاحب کی بات حضرت کے یہاں مست و قیام، راہم بھی جاتی تھی ہاں میں نے دیکھا کہ
حضرت نے اپنی رائے پر مفتی صاحب کی رائے کو ترجیح دی، مفتی صاحب میرے کہنے پر آگے بندھے
اور میں ذرا فاصلے سے پیچھے پیچھے کہ حضرت کی نظر مجھ پر نہ پڑے، یہ نہ سمجھیں کہ یہ ابداً اسے مفتی
صاحب کے کنٹین کے رہنے پر حضرت کے قریب ہو کر کان میں ہاں حضرت استثناء، حنفیہ اور ملاحظہ
وہ ان کا کہنا ہے، مفتی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو کسی سے ہاتھ نہ کرتے ہوئے دیکھا ہو گا تو اس کو اندازہ

ہو گا کہ اس طرح گزروں ہا کر پاتے فرمایا کرتے تھے، مجھے سے سامنے تو وہ منظر خوب سے، حضرت نے نہایت جوش میں فرمایا کہ نہیں ملاحظہ کیے، شہداء کی فوجیں، مفتی صاحب نے فرمایا کہ حضرت پہلے چند پارے ملاحظہ فرمائیے، حنفیہ میں جتنے ہیں، جب وہ ملاحظہ کریں اور عام میں کج جہاں میں گئے پھر ان کو حنفیہ کا وقت کب ملے گا، حضرت نے فرمایا کہ رست چھی، سید خدیجہ جیسے، میں تشریف لے گئے، جیسے ان شہداء کا رست پہلے سے ہو چکی تھیں، سید خدیجہ پر تشریف لے گئے اور جاتے ہی وہ زوردار تھوڑی پہلی وہاں گورنمنٹ کے خلاف کیا کیا، اور کہا کہ وہاں کے دین کو اب نہ چاہتی ہے اور وہاں کے قوانین وضائع نہ چاہتی ہے اس کو وہاں کے مذہب میں مداخلت کا حق نہیں ہے، ہم اپنے قوانین پاک کی تعلیم دہی ضائع نہ ہونے دیں گے، ملاحظہ کیا، کبھی اسٹن، برما سوگا، رخنہ کا بھی اسٹن، برما سوگا، چچا جان رست ہی تھے اور سوئی میں یہ سمجھئے کہ رستے میں وہی گنگو، مجھ سے سوئی سوئی، غرض رست زوردار جوش و خروش، گورنمنٹ پر حاویہ دکھائی دے کر، ایک رپورٹیشن قوانین پاک کی تعلیم خواہ، حنفیہ کی ہویا ملاحظہ کی سوچہ یہ تعلیم سے مستثنیٰ ہونا نہایت غلط ہوئی ہے، یہاں پر جب تک جسٹس اس کے بعد مختصر رہا، حاکم دوش فرما رہی، صبر و بردباری سے آئے، رات بھر جی کا ہنس پڑا، بعد میں بچی جان نے مجھ سے پوچھا کہ تمہاری وہی گنگو میں سوئی ہوگی، میں نے کہا ہاں لکل نہیں۔ (آپ جی ۱۱۷)

سید عبدالملک آزاد کی عظیم جامعہ تھانویہ

تحفظ پرسل لاہور قیام محکمہ قضاء سے متعلق یادگار خدمت

حضرت مفتی صاحب رحمہ اللہ کے حالات و خدمات کے ضمن میں پہلے لکھا جا چکا ہے کہ ہندوستان میں حسب سابق مسطورہ قضی کے تحت رہنے والے ہندو، حضرت خلیفۃ المسیح تھانوی رحمہ اللہ نے بڑی ہوشیاری و ہمت کے ساتھ یہ نیکو عمل ایک نیکو عمل سمجھا، انہوں نے ان کے لئے علامہ ظفر احمد عثمانی رحمہ اللہ کا رسالہ ”القول بالحق فی سبب الحق خلیفۃ المسیح“ شائع کر کے مسلمانوں کو اس طرف متوجہ کیا اور حکومت ہند سے پورا مسطورہ قضی کے تحت رہنا مطالبہ کیا گیا، اس سلسلہ میں ۳۶ دسمبر ۱۹۲۸ء، ایک جلسہ دہلی میں منعقد ہوا جس میں حضرت علامہ نور شاہ، خلیفۃ المسیح تھانوی رحمہ اللہ، حضرت مولانا عبدالحسین صاحب مآظم مدرسہ نظام العلوم سہارنپور، مسطورہ قضی کو رد و رد کرنے والے تھے۔ اس جلسہ میں خلیفۃ المسیح تھانوی نے یہ فیہ تھانوی نے نہایت دلچسپی کا اظہار کیا۔ حضرت خلیفۃ المسیح تھانوی نے اس کے کلمہ سے حضرت مفتی عبدالکریم صاحب مآظم قلعہ لوی رحمہ اللہ کو حاصل ہوا۔

اس دور میں جب بعض مسلمانوں نے ان کو اس کے لئے گورنمنٹ سے اس سلسلہ میں مطالبہ کرنا چاہا تو جناب حاجی عزیز الرحمن صاحب رئیس قصبہ بیچون میں خود نے ساری بات پر مشتمل ایک دستخط، مرتب کر کے حضرت علامہ نور شاہ کی خدمت میں لے گئے جو اب پیش کیا، حضرت مفتی صاحب رحمہ اللہ (جو اس وقت خلیفۃ المسیح تھانوی کے جیون کے مفتی تھے) نے جی تھانوی (ان ساری بات کا جواب تحریر فرمایا اور دہلی کی روشنی میں مسلمانوں کے لئے سبب قضی کے لئے نہایت اہمیت والا فیہ تھانوی اور گورنمنٹ سے مسلمانوں کے لئے جو ہر روز جاری مطالبہ کے لئے پورا کرنے پر جی رہا دیا۔ آپ کا تحریر کردہ یہ فیہ تھانوی میں قدرتی طور پر ہو گیا۔ اس دور کے تمام علماء، قضا، غرض مٹنے سے قبل فرمایا اور اس پر تائید میں دستخط فرمائے۔

حضرت مفتی صاحب رحمہ اللہ نے یہ فیہ تھانوی آج سے اکیاسی سال قبل ۱۳۴۷ھ میں تحریر فرمایا، پانچ مرتبہ ۱۹۲۸ء، میں خلیفۃ المسیح تھانوی نے اس میں طبعی طور پر جسے شریعت کے قاضی جناب محمد شمس الدین نے شائع فرمایا، پھر رسالہ ”الذیات“ دہلی، بہت دور، ۱۹۳۳ء، بہت دور، رجب و شعبان ۱۳۵۲ھ سے

قاضی یعنی حاکم مسلمہ کی فتح ہو سکتا ہے (حائیکری ص ۱۷۱ ج ۲) کہ وہ قاضی یعنی حاکم مسلمہ کے ایسی صورت میں عیسائی بیوی کو سخت مصیبت کا سامنا کرے۔

(۵) ان طرح شہر میں جو بے قس کے نکاح و بیوی قاضی یعنی حاکم مسلمہ کی فتح ہو سکتا ہے (حائیکری)

(۶) ان عورت کا خاوند پہلے سے قس کی بیوی کو ایک خاص مدت کے بعد جس کی تحقیق سب مذہب میں موجود ہے قاضی یعنی حاکم مسلمہ، مفتوحہ کے نکاح سے خارج ہو سکتا ہے (حائیکری)

(۷) اگر شوہر بی وقت اپنی بیوی کو نکاح سے محروم کر دے یا اس کی بدولت مر جائے تو عورت عدالت قاضی میں یعنی حاکم مسلمہ کی عدالت میں مرافعہ کر کے جان بچا سکتی ہے اپنی شکست کا بدلہ لے سکتی ہے جس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ یہ قس کو گروہوں میں تقسیم کر دے گا جس سے ان کا نکاح صحیح قرار دیا جائے گا (حائیکری ص ۱۷۱ ج ۲)

(۸) اگر کسی ماہیغری کا کوئی نہ ہو اور یہ شہر میں جہادی نکاح کرنے کی غرض سے ہو تو ایسی روایت کیوں کا وہ قاضی یعنی حاکم مسلمہ سے (حائیکری ص ۱۷۱ ج ۲) کہ وہ قاضی یعنی حاکم مسلمہ کے مسائل میں مسلمانانہ انداز و بی وقت کا سامنا کرے گا۔ ہم نے عدالت عرب میں ایسے سوالات کے جوابات میں عدالتوں میں دیکھے ہیں کہ اگر قاضی یعنی حاکم مسلمہ مفتوحہ کی موت کا حکم کر دے یا عیسائی کا نکاح کر دے تو عورت دیر سے مرے نکاح کر سکتی ہے اور قاضی یعنی حاکم مسلمہ نہ ہو تو عورت کو بوجہ عدم پہنچا رہے ہیں۔

(۹) اگر کوئی شخص اپنی بیوی کو قسینہ طلاق دے کر یہ دعویٰ کرے کہ میں نے موش حواس کی حالت میں طلاق نہیں دی بلکہ میں مدبوش یا مغلوب یا غلبہ تھا تو اس صورت میں عورت کو شوہر کے اس قول کی تصدیق کرنا نہیں بلکہ اس مقدمہ کا مرافعہ قاضی یعنی حاکم مسلمہ کی عدالت میں کرے گا اور وہ اس طلاق کو طلاق تسلیم نہ کرے جس کے خاص شرائط یہ ہیں کہ عورت شوہر کے پاس رہ رہتی ہے اور نہ نہیں رہ سکتی (شامی مع الدردہ باب طلاق المدبوش ص ۲)

(۱۰) کسی سے نکاح کا سہہ نہ ہو تو اس نکاح کو قاضی یعنی حاکم مسلمہ کی فتح ہو سکتا ہے یا شوہر بیوی کو خود چھوڑ دے (حائیکری ص ۱۷۱ ج ۲) اگر وہ نہ چھوڑے تو بدوں قاضی یعنی حاکم مسلمہ کے عورتوں کو اس

غور کا حکم ہے، اس کے مسلمانوں کو چوری، استغنی کے ساتھ گورنمنٹ سے درخواست کیا جائے۔
 ہندوستان میں منصب قضا، قاضی کے لئے اپنی مسلمان رہاؤں میں مشکلات سے نجات دے اور حسب ملک
 منصب قضا کی تجویز عمل میں آئے، وقت تک یہ کہ اگر ہمیں قانون دیا جائے کہ جو مسلمان قضا، قاضی
 کے فرائض میں کافی فیصد غیر مسلمان نہ ہوں، یہ کہ یہ خدمات مسلمانوں کی کے پر ہوں، مسلمانوں
 کو دیتے ہوئے کہ ان مسائل میں علماء سے صورت مقدمہ بیان کر کے شرعی حکم کی عمل میں آئے اور شرعی
 فتوے کے مطابق مقدمہ کا فیصلہ نہ ہوں، اور اپنے فیصلہ کے ساتھ ہم کے فتویٰ دہلی نقوی لکھیں گے۔
 تقسیم شدہ و ترانہ کے خدمات میں بھی یہی کیا جاتا ہے۔

یہ صورت بھی ہو جائے تو مسلمان ہندو مشکلات میں پہنچ کر ہو جائے گی، اس میں قوی
 امید ہے کہ گورنمنٹ ہندو اس درخواست پر غور و رجحان کرے گی اور اپنی مسلمان رہاؤں کو ملے اور اہل حق کا موقع
 دے گا اور بدستور فی کی مدد ہو، بدستور ملے گا۔

(۲) قدر میں سر و بھر ترقی، مقصد میں مقصد، عدل و عدل و عدل و عدل
 ذکرہ مسکن و عدل لا نک، مقصد میں مقصد، حق و حقد و (ص ۴۹۸)

وہی بدستور و لا نک، مقصد میں مقصد، حق و حقد و (ص ۴۹۸)
 کہ فی بدستور و لا نک، مقصد میں مقصد، حق و حقد و (ص ۴۹۸)

ترجمہ (۲) درجہ میں سے، عہدہ قضا، قاضی، شاہدہ رخصتہ، نوں سے قبول کیا جائے
 سے ترجمہ ہوا ہو، مسکن و فیہ دے (عہدہ کو کرپا سے، مگر حسب کہ وہاں اس کو حق پر قضا،
 کرے سے رخصتہ و عہدہ کرے۔

حائری میں سے کہ سلام شریف میں ہر شاہد کے اندر جو حق لکھے۔

اس سے معلوم ہو کہ ہندوستان میں گورنمنٹ اپنی طرف سے کسی مسلمان قاضی بنانے
 ورجن مسائل میں قضا، قاضی یعنی مسلمان کے فیصلہ کی ضرورت ہے ان میں اس کو فیصلہ کا اختیار دے
 وکلاء و شرعی قاضی ہو جائے گا اور اس کے فیصلے کیلئے ایمان، ایتان، حلاق، شہوت حکم مروت، مفتقہ، یہ فیہ و
 میں نافذ ہوں گے بشرطیکہ اس کو بدفق حکم شرع فیصلہ کرنے کا اختیار دیا جائے خلاف حکم شرع فیصلہ

و لا یصل حکمہ بعد ہمد حدودہ و لا یصل شیعہ (س ۴۰۰ دق ۴)

ترجمہ ثانی میں ہے حکم نیلے ٹڈے کے بعد وقت کا اٹل ہو، ہوا اور ہوا اور قسائیں میں قتل آئے۔
 فی ثانی میں ہے سرخ بنانا مٹی و سہ عاصیہ کا کنی و اپنے اوپر کا حکم مان سہا کے بعد سرخ بنانے کے
 ورمیون بینہ قریب نکال دینا پھینک کرے و روزہ دونوں اس کے فیصلے پر راضی ہو جائے، اور اگر سرخ
 کے فیصلہ کرنے سے پیشتر اس کے حکم ہونے سے رجوع کرے یا خان ایک ہی راضی رہے ایک نہ
 رہے تو یہ فیصلہ نافذ نہ ہوگا، ثانی۔ حکم کا فیصلہ نہ ہوگا، اور قسائیں اور رایت کے ہوا نافذ ہوگا، یعنی
 سرخ کا حکم عموماً صبح کے ہوتا ہے، ان مور میں صبح کا نہیں ہے سرخ بنانا جس کا زمانہ ہوگا، اور اگر ایک
 شخص سرخ پانی پیتا رہے بعد تسمیہ کرنے کے تو اس سے سرخ پانی ٹوٹ جائے گی، لیکن اگر نقص سے قبل اس
 نے فیصلہ دیا تو فریقین پر زہ ہوگا، اور ب ان کے حضور نہ کرنے کی وجہ سے اس کا حکم باطل نہ ہوگا
 کیونکہ وہ حکم و امت شریعہ سے جاری ہوئے۔

(۵) جب یہ معلوم ہو چکا کہ قاضی شریعی یعنی حاکم مسلم کا قلم نہ رہا مسلمانوں کے ذمہ فرض ہے اور
 یہ بھی ثابت ہو چکا کہ بعض معاملات میں حاکم غیر مسلم کا فیصلہ شریعتاً معتبر نہیں بلکہ حاکم مسلم کا فیصلہ
 ضروری ہے تو عامہ مسلمان پختہ وری کے بعد اپنی ہی شریعت و رت کو ورنہٹ کے سامنے پیش کر کے
 درخواست کریں کہ ہندوستان میں منصب قضا، وقت نمونہ یا اپنی مسلم رہا کو مشکلات سے نجات دے،
 چونکہ ورنہٹ اپنی رہا کی رحمت رہائی ہو رہا خصوصاً مذہبی معاملات میں۔ طرہ کی آسانی کہ پانچواں
 جائے کی ذمہ داری سے سب سے قوی میدان سے کہ یہ درخواست منظور ہوگی۔

یہ جو مسلم غیر مسلم دونوں میں مسئلہ کو وکیل میں پیش کرنے والے ہیں ان کے ساتھ سب
 مسلمانوں کو تعلق رہے خام نہ رہا چاہیے ورنہ شیعہ کے مسلمانوں کو اپنی طرف سے اٹک اٹک اس مسئلہ
 کی ضرورت خام نہ رہا چاہیے کیونکہ ورنہٹ کی طرف سے جو بے وقوفی اب تک اس مسئلہ پر مولیٰ ہے
 اس کا سبب عرف یہ ہے کہ اس ضرورت کی خلاف امت کے ساتھ کسی نے نہیں کی، امید ہے کہ
 ورنہٹ امت خلد مسلمانوں کے حق پر توجہ فرمائے گی۔

فقہ

کہتہ: اختر عبد الرحیم محمد علی رانا

تصدیقیات علماء کرام و فقہاء و علماء

(۱) ہر طرف

مسلموں کے منارحات ہر بھی رشتہ سے ایسے جن میں قاضی کا حکم نہ ہو یا سے قاضی (یعنی حکم مسلم) کا مقرر نہ نہایت نہ رہی ہے اور قاضی ایسے نہ رہی ہے کہ صاحب نعمت ہو جس کو مسلمان ہر بھی تعلق کے ساتھ قاضی بنا میں گئے وہ قاضی نہ مانے گا، ماں کو نعمت کا مقرر نہ وہ مسلم قاضی کے حکم میں ہوگا، اس کے حکم میں قاضی نہ مانے گا، یہاں کو نعمت قاضی بناے جائے گا، جی بل سے جو شہد بننے کی صداقت رشتہ سے یہ نہ رہا مقرر نہ گیا تو صحیح معنی میں قاضی نہ ہوئے گا اس سے نہایت نہ رہی کے کہاں کا انتخاب نہ اہل سنت کے ہاتھ میں ہوتا کہ وہ ہر بھی تعلق کے ساتھ یہ شخص کو پیش رکھیں جو قاضی ہونے کی صداقت رکھتا ہو۔

محمد مظہر اللہ غفرلہ امام مسجد فتح پوری اہلی

(۲) ہر الموفق

ہندوستان میں نصب قاضی کا مسئلہ نہایت اہم سے اور محکمہ قضا قائم نہ ہونے کی وجہ سے مسلمانوں کو امت سے مذہبی و معاشرتی معاملات میں جو نوساک صاحب پیش آرے ہیں ان کا احصاء دشوار ہے، جو یوں میں نمونے کے طور پر چند شعبوں کا ذکر کیا گیا ہے۔ یہ بھی ہے کہ مسلمانوں نے بھی نصب قضا کیلئے اب تک کوئی منظم سعی نہیں کی مگر اب نہ رت اتنی روشن ہوئی ہے کہ مسلمانوں کو کو نعمت سے پروردہ و خوش دست کرنے اور کو نعمت کی جانب سے اس کے منظور بہ جاری کرنے میں مزید وقفہ کاہرے موقع ہائی نہیں رہا، یہ دن غور و فکر کی جائیں خط سے میں ہیں جن کا مکتبہ قضا کے کوئی قطع طور پر نہیں ہو سکتا۔

محمد کاہیت اللہ غفرلہ مدرسہ امینیہ اہلی

۲۲، صفحہ ۱۷۷

(۳) مورخہ کاہیت مدرسہ صاحب صدر جمعیۃ، اہل رائے سے مجھے کلی طور پر اتفاق۔

لفظ مراقبہ حسن بیانی پر فیہ کلیہ عثمانیہ حیدرآباد

(۴) میں بھی اسی مضمون کی تصدیق و توثیق کرتا ہوں۔ (مورخہ) اشرف علی تھانوی

(۵) جو بہ کل صحیح ہے اور حضرت اس پر دہلی میں مستند رہا۔ قمر حیدری صاحب

انقاضی لکھ چکا ہے جو تامل مراٹھ ہے، اثر ف متابع تین نہ تینوں سے ملے گا۔ حفظ نظم احمد رضا اللہ عتہ

رہنما بیعتوں کی حالت اور اس پر اثرات و ارتقائے پس کے ۱۳۱۵ھ

(٦) هو العصبون

محکمہ قشہاء کی سمیت دست و وضع ہو چکی ہے اب گورنمنٹ سے اس کی منظوری حاصل کرنے کے لیے مسلمانوں کو نئے کوئی تحریکی قہقہہ دینی ہوتی نہیں رہی، نتیجہ کے ایسے مسائل میں جس کا حل محکمہ قشہاء پر موقوف ہے اور اس کے نہ ہونے کی وجہ سے اسلامی صورتوں پر مبنی اور مذہباً باغی ہو رہی ہیں، اگر مذہب و وحالت مسلسل رہی تو پھر خدا معلوم مسلمانوں میں کیا قیامت نہ پڑے گی اس کے ضروری ہے کہ مسلمان اس ذریعہ جہتہم با اشران کیلئے کمال جدوجہد سے کام لیں، نیز فی ثل جیب نے اس وقت کو بوجہ حسن حل کر دیا ہے اور محکمہ قشہاء کی ضرورت کو بھی خوب واضح کر دیا ہے۔

عبدالحق صاحب (۱۸۴۸ء تا ۱۹۲۸ء)

(۷) محکمہ قضا، سلام میں ہم سے ہندو گورنمنٹ اس امر کی طرف متوجہ رہا ہے کہ وہ قاضیوں کے درجہ و درجہ موافق ہی رہیں، جیسے مسلمانوں کے منصب قضا، سے نفی کی وجہ سے اب تک ہندو قاضیوں کی حکومت کی عدم موجودگی کی وجہ سے رہیں گے جو کہ ہندو کی طرف سے ہے۔

خبر انجمن مدرسین در روزنامه شرق آمده

(۸) در شهر حق و شریعت و شهر حق (نور)

محرم پستفایا - مدرس در مسجد باوقاف بخش احمد

(۵) ۱۔ ہر حقیقہ (۱) حقیقہ ۲۔ نور احمد علی عمنہ

(۱) محکمہ قضا، بنی قریہ، رات میں کسی کو بلا نہیں س کے تھے، اس لیے شاہ تصانیع میں نمونہ کے طور پر یہ فصل عجیب نے آچھی تھام فرمادی ہے، اس میں پوشش نہایت بڑا ہے، اس کا راول اسلامیہ احسان ہے۔

ماہتر: ازمن محمد حسن عثمانی، عند مدرسہ، مدرسہ محمدیہ امرتسر، واقع جامع مسجد شریفہ الدین مرہوم

ماہنامہ زمین محمد حسن عثمانی عہد مدرسہ مدرسہ اسلامیہ اہل سنت والجماعہ مسجد نبویہ الدین مدرسہ

$$\frac{d}{dt} \left(\frac{1}{2} m \dot{x}^2 \right) = \frac{d}{dt} \left(\frac{1}{2} m \dot{x}^2 \right) + \frac{d}{dt} \left(\frac{1}{2} m \dot{x}^2 \right) \quad (1)$$

مستند شماره (۴) خطی طبقه ۲۵ - تاریخ تنظیم ۱۳۰۷ هـ

۱۔ اعلیٰ محکمہ قسائم کا حکم نہایت غلط ہے اور یہ کہ رستم شاہی ام سے، بہت سے مسائل غلط ہیں

کے لئے

(۲) درحقیقت خانہ و سبے رحم شہزادوں کی اصلاح و تہذیب اور تہذیب و تمدن کی ترقی،
ما اوقف و رجال قاصد کے وہ جماعت سے بچنے کی تدبیر اور اعرف ان میں سے کہ از جانب
کنوز و غنیمت و ثمرات یعنی حاکم مسود مقرر ہے جائیں۔ فقط

حضرت سید رافق فصیح جامع رائے شمس آباد

(۳) حق قاضی کی فہرست و مدت ہمارے متعلق جو پچوہن سو عجیب نے قریب پانچ سو سال پہلے درست کی تھی اسے کتب قاضی شریعی کی طرف توجہ میزوں پر لانے میں جان توڑ کوشش کی جاوے یہ ساری جماعت مسلمان اسے جہاد توحیدی کے لیے دیا جس کا سرچشمہ ہے۔

حریر: عبدالعاصی محمود بی بی

صانه الله عما شانه الوارد في الحال التلو

(۱۴) نصب محکمہ قضاۃ شرعی کے متعلق گورنمنٹ کی توجہ مبذول کرانی بہایت ضروری ہے اس میں مسلموں کی حقارتی و رصداۃ منحصر ہے۔
 مفتاح احمد نقوی

[illegible]

سید محمد عبید اللہ غنی عنہ مجروح اسماعیل بن عثمان بن علی بن ابی طالبؑ

و شمر حورلیق، مختار باب

ہمارے ملک میں قاضی کی منجانب حکومت مقرر کرنے کی بہایت قدرت سے جیسے کہ داخل

۱۰۰ ورگی۔ متفقہ طور پر درج ہے کہ جن کا تعلق غیر مسلم کا نہیں ہو سکتا ہے، اور یہ خاص سے کہ قاضی کا تعلق جب ہی مفید و رائے نہ رہا ہو تا ہے جبکہ محاسب کی صورت میں وہ مسلمانوں کو مستحق طور پر اس کی پوزیشن کو پیش کرنے پر اپنے ممالک کا تعلق نہیں کرتے۔ ان کا تو کالی و انڈیا کی سے جو عجیب کے لئے ہے۔

بندہ سید حمید الدین غفر۔ مستمورہ در مدرسہ عربیہ کا قاضی شیعہ بندہ

۱۸ رقی ۱۸

محاسب مقرب

(۶)

مفت محمد یحییٰ خاں خاں خاں مدرسہ عربیہ کا قاضی شیعہ بندہ

مفت محمد یحییٰ خاں خاں خاں

(۷)

مفت عبد شہید محمد غفرانہ الاحمد مدرسہ طبع العلوم قصبہ گلا و قاضی شیعہ بندہ

ان جواب صحیح و المجیب مصیب

(۱۸)

ماہنامہ بندہ، براہ احمد غفرانہ الاحمد مدرسہ طبع العلوم قصبہ گلا و قاضی شیعہ بندہ

باسمہ سبحانہ

(۱۹)

مجیب علامہ نے مسئلہ نصب قضا کے متعلق جو کچھ تحریر فرمایا بالکل حق اور صحیح ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ ہندوستان کے مسلمانوں کو منصب قضا کے نہ ہونے کی وجہ سے ان میں مصائب سے دوچار ہونا پڑتا ہے۔ وہ خطہ تحریر سے باہر ہیں اور ان کا صحیح اندازہ کسی بھی وقت کر سکتے ہیں جو دور دورہ قانونی نوکی کا تعلق رہتا ہے۔

آج ہندوستان کے غریبوں، غریبوں میں رہا کی قضا میں ایسی عورتیں موجود ہیں جو مصائب قضا کے نہ ہونے کی وجہ سے بہت شامی مصائب و غم و غم و غم کا شکار ہو رہی ہیں اور یہ دیکھا گیا ہے کہ ابھی یہی مصائب ان کو جو کچھ پر جی مجبور رہا ہے، ایسی حالت میں نصب محمد قضا، ایسے بورڈسٹ سے استدعا، امراموں کے کامیاب بنائے ہیں، ممکن سنی رہا مسلمانوں کا، ہر فرد سے، جو صاحب اس تحریک میں سعی فرمائیں گے عند اللہ اجر عظیم کے مستحق ہوں گے۔ فقط خاکسار محمد منظور نعمانی غفرلہ

خادم اسلام مدرسہ عالیہ اسلامیہ چاند آباد ۱۹ رقی ۱۸

(۲۵) حقوق مجبورہ نو رشتہ خنجرہ جس سے روئے مجبورہ چلے امرایہ نسلع مرزا آباد

(۲۱) حساب و جزو فیصلہ کن ہو رہا ہے۔ چنانچہ امر دین شیعہ مرآۃ آباد

(۴۲) محکمہ قندہار کا مطالبہ پورٹ ٹرسٹ سے موجود اشیاء کی قیمت میں نہایت کمی ہو رہی ہے، یہ خبر پورٹ ٹرسٹ کے

حاصل کرنے کی مستعد و شستہ بنی رہے۔

تعارف ممبر ماہنامہ اعلیٰ تعلیم و تربیت

(۲۳) تو مٹھو کہ نہ دیرت دین کی ہے اس سے اس کا مطالبہ آج سے مت پھینکنا

چائے کی گھر میں وقت تو پہلے سے نہ رکتا تھا، محسوس موقوف سے سدا اہل اساتذہ و اساتذہ کی شخصیات

مکتبہ اہل بیت علیہ السلام

فَقَدْ وَاللَّهِ اَعْلَمُ

حقیر محمد شہزاد خٹک، ریسرچر، پبلک ایسیسٹنٹ

تفت مہ نامحمد اسامیل صاحب مرحوم مدینہ اے

(۳) حکومت نے ان قدر دلت جامعہ کی رہنمائی کی ہے کہ ان کی چھٹی نہیں ہے، بلکہ یہاں پر مذکور ہے کہ وہ دلت

سے مسائل غلطو فہم سوخ محکمہ قند، برقی قند میں جن سے قند شریعتی نہ ہری، چوتھا اکثر تزیینات

میں عامۃ الناس قبضہ نہیں رکھتے۔ جس کا انتخاب "رقہ نخی" کا تھا، کہے تو اس کا چاہئے۔

بدره رختی دانی در مرق سمیه و امیه

محمد حسن عقیلی عنہ

(۲۵) مسلمانوں کی قاضیوں کا نسب نہایت قدیم ہے۔ ان کے بغیر اس کے ہندوستان میں مسلمانوں

کو رنگِ زہد ہاں ہو رہی ہے۔

ہندو مذہب میں درختوں کی عبادت کے بارے میں مجھے یہاں تک یقین پورا ہو گیا کہ حکومت متحدہ (برطانوی) کی

بک تمامت کے صدور کی حیثیت سے مجھے مذکور کی جو خوبی رہی رہا ابھی سے کہ جس پر وہ ماکفیت اللہ

صاحب صدر جمعیت علماء ہند، علی پور۔ پتھک مدین عید، ابن صاحب فاضل تلمی کے دستخط میں اس

میں یہ تفریح حکومت سے قنہ ڈکے کتنے کا مطالعہ کیا ہے اور عمارات، قنہ، واقعات سے اس کی خدمت

• بیت کی ہے، لیکن مسلمانوں کو اس کے لئے اب باقاعدہ تحریک اور جدوجہد کی حاجت ہے۔

سید محمد رفیع

- (۲۶) ہندوستان میں قاضی شرعی کا سوا نہ رہی ہر معبود سوا ہے اس سے رست سے منحرف قاضی تشریف اور منہ رکھا اسد و ہو چکے۔ ہندو فتح اندین غشی عنہ سکوی۔
- (۲۷) ہندو ہمد حمید غشی عنہ قاضی مشہور ہندو رشیہ قندہ سید سکوی۔
- (۲۸) عہدِ حسین مستحکم رہے قندہ سید سکوی۔
- (۲۹) مشہور ہمد و پناہ رشی مشہور سکوی۔
- (۳۰) خیر مسعود ہمد سکوی۔
- (۳۱) ہمد سکوی۔

اس میں شک نہیں کہ شریعت محمدیہ زہرا اور ملت اسلامیہ عزائیں ابواب نکات، طلاق، نسب، وقف وغیرہ کے کثیر التعداد مسائل پر کثیرہ بدعات و حوادث اور باہمی نزاعات کا فیصلہ قاضی شرعی کے وجود پر موقوف ہندو طے بہندہ اسکی حالت میں سلطنت کی طرف سے محکمہ قضا کا قائم ہونا اور ہندو کے واسطے ایک ایسے شخص جو عالم و عادل، فہم و ہمد، ہندی یا مقرر ہونا اشد نہ دہی سے، راہِ مسلمات سے ہے، بل اسلام کا فرض ہے کہ اس کیلئے متحدہ کوشش اور سعی پیش فرمائیں تاکہ آئندہ مسلمانوں کو امور ہندو میں ناقابل برداشت معاصی کا سامنا نہ کرنا پڑے اور ہندو مسلمانوں۔

محمد نور الحسن رامپوری کان الہندہ

- (۳۲) اس میں شک نہیں کہ رست سے مسائل شرعیہ ایسے ہیں جو بغیر قضا، قاضی کے طے نہیں ہو سکتے، بل ہمد و پناہ بنے کہ نہانی کوشش کے حکومت سے قاضی کو مقرر کر لیں تاکہ وہ مسائل جو قضا پر موقوف ہیں طے ہو سکیں۔

واللہ سبحانہ اعلم

محمد معین ان حسین احمد دی مدرسہ ارشاد العلوم رامپور ہندو چاندور

- (۳۳) بیشک تقریر قاضی کی از حد ضرورت ہے۔ محمد ریحان حسین احمد دی

مدرسہ ارشاد العلوم واقع ریاست رامپور ہندو چاندور

- (۳۴) احقر حمد علی کان الہندہ

- (۳۵) بیشک تقریر قاضی موافق شریعت رہے۔ ہندو رشیہ۔

تور دہمید اللہ

الہندہ دی مدرسہ ارشاد العلوم رامپور

(۳۶) بد شہ مسلما نوں کے مذہبی معادلات وہ نظر رکھتے ہوئے کہ رفاغی کی سخت ضرورت ہے، اگر اس طرف حکومت کی توجہ مبذول ہو تو اہل اسلام کو چاہئے کہ رفاغی کیسے حکومت میں اپنی اپنی سعی و کوشش کے صرف میں کی طرح تلاش فرمائیں وہی خدا کا ارادہ ہے۔

خاکسار عبد اللہ رضوی چمار کی عطا شدہ ایاری

مدرسہ دارالعلوم رانیہ

(۳۷)

جواب

نائب قضا، ایک نہایت ہی اہم و رفاہی مسئلہ ہے جس کیسے مسلمانوں کو پروردگار و منظر سعی کرنے کی ضرورت ہے، رفاغی کاغذی نہ ہونے سے آئے ان مسلمانوں کو بعد ما مشکلات کا سامنا رہتا ہے، غیر مسلم برائیں جن کو مسائل کے تفسیر کا کوئی حق نہیں، نہ ان کا فیصلہ ان معادلات میں کوئی معتبر فیصلہ ہو سکتا ہے، وہ دہر دہر مسلمانوں کی قسمت کا فیصلہ کرتے رہتے ہیں، "رہے چاہے مسلم بھڑا زرا و دادا دانی ان محاکمات کے سامنے سر تسلیم خم نہ کرتا ہے جس سے تمام عمر طاعتین کی شرعی حرام میں کتنی سے رفاغی کاغذی نہ ہونے کی بدولت عمر بھر ہمارے حرام رہتا ہے۔

نمونہ کے طور پر مجیب نے چند مسائل بیان کیے ہیں اور اس سے بعد ہا مسائل کا انفصال بدوں نسب قضا، مائمن سے ہو رہا ہے۔

محمد رفیع الدین احمد غفرلہ مدرسہ شامی مسجد شاہی

(۳۸) واقعی سب قاضی کی شدت ضرورت ہے۔ محمد قدوس القدر مدرسہ شامی مسجد مراد آباد

جواب: صحیح محمد مجیب نور غفرلہ مدرسہ شامی مراد آباد

(۳۹)

جواب

واقعی سب قضا کی شدت ضرورت سے تمام مسلمانوں کو عموماً، "رہے ان صاحبان و خصوصاً مشفقہ طور پر کوشش کر کے درگاہ سے استدعا کرنی چاہئے کہ وہ دہر دہر مستند مسلمان میں نسب قضا، عقی عمر کے مسلمان رعایا کی مشکلات کا راز کر کے مشکوری کا موقع دے۔ فقہ و فہم و علم و علمہ"

کتبہ عبد الغنی محمد صالح الدین احمد غفرلہ

مہینہ منشی، نائب قاضی مدرسہ دارالعلوم، واقع مسجد شاہی مراد آباد

(۴۰) قاضی شرعی نہ ہونے کی وجہ سے مسلمانوں کو آئے ان جس قیوں کا سامنا ہوتا ہے خصوصاً صاحبان

کے وقت وہ غیر شیعہ شخص سے نہ ملے ہوئے ہو سکتے ہیں اس ضمن میں درخواست کے منصب قضا کا
تقریباً یہی ہے کہ وہ جو شخص اس میں شیعہ مذہب سے ہیں یا شیعہ مذہب کے مستحق ہیں۔

کتبہ برائے مسجد اقصیٰ میں مذکور ہے کہ یہ مسجد اقصیٰ ہے اور

(۸۱)

شہر مدینہ

جو بات قدرتِ کائنات پر لکھی ہے، اعمول شریعت اسلامیہ کے مطابق ہیں، بے شک کائنات
مطابق نسب و میراث کے مسائل عموماً ایسے ہیں جن کے فیصلہ و تنفیذ و تعمیل کیلئے قاضی شرعی یعنی حاکم
مسلمہ مدینہ کا ہونا ضروری ہے اور اکثر اہم صورتوں میں قضا کا قاضی شرعی ہی ہے جس کے بغیر
شرعی فیصلہ ناممکن ہے، یقیناً محکمہ قضا و امور قاضی شرعی کے نہ ہونے کی وجہ سے مسلمانانِ مدینہ و اسلامی
اصول معاشرت میں سخت مشکلات کا سامنا ہونا ہے لہذا اگر غرضت کی خدمت میں محکمہ قضا کی استعداء
نہایت ضروری و حق مذہبی ہے۔

فقیر ظفر حسین چشتی قادری

مدیر عربی اسلامیہ کالج احساہ - کتبہ

(۸۲) بے شک سندھ و عمان میں قاضی شرعی کا ہونا نہایت ضروری ہے۔

مدیر عربی اسلامیہ کالج احساہ

(۸۳)

شہر مدینہ

اس میں کوئی شک نہیں کہ مسلمانوں کی مذہبی ضروریات کے لحاظ سے مسلمان قاضی کا مقرر
ہونا حاکم مدینہ کے مطابق نہایت ضروری ہے بشرطیکہ قاضی نہ پائے جانے کی وجہ سے مسلمانوں کو سخت
تکلیفیں پیش آتی ہیں۔

فطال محمد عمر عثمانی

(۸۴) محبوب صحیح محمد ذوالفرقان مدینہ

(۸۵) مسلمانوں کی مذہبی ضروریات کے لحاظ سے اس زمانہ میں ایسے شرعی معاملات درپیش
ہو جاتے ہیں جن میں شدت و درت مسلمان قاضی کی موتی سے بغیر قاضی کے بہت تکلیفیں پیش آتی ہیں۔

خلیل احمد سبوتی عثمانی

(۸۶) شرعی قاضی یعنی مسلمان ہونا بعض مسائل شرعیہ کے لحاظ سے نہایت ضروری ہے۔

حذیفہ الرحمن عثمانی

- (۶۷) مذہبی نہ، ریاست کے نظریے کے قاضی کا سوا بہت بڑی ہے۔ اشتقاق احمد عثمانی عنہ
- (۶۸) بعض مسائل شرعیہ میں شرعی قاضی کی غت نہ، ریاست ہوتی ہے، مسلمانوں کو جو نعمت سے اس کیلئے درخواست کرنی بہت بڑی ہے۔ اشتقاق احمد عثمانی عنہ
- (۶۹) اس میں کوئی شک نہیں ہے۔ مسلمانوں کی مذہبی نہ، ریاست کے قاضی کا اس زمانے میں سوا نہایت بڑی ہے۔ شہداء اللہ
- (۷۰) بعض مسائل شرعیہ میں قضا، قاضی کی شہ نہ، ریاست ہوتی ہے اس کے قاضی کا سوا نہایت نہ، ریاست ہے۔ سید محمد اسحاق عثمانی عنہ الہ آبادی
- (۷۱) بعض مسائل شرعیہ میں قضا، قاضی کی غت نہ، ریاست ہوتی ہے اس کے قاضی کا سوا چاہئے۔ محمد مجیب اللہ عثمانی عنہ
- (۷۲) قضا، قاضی کا سوا نہ، ریاست میں قاضی کی نہ، ریاست ہوتی ہے اس کے قاضی کا سوا چاہئے۔ احمد الدین عثمانی عنہ الہ آبادی
- (۷۳) محکمہ قضا، نہ، ریاست کے قاضی کا سوا نہ، ریاست ہوتی ہے اس کے قاضی کا سوا چاہئے۔ محمد یوسف عثمانی عنہ
- (۷۴) قاضی کا سوا نہ، ریاست میں قاضی کا سوا چاہئے۔ عبدالحق عثمانی عنہ
- (۷۵) بعض امور شرعیہ کے حل میں بغیر کسی شرعی مجامعیت کے بسا اوقات بے انتہا جتنیں پیش آتی ہیں اس لئے کسی قاضی کا تقرر ہونا بہت بڑی ہے۔ محمد حسین حسینی امصہات عنہ
- (۷۶) بعض مسائل شرعیہ کیلئے قاضی کا سوا نہایت بڑی ہے اس کے کو جو نعمت سے قاضی کی درخواست کرنا بہت بڑی ہے۔ اشتقاق عثمانی عنہ
- (۷۷) بد شہ قاضی شرعی کی مسلمانوں کو بہت بڑی ہے۔ ریاست میں شہ نہ، ریاست سے کو جو نعمت سے سب قضا، کیلئے پروردگار، نہ، ریاست کے قاضی کا سوا نہ، ریاست ہوتی ہے اس کے قاضی کا سوا چاہئے۔ جیسا کہ تحریر ہے۔ سے وضع ہو گیا۔ بد شہ قاضی کی حاجت نہیں رہی۔ فقط حاشیہ اشتقاق عثمانی عنہ میرٹھ
- ۱۲ رجب المرجب

(۵۱) احمد دہلوی صاحب رحمہ اللہ کے یہاں

عہدہ قضاہ کی خدمات میں کے نفاذ کا کام ہے جس کی شہادت اسامیہ میں مآثر ضرورت ہے، زمانہ ہم کار رسالت پیچھے میں خود بخود سے جو کچھ حکم دیا ہے اس سے پرہیز کرنا ہوگا۔
مقرر منصب قضاہ کی عمل کیسوں فرماتے رہے بھی بہ آرام و خلفائے نظام نے بھی حضور کا اتباع کیا،
خلفائے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے عہدہ وقت کے قیام سے ہی مسند و قضاہ کی رہا۔

غرضیکہ جمہور اہل سادات عہدہ وقت و قضاہ کو زور دیتے ہیں جس سے آئے ہیں، امام محمد نے حسب قاضی و قضاہ حکم دیا ہے۔

(۲) قاضی صاحب حکومت ہونا چاہیے، قاضی کی شرائط میں اسلام، عاقل، بالغ، حر، غیر مجنون، وفی القذف ہونا داخل ہے، جس میں یہ شرائط نہیں پائی جائیں گی وہ حاکم نہیں ہو سکتا۔

(۳) بیت ماہ بلغ، فتح نکات، مفتوحہ، فتح نکات، مجنون، فتح نکات کی مدد وغیرہ ایسے معاملات ہیں جن میں قضاہ قاضی کی ضرورت ہے۔

(۴) معادرت مذکورہ، میں شہادہ غیر مسلم کا فیصلہ قابل عمل و نافذ نہیں ہو سکتا کیونکہ وہ کلمات مدعیہ سے ماہ قف ہے، اگر ربرہ کی طور پر واقف بھی موجب بھی یہ ماہ اقیست ہی کے مرادف ہوگا اس لئے قاضی کیلئے اجتہاد بھی نہ دے گی جیسا کہ ہدایہ میں ہے ویکون من اہل الاجتہاد۔

(۵) اگر مسلمان از خود قاضی منتخب رہیں تو شہادہ قاضی نہ ہوگا کیونکہ یہ بیت ایسے قاضی کو حاصل نہ ہوگی۔

(۶) قاضی اگرچہ حاکم جانہ و غیر مسلم کی طرف سے مقرر کیا جائے اس کا نصب جائز ہے، اس کے کلمات قابل عمل و نافذ ہوں گے، شہادت اسلامیہ میں ایسے قاضی کو قاضی متصور کیا ہے، ہدایہ میں ہے بجوز التقیمن السلطان الجائر کما یجوز من مدعی۔

(۷) نصب قضاہ، ایسے گورنمنٹ سے درخواست کرنا کہ اس آئینے ہر امکانی حد و جہد کرنا مسلمان ہند کا فرض مذہبی ہے، مسلمان دن مہربان سے مہمانت کرنا چاہیے جو اس کے ساتھی ہیں، ایسے مہربان حقیقتاً علماء مسلمین کا حق نہ اندکی، ان میں سے ان کی آواز حامد مسلمین کی آواز

ہوئی۔

وہ سب خوب

مرزا محمد عبدالغنی متذکر بنیادین

۱۷ رجب ۱۲۸۵

(۵۹) بے شک منصب قضاہ کا نام سے ایک نہ رہی حکم ہے، خصوصاً ہندوستان میں اس

کی شدت و رت ہے، وقت کا یہ کم ضبط و ضبط نہ چھوڑے، یہ منصب کا تہہ رہتا ہے۔

محمد عبدالسلام علی عنہ

مدرس اعلیٰ مدرسہ دارالعلوم، شمس العلوم بنیادین

(۶۰) جامعہ دارالعلوم حق و عدل، دارالعلوم بے شک ہندوستان میں بہت سے کالج

یہے موجود ہیں جو اہل سند اپنے وقت و جہت و چہلے چہلے بچوں کا ان کی تعلیم میں تیار دیتے ہیں،

تو ان میں بعض عورتیں جوان ہونے کے بعد اس کالج سے داخل ہوئی ہیں اور چھائی چاہتی ہیں

مگر چھائی کی کوئی سمجھ نہیں جتنی کہ ان کی زندگی میں چھائی سے، ان بعض بوقت ان میں بعض تہموں

(خودکشی اور حرام کاری) کی مرگب بھی ہو جاتی ہیں اور اسی طرح مفقود العالم (رہ پڑے) کی بیوی جی ہمیشہ

مہیبت میں رہتی رہتی ہے اس ملاو و دیگر موروثہ و ریس کے خود بھی وہ صورتیں ایسی ہو سکتی ہیں کہ

ان پر نگر کرنے کے بعد مڑی شعور و ضمیر سمجھ، آدمی کا نپ اٹھتا ہے، ان مہیبت زادوں کی چارہ

چوٹی کے واسطے اس وجہ سے رہائی کی کوشش و سعی کرنا چاہتا ہے، اس کو نہایت جاہد چونکہ ہمیشہ سے

پنی رعایا کی بہبود کی طرف توجہ مبذول فرماتی رہتی ہیں تو ان مہیبت زدوں اپنی رعایا کے اہل و عیال کی

ایسی ضرورتوں کا احساس فرما کر رہا فرماتے ہیں کہ یہاں تک کہ ممکن ہو رہا ہو، مگر یہاں تک کہ

شریعت محمدیہ کی رو سے اس عمل میں کچھ قصور نہ ہو، ان کی فیصلہ جات کے واسطے ہندوستان کے تمام

طرف و جنوب میں مقرر فرماتے ہیں، کافی توجہ فرما کر ان مہیبت زدوں کو اس کے واسطے دعا گو ہونا کہ

منصب حکومت کو، اسے فاضل مصلحت سے مانتے رہیں گے۔ بندہ ضعیف محمد عبداللطیف علی عنہ

۱۷ رجب ۱۲۸۵ سو فی بہت

(۶۱) واقعی امور مند بہ جواب کے واسطے نصب قاضی کی ضرورت ہے۔

احقر محمد عبدالرحمن علی عنہ

(۶۲)

حرفِ حق

واقعی مسلمانوں کی نسبت قاضی کا یہ خیال نہیں کہ وہ اس کے لئے بدوں اس کے ان
 حکام و اہل خانہ کے بغیر قضا کا حق نہیں رکھتا۔ قاضی کا حق یہ ہے کہ وہ اس کے لئے
 ضروری ہنگامات میں سے ہر وقت قاضی کا حق ہے جو ہر وقت قاضی کا حق ہے جو ہر وقت قاضی
 کے لئے مقرر کیا گیا ہو جس کی مسکن و حاکم و باطن و آواز و بیجا و مراد کو یہ اور قضا کے لئے
 قاضی ہونا، بلکہ وہی القضا فہم سوا قضا ورنہ ہے، ورنہ حق و باطل کا قاضی بنانا اب اس کے لئے منصب
 قضا کے خلاف ہے، اور یہی تحریک پر مسلمانوں کے لئے وہاں معصیت کے گناہ اور اسے معصیت میں
 قضا کا قاضی نہ کرتا، اور یہ بھی گئی ہے جن کو عجیب و غریب نے اس شکوک میں تشکیلات کیا ہے اور ان کے
 بار و بکلی میں اس وقت و قضا کے متعلق بہت سی صورتیں ایسی نکلتی ہیں جس کا انتصاب قاضی ہی کر سکتا
 ہے کسی حاکم پر مسلم کا فیصلہ معتبر نہیں کہ وہ ہر مصلحت میں غیور و حاد میں حکمت و عقیدہ۔
 اور یہی جہد کے مسلمانوں کا یہی شخص و جوہر خود قاضی بننا کافی نہیں بلکہ ہر وقت قاضی
 کا حق ہے (نہ چاہے وہ یہ مسلم ہو) اور یہی حاکم و قاضی ہے اور نہ اس کے لئے اسے ان امور میں جن میں
 قضا کا قاضی نہ کرتا، اور یہی جہد کے مسلمانوں کا یہی شخص و جوہر خود قاضی بننا کافی نہیں بلکہ ہر وقت قاضی

ہر وقت قاضی کا حق ہے (نہ چاہے وہ یہ مسلم ہو) اور یہی حاکم و قاضی ہے اور نہ اس کے لئے اسے ان امور میں جن میں
 قضا کا قاضی نہ کرتا، اور یہی جہد کے مسلمانوں کا یہی شخص و جوہر خود قاضی بننا کافی نہیں بلکہ ہر وقت قاضی
 ہر وقت قاضی کا حق ہے (نہ چاہے وہ یہ مسلم ہو) اور یہی حاکم و قاضی ہے اور نہ اس کے لئے اسے ان امور میں جن میں
 قضا کا قاضی نہ کرتا، اور یہی جہد کے مسلمانوں کا یہی شخص و جوہر خود قاضی بننا کافی نہیں بلکہ ہر وقت قاضی

۱۴۲۷ھ

مدرسہ دارالعلوم الدین زبیر محمد مدرس جامعہ تھانویہ

قانون انفساخ نکاح اور مسلم قاضی بل سے متعلق

حضرت مفتی صاحب رحمہ اللہ کی خدمات

کتاب ”حیدر آباد“ جس کی تفصیل مفتی سید عبد القدوس ترمذی صاحب مدظلہ کے مضمون میں درج ہے (میں خوش فہمی کے ساتھ اس کی تصحیح کرنے کے بارے میں ایک مسودہ قانون انفساخ نکاح ”کتاب“ کے نام سے مرتب کر کے جناب محمد احمد خان صاحب مدظلہ کے ذریعہ ہندوستان کی اسمبلی میں پیش کرایا گیا، یہ بل رے عامہ کیسے مشتہر کیا گیا، ہندو سب اور بعض آریہ سماجیوں کی طرف سے شدت سے اس کی مخالفت ہوئی، مسلم لیگ ممبئی نے اس میں کوئی دلچسپی نہیں لی، البتہ کانگریسی مندوبین اسمبلی نے ساتھ دیا، ۱۹۳۹ء میں اسمبلی میں یہ بل منظور ہو گیا جو ”قانون انفساخ نکاح اہل اسلام“ کے نام سے موسوم ہو، لیکن گورنمنٹ نے ”مسلم حکم“ کی وجہ سے قطعاً انکار کر دیا، یہاں تک کہ یہ خام کر دیا گیا کہ اگر اس موقع پر نہ دیا گیا تو وہ پورے قانون کو نافذ نہ کرنے دے گی، ہر حال وہ اللہ اس قانون میں نہیں رکھی تھی ورنہ قانون کی صورت میں منظور ہوا اس کا نقصان بل سے زیادہ تھا۔

حضرت مولانا محمد میاں صاحب رحمۃ اللہ مدظلہ یہ تحریر فرماتے ہیں:

یہ بل ۲۶ اگست ۱۹۳۸ء، ورہمچہ ۳۵، مرکزی اسمبلی میں زیر بحث آنے کے بعد ایک منتخب کمیٹی کے سپرد ہو گیا تھا، جسے جناب بحث کے دوران صاحب مدظلہ کے ”مسلم لیگ“ نے ہر قاعدہ حمایت کی تھی، لیکن ممبئی کی یہ راہ کی، کیونکہ اگر کارئی ممبئی کے ”مسلم لیگ“ کی قیدی (جو اس بل میں تھی) مخالفت کی، وہ پھر بھی کی نہ کر سکا، وہ جس نہ کیا جائے گا تو گورنمنٹ پر رے قانون کو نافذ سے روک دے گی (ماخوذ از رپورٹ اسمبلی)

ہر حال یہ بل ہی مقصد لینے پیش کر دیا تھا کہ ”مسلم قاضی“ ”کتابت“ ہندوستان میں رد عمل ہو جائے اور اس سلسلہ میں جو عملی باتیں تھیں وہ ختم ہو جائیں، گورنمنٹ نے اس بل کو تسلیم کیا لیکن افسوس کہ ”مسلم حکم“ جو شرط تھی اس کو تسلیم نہیں کیا جس سے اصل مسئلہ جوں کا توں رہا (جمعیت

عطا کیا ہے)

حضرت مفتی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے بھی ”حیدر آباد“ کا خدوہ امر قومات عظیمہ ان اہلی کو بھیج کر اس طرف توجہ دئی کہ ”نفسا نکاح“ کے قانون کو اس کے مطابق بنانے کی ضرورت ہے، ورنہ جب مجہول سبیل کی طرف سے اس قانون کا مسودہ شائع ہوا تب جی مسوۃ تیار کرنے والے اور چند دیگر حضرات سے تفصیل کے ساتھ خطا کر دیا گیا تھا کہ اس مسوۃ میں احکام شریعت کی رعایت نہیں کی گئی، مگر اس کے باوجود ”یکتہ نفسا نکاح“ اہل اسلام نمبر ۱۸، ۱۹۳۹ء کے شمارے سے جاری ہوئی ۱۹۳۹ء ایک قانون تمام برصغیر کی سندھیہ پاس کر دیا گیا جس کی دفعات کا اختصار شریعت مقدسہ کے خلاف تھا، حضرت مفتی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اس قانون کی خلاف اسلام دفعات کے متعلق اہل اسلام کو مطلع کیا اور ”قانون انفسا نکاح اہل اسلام کے متعلق ضروری ہدایات“ کے نام سے ۱۹۴۰ء دیوبند، سہارنپور اور رتھ نہکون سے تصدیقات حاصل کر کے شائع فرمایا۔

نہ درنی تمسید کے بعد حضرت مفتی صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں

سنتے نہ درن اسلام کی احکامات کیسے شائع کیا جائے کہ اس قانون سے غلط فہمی میں مبتلا نہ ہوں، اس قانون کی رو سے نکاح نکاح کے جو فیصلے ہو سکتے ہیں ان میں اکثر بہت کم ایسے ہیں جو شرعاً ناجائز ہیں نہیں آسکتے، کیونکہ اس قانون میں ایک بہت کم اور رعایت شریعت کا تعلق تمام یکتہ سے ہے وہ موجود نہیں یعنی شرع اسلام میں حکم کا مسلمان ہونا شرط ہے، غیر مسلم کے فیصلہ و شریعت اسلامیہ بالکل ہی کالعدم قرار دیتی ہے، خواہ غیر مسلم نے اپنے فیصلہ میں اسلامی احکام کی پوری رعایت کو ملحوظ رکھا ہو۔ دوسرے اس قانون میں بعض نمبر ایسے بھی ہیں جن کی بنا پر شریعت مقدسہ میں نکاح کی کسی طرح گنجائش نہیں۔ درجن نمبر میں یہی وجہ درج ہے جو شرعاً نکاح کیسے معتبر ہیں ان میں شرعی شرطوں کا ذکر نہیں رکھا گیا، مثلاً کے خور پر فہم (۷) و شائع کیا جاتا ہے

”(۷) کہ بیوی ہے جس کو اس کے باپ یا کسی دوسرے کے نے نکاح میں لیا تھا، انھیں دوسراں کی عمر و بچنے سے پہلے نکاح مذکور و تسمیہ کرے سے نکاح کر دیا تھا، شرط یہ ہے کہ رفاف کی تکمیل نہ ہوئی ہو“

اس نمبر میں یہ موثر شریعت کے خلاف ہیں۔

(۱) باپ اور دوسری بہت سے جو نکاح ہو ہوں میں بھی نکاح کا اعتبار رکھنا دیکھو کہ

میرزا فتح علی خان قزوینی

قانون اوقاف

بعض اوقات میں متوہدوں کی تیزی اور ایک مسودہ قانون کو تسلیم کر لینا یا یہاں جب وہ مسودہ
 کے حامی کیسے شائع ہو تو حضرت مولانا غلام احمد صاحب مہتمم مدرستہ مظاہر العلوم سہارنپور نے
 حضرت دوسری طرف قیام کی مسلسل صدائے مشورہ کیلئے ۲۴ مئی ۱۹۳۲ء اور ۲۵ مئی ۱۹۳۲ء
 دو پیندہ ورساں پور کے مہتمم صاحبان مع دیگر حضرات کے ساتھ قیام نہ بیٹوں جمع ہوئے لندن و مشورہ کے
 بعد فرمایا کہ حضرت قدس سرہ کی زیر نگرانی اس مسودہ پر تفصیلی نظر کر کے اس کے غائب و خواہ گئے کے
 ساتھ ساتھ دیگر ترمیم بھی کی جائے گی جن کے بعد یہ مسودہ شریعت کے موافق ہو جائے اس کام کے
 واسطے حضرت مولانا محمد شفیع صاحب، مفتی جمیل احمد صاحب قاضی و حضرت مولانا عبدالحق صاحب
 صاحب و تھوڑے دنوں میں ان تینوں صاحبان نے اس کے ایک چیز میں حضرت قدس سرہ کی رائے حاصل کرنے
 کے بعد اس مسودہ قانون پر ۲۴ دسمبر ۱۹۳۲ء کو حوالہ دیا کہ اس مسودہ حضرت قدس سرہ کے نقطہ سے مزین و موافق
 ہے فرمایا ۲۵ مئی ۱۹۳۲ء کو دو پیندہ میں تینوں حضرات مفتی صاحب و رائے صاحب سہارنپور و اس کے پیچھے
 عرض، ایک ترمیم پر پورے غور و خوض کے بعد بالحق منظور ہو گیا ۲۴ مئی ۱۹۳۲ء کے اس خط ثابت ہونے
 کے بعد دوسری طرف دیا گیا مسودہ کے طور پر نظامیت حسین نے ایک خط لکھا کہ اس مسودہ پر مکالمہ کی غرض
 سے ماہ ۲۲ اپریل ۱۹۳۲ء کو لندن آجائے ہمارے ہاں اس مقررہ پر نظامیت حسین صاحب شریف نے
 ان کے ہم دونوں جوشید علی خان صاحب، حاجی، جید الدین صاحب، حاجی رشید احمد صاحب بھی تھے اور
 دو پیندہ سے حضرت مولانا حسین احمد فی حضرت مہتمم صاحب اور سہارنپور سے جناب ماعظم صاحب اور
 حضرت مولانا محمد رفیع صاحب شریف نے ترمیم کی تھی کہ مسلسل مسودہ موافق رہی کا غلط صاحب نے
 بعض ترمیم و منظور کیا بعض میں ترمیم نہ کیا بعض کے متعلق غور کرنے کا حکم دیا گیا اس کے بعد ۱۱ مئی ۱۹۳۲ء
 صاف و صاف یہ خبر مل دی کہ وہ اجتماع ہوا اس میں علماء سہارنپور کے علاوہ حضرت مولانا مفتی غایت اللہ صاحب
 دہلی کی کوچی دعوت شرکت کی تھی آپ مع مولانا حفیظ الرحمن صاحب کے شریک ہوئے اس جلسہ میں اس
 مسودہ کے متعلق چند پیر ترمیم و تعلق سے ہوئیں ترمیم کے بعد بالحق دوسری طرف دیا گیا۔

مولانا مفتی محمد عبدالقدوس زید محمد ہمدردی جامعہ تھانویہ

خاکساری فتنہ کا تعاقب

پنجاب میں جب امامہ شرعی کا فتنہ ”تحریک خاکساری“ کے نام سے اٹھا اور امامہ شرعی نے ”ممودی کاغذ مذہب“ اور ”تہذیب ذوقیہ“ کتابیں لکھ کر اپنے عقائد و نظریات ہندو سوامی میں پھیلائے تو حضرت علامہ ابراہیم نے اس کا مقابلہ ”رافعہ“ اور ”تہذیب ذوقیہ“ کتابوں پر جو رد و تنقید و تبصرے لکھے، حضرت مفتی محمد شفیع صاحب رحمہ اللہ کا رسالہ ”کشی اسی دور کا ہے، مروجہ علم میں ریورس کے ساتھ ابراہیم نے بھی اس پر مفصل فتویٰ جاری فرمایا، جناب سید زید محمد باقی قادی صاحب مرحوم نے بھی ”اشتر فی سبیل مشرقی“ کے نام سے رسالہ تحریر کیا، نیز مولوی نور محمد فرید پوری مرحوم ریاست پنجاب نے بھی ”رحمت ہارکی نہ تامل رٹکنڈا ساری“ کے نام سے ایک مسودہ رسالہ اسی موضوع سے متعلق تحریر فرمایا تھا۔

خاندان مذہبی تھانویہ جنوں سے جنہی ایک فتویٰ اس سلسلہ میں جاری ہوا، حضرت مولانا ظفر احمد صاحب عثمانی نے یہ فتویٰ تحریر فرمایا، حضرت قدس حکیم رحمت مولانا تھانوی رحمہ اللہ کے علاوہ دانش دیوبند، ابراہیم کے ساتھ حضرت مفتی عبدالکریم صاحب عثمانی رحمہ اللہ کی تصدیق، تاسید جنہی اس پر موجود ہے، ہم رسالہ ”مشرق“ کا ”سلاطین“ نمونہ حضرت مفتی محمد شفیع صاحب ایوبندی قدس سرہ سے وہ فتویٰ مع تصدیق سے یہ ملاحظہ فرمائیے۔

خاندان تھانویہ جنوں سے تحریرات و فتاویٰ کے علاوہ دو مستقل مسودے بھی پنجاب میں دور رسین مقرر کئے گئے تھے، حضرت قدس حکیم رحمت تھانوی قدس سرہ نے اس دور میں حضرت مولانا عبدالباقی صاحب یوم کی رحمہ اللہ کے علاوہ حضرت مولانا مفتی عبدالکریم صاحب عثمانی رحمہ اللہ و بشیر مسعودی تھانوی فرمایا تھا، ان دونوں حضرت سے پنجاب میں دو ردائے مسلمانوں و مسلمات سے آگاہ کیا، وہم خطر سے اس کا تعاقب فرمایا، اللہ تعالیٰ کے فضل سے ان حضرت کو بڑی حد تک اس میں کامیابی حاصل ہوئی، مریوں بہت سے مسلمان اس فتنہ کے متردد میں پھنسنے سے بچ گئے جو حیدر مدہ علی حادث۔

خاندان مذہبی تھانویہ جنوں ضلع مظفرنگر سے اس سلسلہ میں جاری کردہ فتویٰ جس پر حضرت مفتی صاحب رحمہ اللہ کے دستخط بھی ثبت ہیں، رٹنڈا میں ہے۔

فتویٰ سے متعلق نہ بھون ضلع مظفرنگر

(۱) عنایت اللہ شرقی کی کتاب ”تذکرہ“ تمہارے سامنے ہے جس میں برادر اہل ذکر فرما رہا ہے، یہ خبیث کامیابی سے بھی نیا، مفید، راجح ہے، اس سے اس شخص کے کافر ٹھہرنا ضروری ہوئے میں کوئی شبہ نہیں، مسلمانوں کو اس شخص کی کتاب ”تذکرہ“ اور اخبار ”صدائے اسلام“ اور دیگر رسائل و اخبارات کی شاعت و شہرت کر کے بند کرنا چاہئے، ورنہ رات آتش برپا ہو جائے، یہ شخص بھی مجدد اہیت اور صد اہیت کے دغاوں سے بڑا رنہوت اور دہشت کا بھائی بنا چکا ہے، اللہ تعالیٰ اس کو دہشت گرد سے آئین۔

(۲) یہ دیکھ بھی کافر و مرتد ہیں جو کہ عنایت اللہ شرقی کے خیانت معلوم ہو جانے کے بعد اس کو چھو بھگیں، اور جن کو خیانت معلوم نہ ہوں ان کو اس کے خیانت سے مطلع کرنا چاہئے جس سے یہ رسالہ ”خانہ ساری نکتہ“ مسترد ہو جائے، چہرہ بھی اس کا ساتھ میں دینا تو ان کو کافر و مرتد سمجھنا چاہئے۔

(۳) اس شخص کا حکم بھی وہی ہے جو قبلہ ۲ میں مذکور ہو، ایسے شخص کی امانت ہاتھ نہ لانا اور اس کی اقتداء، حرام اور اس سے میل جول رکھنا شرعاً جائز نہیں۔

(۴) جن لوگوں پر حکم رہا، صدیق آقا سے ان کے نکات فوت گئے، ان کی بیویوں کو ان سے فورا ٹک ہوا چاہئے، ورنہ دھوکہ دھوکہ نہ ہو، سو بھڑکھڑی ہو چکی ہو، مگر کامل وہ صوبہ کرنے کا حق ہے، ورنہ مہسٹری نہ ہونے کی حالت میں بھی یہی حکم ہے، کیونکہ روت بختم موت ہے۔ ان لوگوں کی مار جتاڑہ کرنا نہ پڑتی جائے، ورنہ دھوکہ دھوکہ نہ ہو، سو بھڑکھڑی ہو چکی ہو، مگر کامل وہ صوبہ کرنے کا حق ہے۔

(۵) مسلمانوں کو مرتدین سے ترک مواصلت واجب ہے، اس جو ٹک عنایت اللہ شرقی کے خیانت سے وقف ہو چکا، اس کی جماعت میں شریک ہوتے اور اس کی تحریک و ترقی دیتے، ورنہ دشمن و غیرہ کے خیال سے اس تحریک خانہ ساری میں دخل ہوتے ہیں، ورنہ اہل فتنہ ہیں، ان کے خیانت کا خط دے۔ ورنہ ان کی کتابوں کا شائع کرنا یقیناً کفر اور بدعت ہے، امانت سے جس کا حرام و نفی ہوا، بالکل ختم ہے، ورنہ جو ٹک اس کی کتابوں کے مضامین سے واقف ہو، ان میں اللہ و رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ستم، کیا گیا ہے، دین کا مستحکم رُخ دیا گیا ہے، حدیث و قرآن اور صحیح پیرام، ائمہ دین کی توحید و نبوت سے بچہ جی ان کتابوں کی شاعت میں حصہ لیتے ہیں، یہ ٹک رضا، باکلو کی جہ سے کافر و مرتد ہیں، ورنہ کامیابی حکم سے جو دہشت گرد ہوا۔

(۱) بیچے رہنا سنت نہیں ہے، یہاں رہت سے یہ حضور ﷺ نے کن وقت اس سے کام لیا ہو مگر یقیناً
تو اسے حضور ﷺ نے نیا کام دیا ہے، مرنے کو حضور ﷺ نے سب امر علین فرمایا ہے، اس بیچے بچے کو
موت سے چھو بہت نہیں، جو شخص بیچے کو مسلمانوں پر روم کرے اور اس کو شہر رانا اور قتل کرے وہ جھوٹا
ہے، اور بیچے کو زم بھننا یا شہر رانا مقرر اور دنیا بدعت سینہ سے نکھو صاحبہ ایک مرتبہ قتل کا شہر رانا
ہو تو اس صورت میں مسلمانوں کو اس سے احتراز دے۔ و ختم ہو یہ سلسلہ جس طرح

حرر، اکتھ ظلم احمد علی ثانی عثمانی از خاندان احمد علی

۱۱ ربیع الاول ۱۳۵۵ھ

اس جماعت کا ہدف مولانا قاضی، رفقا، بھی آفتاب سے لیا، خاص ہے، ایسے لوگوں سے
مسلمانوں کو قطع تعلق دینا، جب سے درجہ ان تک ممکن ہوا ان کا متنازعہ نہ رہی ہے۔
سید مجید چیمرا کو فی مسلخ خانہ دلائیہ قتل نہ ہون
اس جماعت کے مجموعہ اقباس، انکس، یقیناً، احسان کفر میں، مسلمانوں کو ان سے بچنا دینا
و جب سے اس جماعت کا متنازعہ نہ رہی ہے۔

و ختم ہو یہ سلسلہ جس طرح احمد علی ثانی عثمانی از خاندان احمد علی
اس جماعت سے کسی قسم کا تعلق رہنا جائز نہیں، نہ تعلق کا، نہ اہمیت کا، نہ سلسلہ، وغیرہ کا،
و مسلمانوں پر واجب ہے کہ اس جماعت کی کسی قسم کی اعانت نہ کریں، نہ ان کے رسالوں اور اخباروں
کو دیکھیں، نہ خریدیں، نہ مٹائے، بلکہ سب سے بچنا ہے۔

مرقاۃ احمد علی ثانی عثمانی از خاندان احمد علی

۱۳ ربیع الاول ۱۳۵۵ھ

(حجۃ کعبہ، ص ۱۰۰) اکتھ عبد کریم متعلی عثمانی عنہ (مفتی خانہ)

مرقاۃ احمد علی ثانی عثمانی از خاندان احمد علی ۱۳ ربیع الاول ۱۳۵۵ھ
اس جماعت کے قتل، انھیں مجموعی طور پر کفر میں، ایسے لوگوں سے مسلمانوں کو قطع تعلق
کر دینا، جب سے۔ کتبہ شریف علی ۱۱ ربیع الاول ۱۳۵۵ھ

(ماہنامہ روم، شریفی کا سلسلہ، ص ۱۰۰) کتبہ شریف علی ۱۱ ربیع الاول ۱۳۵۵ھ

میرزا محمد تہجد احمد ترمذی زیر مجاہد حضرت صاحب

مسئلہ امارت شرعیہ

اور حضرت مفتی صاحب رحمہ اللہ

فقیر احمد حضرت مفتی عبد شکور ترمذی رحمہ اللہ نے اس مسئلہ کی تفصیل یوں بیان فرمائی ہے:

حضرت تھانوی قدس سرہ وفات کے بعد خانپاٹن ۱۹۶۵ء کے اہل میں جمعیت صاعیہ سے اس طرف سے سرگرمیاں میں امارت شرعیہ کے قیام کی تجویز سامنے آئی تو اس پر غور و فکر یہیں حسب سابق حضرت مفتی صاحب نے تھانویوں کی طرف سے فرمائی کہ "راجہ پندرہ اور سہارنپور کے ائمہ صاعیہ سے اس تجویز کے متعلق ہٹھکوں اور اس کے منہ رو منہ رو کی طرف توجہ دینی چاہیے جب جمعیت کے صاعیہ کے موقع پر ایک غصہ جہاں صاعیہ نے اس کا صعب شدہ غیموں میں مواہر یہ تجویز پر بحث کی تو صاعیہ نے اس کے حق میں اپنی اپنی آراء کا ظہار فرمایا مغرب کے بعد تک طویل مسدود رہا رہا رہا! شریعت مفتی صاحب نے خیرے مور پر اپنی تجویز رکھی۔

یہ تجویز کافی غور و فکر کی جاتی ہے اس پر عمل کرنے میں جلدی سے بہت بڑے بڑے منہ رو پیدا ہو سکتے ہیں اور میں نے دیکھا کہ وہاں سہارنپور کے صاعیہ سے ہٹھکے بعد یہ محسوس کیا کہ اس تجویز کے حق میں اس کے ذمہ بھی پوری طرف صاف نہیں ہیں اس سے اس پر غور یہی ہے وقت دیا جائے، مگر اس سے نہ حکومت مسدود ہے ہوتے ہوئے چونکہ امارت کی قوت و ثبوت حاصل نہ ہوگی اس سے اس سے ایک خدشہ ہے کہ یہاں مستقل نزع کا باب حل ہے۔

یہاں میں جہاں حضرت میرزا حسین احمد مدنی کی سمدارت میں مورہا حق حضرت مدنی نے جب دیکھا کہ یہ مسدود مت طویل ہو گیا ہے تو آپ نے اپنے اختیار سے کام لیتے ہوئے خیرے مور فرمایا کہ میں جسے وہ دوست نہ رہا ہوں، ایک سب سے بھی اس تجویز پر غور کرنے کیے مقرر رہا ہوں اور سب کمیٹی کے ممبران حضرت مفتی صاحب کے ساتھ شریعت کے ممبران سے پیدا ہوا مفتی کاغذیت اللہ صاحب کا تھا کہ وہ مسدود حضرت میرزا مفتی عبد کریم صاحب کا تھا کہ خانپاٹن میں وہاں رہا، کے نام تجویز کے

تسمیہ کر میں تو یہ ہارت صحیح ہو جاتی ہے۔ حضرت متقی صاحب نے سنتے ہی فرمایا کہ غزوہ موتہ کے اس واقعہ کو ہماری موجودہ حالت سے کوئی تعلق نہیں ہے یہ استدلال صحیح نہیں ہے بلکہ یہ قیاس مع التماثل سے رہنما۔ غیر مسلم حکومت میں تحت و بیعت نامہ مسلمانوں کا حق و اہمیت ہے یہ مسندِ نبویؐ پر ثبت ہے اور غزوہ موتہ میں یہ ہمیشہ کا تقاریر جو محمد بن سلام بن رضامندی سے ہوا تو محمد بن نبوت غیر مسلم کے باشندے اور تحت و بیعت کفار نہ تھے یہ قافار سے برہم پیار اور دوسرے مسلم ملک کے باشندے تھے یہ معروف اہل شہر کے یہ تحت و بیعت کفار میں اس سے یہ قاعدہ کل برائے سے محض غیر متعلق ہے۔

حضرت متقی محمد شفیق صاحب اس جو ب سے دست بردار ہوئے اور اس کی بڑی قدر فرمائی۔ (بزمِ شرف کے چہ شا)

فقیر الحق حضرت مفتی سید عبد الشکور رندی رحمہ اللہ

حضرت مفتی صاحب رحمہ اللہ بحیثیت مناظر

فی زمانہ کا قہر ہے۔ حیدرآباد کے علاقہ میں ایک مرزائی مبلغ نے مسلمانوں کو بدعت پریشان اور ٹک کیا سو قہر ہو گیا۔ وہ حضرت مفتی صاحب کی خدمت میں آئے مفتی صاحب مناظر دیکھتے ہی روتے، رات میں موٹر پر سوئی رستہ پر تھکے ہوئے سے لوگوں کو پریشان مونی، عرش کی نماز کے بعد حضرت مفتی صاحب اس قصبہ میں پہنچے اور پہنچتے ہی نماز وغیرہ سے فارغ ہو کر مناظر لگا، جس میں مناظر شروع ہوا۔ مناظر دو جامع مسجد کے محکم میں سو رہا، کئی نشست صبح کو جمعہ سے قبل تھی اور کئی کاخیاں تھیں۔ رات کے مناظر دس بجے کا مناظر، زور، رہا شامید مفتی صاحب تھکے ہوئے تھے اس سے رات کے مناظر میں مرزائی مناظر کی سخت گرفت نہیں فرمائی تھی صبح کے مناظر، جس سخت گرفت فرمائی مفتی صاحب نے فرمایا کہ رات کے مناظر میں ریوڑ زشتیاں کی جاتی تو یہ مناظر صبح کو مناظر دیکھتے، یہ آتا اور بھاگ جاتا اب شامید جمعہ کے مناظر دیکھتے نہ آئے چنانچہ مفتی صاحب کا اندازہ صحیح نکلا اور وہ مناظر نہ آیا چنانچہ لوگ اس کے گھر گئے مگر اس نے یہ کہہ کر بھاگ دیا کہ میں آتا ہوں توڑی ہیں کے بعد لوگ اس کے گھر گئے اور وہاں باخوڑ مناظر لگا دیا میں آیا مناظر وحیات مسیح صلی علیہ وسلم کے بارے میں تھا اس نے معاملہ ٹریفک میں سرسورہ لگائی مشہور آیتیں پڑھاں اور کئی مسائل مفتی صاحب نے جب جواب دیے تو وہاں ہاتھ ہونے پر بعد کے مجمع میں کہنے کا کہا، کیجئے۔ وہ مناظر دیکھ کر کہجئے مفتی صاحب نے فرمایا کہ مناظر دیکھو اپنے وقت پر پتھر ہوگا اگر آپ کو جواب نہیں آتا تو چھ جائیں اس نے ہارت و قیمت سمجھا، بڑی دمت آمیز شکست کے بعد تمام مسلمانوں کی موجودگی میں جلسہ سے ٹھکر چلا آیا حضرت مفتی صاحب عصر کے وقت تک عطا و شہادت فرماتے رہے حق کی فتح، رہا ٹک کی شکست کا لمحہ وہ سب مسلمانوں نے جلی آنکھوں سے دیکھا۔

دوسرا مناظرہ

ایک مرتبہ ہمارے سرکاریوں نے جلسہ کا اشتہار دیا، اس میں یہ بھی لکھا جو جلسہ چاہے جلسہ میں ائمہ غائب ہو سکتے ہیں۔ مفتی صاحب تو نہ جنوں سے اپنے سر اس جانے آیت را چہ رہا شریف۔ دے تو لوگوں کے یہ اشتہار دیکھ کر حضرت مفتی صاحب نے پتا سفر ہتھی کیا، رات بھر جلسہ مراہوں میں پہنچ گئے

حضرت مفتی صاحب نے مقررہ وقت پر پہلے انحضرت کے انہوں نے پہلے تو جواب دیے تو کوشش کی
جب رفت خست ہوئی تو آثار میں یہ کہہ کر جسٹس خواست کر دیا گیا کہ ہم ٹیبلہ اور میز پر بیٹھ کر کوہفتہ
میں کام کیے بھی جا سکتے ہیں۔ جواب دیا کہ کافی حصہ نہ رہتا ہے اب ہم معذرت خواہ ہیں حضرت مفتی صاحب
نے فرمایا کہ چھاپہ جسٹس خواست کمال اتقیدان میں ہم مسلمانوں کی طرف سے جسٹس کو آپ صدام
کہہ دیتی ہو کہ اسے جسٹس میں آئیں اور ان کے جسٹس کو انحضرت کے جواب دیے۔

گلی شب ان میدان میں جسے مولانا حضرت مفتی صاحب نے ایک تفصیلی تقریر حیات مسیح
علیہ السلام پر فرمانے کے بعد فرمایا کہ اب میں صبح تک ان جگہ ہوں جس کا اس چارے وقت افسوس ہے اور
جو بے ہارہی طرف سے وقت گزرنے کا اندازہ ہوگا مرزا میوں میں سے ایک شخص اٹھا اور کچھ
امتصاصات کے مقرر مفتی صاحب نے ان کو یہی فرمایا کہ بد بے ہارہ مرزا میوں کے اور
یہی کہتے ہیں کہ اس کا جو بقیہ ان سے منگو یہ جانتا ہے مفتی صاحب نے فرمایا کہ میں آپ
کو چھ ماہ کی صبر و قیاموں کا جو بے ہارہ منگو دیجئے مگر انہوں نے شکوے سے بظنی یہ راستہ اختیار کیا تھا۔
مفتی صاحب نے ان سے کہتے ہیں کہ مرزا میوں کے قلوب پر مسلمانوں کا اتنا رعب
چھا گیا کہ وہ ہمارے میں قیام میں جبکہ عام نہ کر سکے اور چہ تمام عمر یہیں ان کو ایسا سبق ملے کہ
انہوں نے یہ ہمیشہ چھوڑ دیا کہ ہم شخص جسے میں عتہ بخش کر سکتا ہے۔

بہار کی فصیح زبان میں مناظرہ

یہ دیکھناظرے تو ایسے ہیں جن کو میں نے پچترم جو دیکھا ہے، ایک اور مشاہیر رہنما طرہ جات کہ
کرامات موضع، ہزرقی میں مسک خفگی، در ط حدیث کے درمیان ہوا، یہ دیکھناظرے کے درمیان میں
پڑھنے کا ہے۔

اس مناظرہ میں حضرت مولانا مفتی محمد صاحب جو مدثر سے، اور حضرت مولانا محمد ادریس صاحب کاندھلوی اور مولانا عبدالحق صاحب دارالعلوم، پیند سے، مولانا عبدالحق صاحب امیہ سے تشریف لے گئے تھے مولانا صاحب مرحوم کا ان ایام میں زبردستی قیام مدد رسہ عثمانیہ کی نگرانی کی وجہ سے شہداء و شہداء کے مراں میں تھا، آپ جسکی بہتری تشریف لے گئے، اہل حدیث کے مشہور مناظر مولانا

عبدالستار کام غریب اہل حدیث تھے، موضوع منظرہ میں یہ مسائل تھے، فاتحہ خفہ، امام اور نکاح محرم سے تہہ و حدود، دونوں مسئلوں پر حضرت مولانا محمد صاحب نے منظرہ پڑھایا اور تارک صلوٰۃ کے غیر کئے موضوع پر حضرت والد صاحب مرحوم نے شاندار منظرہ پڑھایا، یہ منظرہ، یونکہ بازار میں تھا جس میں عداوت سے مسلمانوں کے مابین خونریزی ہو چکی تھی، اور اس میں ایک سو تین منظرہ دیکھ کر سے تھے اور سب کی زبان سے یہی نکل رہا تھا کہ جتنی جیت ہے۔

میں نے یہ سب دیکھا، فقہاء کے جواب میں والد صاحب نے کھنڈوں کے بغیر بیانیہ شریعت کا جواب دیا، جو یہ تھا کہ جانب مخالف سے یہ ہوا گیا، ایک حدیث میں تارک صلوٰۃ کو شرک سے تعبیر کیا گیا ہے، قرینہ وجہ سے حجتی معنی میں مراد میں، حضرت والد صاحب نے فرمایا کہ شرک میں بھی شک ہے، اور حدیث میں حسب وجہ فقہاء نے کہا کہ اس پر شہد ہونا چاہیے، کیا یونکہ حلف اللہ کی ہے، ایک بھی حجتی شرک نہیں ہے، بالخصوص حدیثوں میں صریح و بیہودہ ہے جس سے حلف اللہ کا ثبوت ہو رہا ہے۔

دوسرے تارک صلوٰۃ محمد مہتمم میں ہی کفر ہونا تو غور، خندق میں بھی بہتر اور رشوا حضور ﷺ کی بھی تو نارفتہ، موافق تھی اس کا یہ جواب مولانا مفتی صاحب نے دیا، جواب موافق ہوئی ہوئی ہو گیا، رہنا ظہر و شہر ہو۔
غیر مقلد عالم سے گفتگو

ایک مرتبہ ایک مشہور اہل حدیث عالم، چچوہ کے خواجی دیہات میں دورہ کر رہے تھے، والد صاحب کو بھی ایک صاحب کی کاؤں میں لے گئے، پھر ان کاؤں نے اس وقت پہنچی مگر والد صاحب کو جنگل ضروریات کیسے چاہا تھا، وہاں آئے تو مار موچھی تھی، آپ نے اپنے ہم ایسوں کے ہم دیگر جرحیت مسجد کے، ان میں ترقی، جی والد صاحب مرحوم، ہمارے قریب نہیں ہوئے تھے، ان حضرات سے آپس میں طے کر لیا کہ جرحیت گانیہ فی مسجد کے مسئلہ پر ہی ہو، ماسے گفتگو کی جائے، چنانچہ انہوں نے یہ مسئلہ ایک کی حدیث نکالی، رہنا ہمارے قریب ہوئے، والد صاحب کے سامنے کھڑے ہو کر کہی، والد صاحب نے، چچوہ کتاب بند کر دی، ایک عامان میں سے بولے، آپ سے چیرہ ہا نہیں، والد صاحب نے فرمایا کہ آپ سے حدیث اخلاقی تھی میں نے اس کو چیرہ یا چھینے

جیسے نہیں فرمایا، آپ کا کیا مقصد ہے فرمائیے، انہوں نے چہ اس حدیث کو تائید کرنے کا ارہا کہ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ حضور ﷺ نے دوسری جماعت مسجد میں کی تھی مگر آپ نے مسجد کی فقیہیت کو ترک کر کے خاریق مسجد دوسری جماعت کی، واللہ صاحب نے فرمایا کہ اس حدیث سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ دوسری جماعت مسجد کے اندر کی تھی، حدیث میں کوئی ایسا نکتہ نہیں ہے، ایک عام رائے ہے کہ ۱۱۹۹ نے اس حدیث سے یہی سمجھا ہے کہ یہ جماعت مسجد کے اندر کوئی سے اس واسطے ۱۱۹۹ نے ترجمہ باب میں فرمایا کہ مسجد کی قید کافی ہے، یہ ادا ہونا کا استنباط ہے۔

واللہ صاحب نے فرمایا کہ عام یا ضمیمہ جو ۱۱۹۹ سے ہر طرح مقدم ہیں ان کا استنباط یہ ہے کہ یہ جماعت ثانیہ خاریق مسجد تھی، اور ان کی دلیل و حدیث سے کہ حضور ﷺ ایک مرتبہ جماعت سے روکے تھے تو آپ نے اپنے اہل کے ساتھ حجرہ میں جماعت کی تھی، اگر مسجد میں جماعت ثانیہ افضل ہوتی تو آنحضرت ﷺ بھی فقیہیت مسجد کو ترک نہ فرماتے، اس پر سب خاموش ہو گئے اور اس میں مکالمہ نہ ہو سکا، شکر ہوئی اور رنگو کا رنگ دیکھو برا گئے ہاتھ نہ کرنے کی سی دہشت نہ ہوئی۔

کہ تحریک پاکستان میں ماہنامہ شبیر محمد عثمانی کے ساتھ ساتھ بے شمار قائدوں نے بھی شبہ و زکا کا مکیا یہ قائدہ گہرائی مدھنیہ پاک و ہند کے چپے چپے پر پھیلے ہوئے تھے ان سب کا نام ہمارا مقصد نہ دیا جائے تو ہر شبہ ایک عقیم و فتنہ مرتب ہو سکتا ہے یہاں صرف مذہبی و مذہبی چند ممتاز قائد کا نام دیا گیا ہے۔ اس کے علاوہ حضرت خیمہ مست حق دینی کے تمام علماء اپنے شیخ معتمد کی طرح تحریک پاکستان اور مسلم لیگ کے دس سے کافی تھے جنہوں نے قیام پاکستان کیلئے ہندو رکنی جدوجہد کی۔

حضرت خیمہ مست حق دینی کا طبعی مہیا ان مسوئی کے ساتھ تھیں وہ ایک تعلیم و تربیت اور اصلاح مت و مذہبیت کی طرف تھے اس سے بھی خود پر پانی اور مٹی کیوں میں ہوا راستہ جس سے بیٹے کی ذہنیت نہیں آتی اور نہ آپ کی سیاسی جماعت سے منسلک ہوئے البتہ جب کبھی ملک میں دینی سیاسی تحریکات ہوتے تو آپ اس کے بارے میں ایک ماحول میں رہتے ماحول میں ہونے کی حیثیت سے اس کی شرعی حیثیت سے لکھنا نہ نظر آتا تھا اس کے برعکس، عواقب واضح کرتے اور ملت کی مہم پر دینی رہنمائی کا فریضہ ادا کرنے میں کبھی دریغ نہ کیا اور اس انداز میں نگرین شروع میں ایک اعتدال پسند جماعت تھی لیکن بعد میں خاص ہو گیا کہ اس کی کارروائیوں سے مسلمانوں کے مفادات و ذمہ داریاں متاثر ہونے لگیں سکتا ہے تو حضرت حق دینی نے مسلمانوں کو مشورہ دیا کہ وہ اس سے الگ رہیں اور اپنے آپ کو کھم کیلئے وقف کر دیں اور ان کی باتیں یہ تھیں کہ کانگریس میں چونکہ اکثریت غیر مسلموں کی ہے اس سے اس جماعت کی اصلاح ناممکن ہے حضرت نے ان کے خیال میں کانگریس کی مقبولیت کی اصل وجہ یہ تھی کہ انچو مسلمان اس میں شریک تھے یہ ہندوؤں کی پیچھے سارے ہندوؤں کی مقبولیت اور مسلمانوں نے رند دیا جب تک مسلمانوں کی شرکت نہ کی تھی کسی نے کانگریس کا نام نہ لیا تھا اور خدا نخواستہ یہ جماعت ہندوستان میں نہ صرف رائی تو یہ جمعی ہندوستان میں ہی نہ رہے بلکہ جوہر شو یک نہ رہے ہیں۔

اس زمانہ میں جمعیت علماء ہند کا اجلاس دہلی میں ہوا حضرت مولانا حق دینی و جمعی شرکت کی دعوت ملی جواب میں تحریر فرمایا:

• تمنا ہے مجھے اس رائے پر دست چلتے ہوئے ہوں کہ مسلمانوں خصوصاً علماء کانگریس میں شریک ہونا میرے نزدیک مذہباً ممکن ہے بلکہ کانگریس سے بیزار کی حالت میں ان کا نام نہ لیا جائے اور ان کے علماء و خود مسلمانوں کی عقیدہ گہرائی چاہئے۔ ہر مسلمانوں کو کانگریس میں داخل ہونا اور داخل کرنا میرے

ہر ایک نئی موت کے متعلق ہر ایک ہل چل رہا ہے۔ میں نے ہر گزرتی میں شرکت اس وجہ سے کرتے ہیں کہ اس پر مسلمانوں کا قبضہ ہو رہا ہے اور غلبہ ہو رہا ہے۔ اسی لیے اس کا حصول مسلمانوں میں زیادہ آسان ہے۔ یہ کہ مسلمانوں کے اہل بیت آج بھی چنانچہ مسلمانوں کے بڑے بڑے رکات نے مجھے ملے۔ یہ کہ حضرت علامہ رائف رائے کی اہل بیت آج بھی ہیں اور انگریزی تو خود اپنا تاج بناتے ہیں اور غلبہ پانا مشکل ہے۔

غاصد حضرت خیر متقی نوری میثم سے مسلمانوں کی ایک تنظیم کے حوالے سے اور انگریزوں کی سخت مخالفت کی تھی کہ جب تک مسلمانوں نے انگریزوں کا ساتھ دیا اس وقت تک حضرت نے مسلمانوں کا ساتھ نہیں دیا اور جب مسلمانوں نے انگریزوں سے ایک موافق حضرت نے اعلان کیا مسلمانوں کی حمایت فرمائی۔

حضرت مولانا مفتی سید عبد کریم صاحب مدظلہ العالی جو حضرت خیر متقی نوری کے معتقد خاص تھے وہ بھی سیاسی مسئلہ اور سیاسی نظریات میں اپنے شیخ حضرت خیر متقی نوری کے مسلک کی غرض سے پابندی کرتے تھے اور انگریزوں کی شرکت اور اس کے نظریہ قومیت کے متعلق سخت مخالف تھے۔ یہی وہ دینی امور میں حضرت نوری آپ سے مشورہ طلب فرماتے اور کسی جماعت یا سیاسی شخصیت سے گفتگو کرتے حضرت نوری اپنی جانب سے آپ کی کوئی چیز کرتے تھے۔ قاضی محمد علی جناح سے ملاقات کرتے جو وہ حضرت نوری کی جانب سے روانہ کئے جاتے تھے ان میں حضرت مفتی عبد کریم صاحب مدظلہ العالی شریک کیا جاتا تھا مسلم لیگ کے سالانہ اجلاس پٹنہ منعقدہ ۲۶ دسمبر ۱۹۲۸ء کو حضرت نوری نے ایک تجویز دے دی کہ جس میں حضرت مولانا ظفر احمد عثمانی مولانا ماسک حسن چاند پوری مولانا شبیر علی تھانوی مولانا محمد شفیع صاحب مدظلہ العالی مفتی عبد کریم صاحب مدظلہ العالی شامل تھے۔ اس وفد نے قاضی محمد ظفر دہلوی کی قیادت میں اس کا اثر یہ ہوا کہ مسلمانوں کا جو اس وقت تک یہ نہ سمجھتے تھے کہ سب صاحبانِ ہندو پانچویں قاضی شریک امامت میں قائم حضرت سمیت نوری ایک کھنڈہ فرسہ ہمارے ہیں۔

یہ طریقہ ہماری جنگ غصہ شریعت ہونے پر اور غصہ نے اسمبلی میں ہندوستان کی طرف سے فوجی مدد دینے کا ایک ہل چل گیا جو آج بھی ہمارے مشہور سے اس کی انگریزوں نے بڑی مخالفت

کی مرقاۃ عظیم نے سنی حمایت کی اس پر قلم عظیم اور مسملیم کے خدو کا گہرا اثر ہے آسمان سر پہ
 تھا یہ مرقاۃ عظیم و جہاں مریخ شرمسار کر دیا اس کا یہ اثر تھا کہ تینوں ملک بھی جا پہنچا اور کانگریس
 زور دے کر آری مل کی آڑ میں حضرت تھانوی وقار عظیم سے ہشت کھینچے کیسے طرح طرح کی
 چالیں چلیں شرمسار ہیں مسلسل پہ پہنچنے سے حضرت کو بھی پہچاننا ہوا مگر حقیقت اس سے
 کچھ ہونے بغیر آپ نے اپنی طمان شائع کرنے سے انکار کر دیا اور ایک وفد جوہو، ماشہر علی تھانوی،
 مولانا ظفر احمد عثمانی، مولانا مفتی محمد شفیع دیوبند کی اور مولانا مفتی سید عبدالکریم مسعودی کی پر مشتمل تھانوی
 قلم عظیم کی خدمت میں ملی بھیجا کہ ان سے معلوم کرے کہ انہوں نے آری مل کی حمایت کن وجوہات
 کی بنا پر کی۔ وقت مقرر ہو یہ وفد مل پہنچ گیا وفد نے قلم عظیم سے آری مل کی حمایت کی وجوہات
 دریافت کیں قلم عظیم نے تفصیل سے سنا، کہ اس وفد مل کی حمایت کی جو وجوہات بیان کیں ان کی
 تفصیل ”سیرت شرف“ میں دیکھی جاسکتی ہے یہاں اس کی گنجائش نہیں ہے صرف یہ بتانا مقصود ہے کہ
 حضرت مولانا مفتی عبدالکریم صاحب نے اپنے ہر دور شد کے سیاسی مسئلے کے تحت تحریک پاکستان
 اور مسملیم کی عملی حمایت کی اور مجلس جوہو ملکی کے پہلے راجہ کے مطابق مسملیم کے رہنما، ذوالفقار علی
 خان بھٹو بھی مدد دی۔ (جوہو راجہ شریک پاسبان کے عقیدہ پر مبنی)

علامہ کیلئے مشورہ

حضرت خلیفہ مسلمان شرف علی تھانوی کے سیاسی اور نظریات سے متعلق آپ کے نثر
 مضامین کا یہ پر مشتمل کتاب ”فوائد شریفہ مسائل سیاسیہ“ کلام سے حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب
 نے مرتب فرمائی تھی اس میں ”علامہ کیلئے مشورہ“ کے عنوان سے حضرت مفتی عبدالکریم صاحب مسعودی کی
 ایک قیمتی تحریر کو درج کیا گیا ہے۔ جس سے سیاسی مسائل میں حضرت مفتی عبدالکریم صاحب قدس سرہ
 کی چھٹی، اصابت رکے بغیر خلیفہ مسلمان حضرت تھانوی کا آپ پر گہرا اثر تھا اور اسے آپ کی دلچسپی ہے:

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بل علم کا کسی سیاسی جماعت میں ہر قاعدہ شامل ہونا تو مستحکم و مفید و نایاب سے خالی نہیں
 نہیں ان کیسے اس کی حکمت ضرور ہے کہ شاعت کلام دیکھ کیلئے ایک جماعت بنائے جو نہایت
 مستعدی اور کامل خلوص و توفیق کے علاوہ نہایت جسوری و شجاعت کے ساتھ مسلمانوں کو احکام دینی کا

پابند بنانے کی سعی کرے کیونکہ زیادہ تر تباہی مسلمانوں کی ہی وجہ سے ہے۔ مذہب دین سے وابستہ لوگ ہیں اس قسم کی بدعت نہیں حضرت قدس کے سوا کسی سے سعی کی امید نہیں لیکن نظم و نسق کا کام اچھٹن سے بھی خالی نہیں ہے اس بدعت سے ہماری فکری ضرورت ہے اور اس کا انتظام بدعت تحریک چند ہزاروں سے اس واسطے یہ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ کوئی معتد عالم بالکل حضرت قدس کی مشاء کے موافق خاندان سے ملے ہو، ان قبیلہ میں یا ان کی جگہ (جیسی مصیبت ہو) بدعت قائم کریں اور ان کا نظم صاحب کی مدد و نگرانی سے ہو جسے خدائے حضرت مر پرانی فرماویں اور حضرت دہلوی صاحب اس بدعت پر عقائد کا مدین فرماویں اس طرح ان شاء اللہ نفع ہے حد موافق اور حضرت مدظلہ کی طبیعت پر بار بھی نہ ہوگا، مگر۔ (ماہنامہ مفتی، ستمبر ۱۹۶۱ء)

مکتوب بنام حضرت مفتی عبدالشکور ترمذی رحمہ اللہ

جمعیت، دہلی نے جب کانگریس کا ساتھ دیا، تقسیم ہند کی مخالفت کی تو اس وقت مسلم لیگ نے مسلمانوں کیلئے ایک علیحدہ ملک اور خطہ کا مطالبہ کیا، حضرت حکیم الامت رحمہ اللہ اور آپ کے متعلقین، جناب نے اس سلسلہ میں مسلم لیگ کی کھل کر حمایت فرمائی، پاکستان کے قیام کی جہ پر سعی و کوشش فرمائی، اس کے ساتھ ہی کانگریس سے تعاون کیا جائز قرار دیا۔

حضرت حکیم الامت رحمہ اللہ کی فکر میں جوہا، رام کانگریس کا ساتھ دے کر پاکستان کی مخالفت کر رہے تھے وہ خطا، پر تھے اور حضرت کے نزدیک ان کی یہ خطا، اجتہاد کی خطا، نہ تھی، حضرت کے اس موقف پر رہے سب ائمہ ہو جو حضرت مفتی عبدالشکور صاحب ترمذی رحمہ اللہ نے اپنے والد ماجد حضرت مفتی عبدالعزیز صاحب مظلومی رحمہ اللہ کی مکتوب میں بڑے مدلل انداز میں لکھ کر بھیجا، حضرت مفتی صاحب رحمہ اللہ نے اس کے جواب میں جو تقریر بھیجی اس کا نام حضور احمد رضا علی

لاحت لاصہ۔۔۔ لکھ رہے، ذیل میں اصل میں ہے۔

قبیلہ، حبیب، جناب، مد صاحب مدظلہ، حق، رامت شمس فیوضہ دار

سید عیسیٰ، رحمۃ اللہ علیہ

معروض خدمت:۔۔۔ رجعت آنکہ ایک عرصہ سے استقامت باکبار کے متعلق اہل علم حضرت میں تحریر و تالیف جو خلاف چل رہا ہے اس کے سننے پر دیکھنے کی نوبت آتی رہتی ہے ان

منہا میں کے کٹاؤ کا تو فیصد ذمہ نشین ہو چکا ہے۔ عوامی میں غلو یا راستہ میں قی غشی کا پتہ نہیں
 جاتا ہے کبھی بچے تھیں سے بھی دریافت کیلئے سے کچن ایک اشیاں خوراک کی طرح ریفٹ میں وہاں وہ
 کہ کانگریس نے مذہب وغیرہ کے تحفظ و احصاء منظور کر رکھا ہے اور بھی ان کی جو پڑشہدات میں وہ خلاف
 کہہ دیتے ہیں تو یہ کچن جمعیت میں نہ ملے کہتے ہیں نہ کسوت بعد قیام اور تحقیق کہتے ہیں پھر اس
 صورت کو صرف میں بتاؤ پھر وہ خود یقینی طور پر کانگریس میں انفرادی اور ریڈاٹو سے اس شرکت کو اپنی کھلی
 متابعت قرار دینا جس میں جتنا وہ خلاف رہے ان کی کچن میں نہ ہو اس میں خوراک میں سے موجود اشیاں
 اور تندرست و خوب پر نظر کر کے اس شرکت کے عدم جو زکارانہ موافقت میں نہیں رہا مگر یہ اشیاں ان
 وجہ تک ہوتی ہے کہ جو حضرات ایک نئی سے مصالح و مفاد حاصل ہونے کی خاطر اجاب ہاں سے گلی
 اعتراض کرتے ہوئے کانگریس میں شامل نہیں ان کے شمول کو خلاف قرار دیا۔ یہ معصیت کس بنا پر قرار دیا
 جاوے جبکہ روایات حدیث و فقہ سے بعض حالات میں ممانعت معلوم ہوتی ہے، بعض حالات میں
 جائز، اور نظام یہ معلوم ہوتا ہے کہ اصل یہ مسئلوں کی معصیت نہ ہے، اس سے یہ خیال نہ کیا
 معصیت اور منفعیت میں رہے، یہ خلاف کیوں نہیں ہو سکتا، اگر ہو سکتا ہے تو جو حضرات اس شرکت کو
 مانع سمجھ کر شرکت کر رہے ہیں وہ کیا کیوں ہوں گے جتنا وہی خطا کے سبب معذور کیا جاوے گا اس کی
 معافی نہیں ہے یا نہیں؟ جناب کی طویل علالت طبع اور جھوم مشاغل اور دیکھتے ہوئے ایسی تکلیف دینا
 مناسب نہیں مگر مسئلہ سمیت اور اشیاں کی قوت کے باعث مجبور تہیہ دینی کی تہات کرتا ہوں امید
 کہ اس مسئلہ پر جی جی فرصت میں کسی قدر تفصیل و وسط کے ساتھ یہ قلم کار کے ممنون رہا یہاں ہے۔

السلام مع الاکرام

جواب از حضرت مفتی عبدالکریم مستملو کی رحمہ اللہ

نہ سہی

شکریہ محترمہ فی تحقیق احکامہ

نور چشم قاری عبد شکور، مہاجر، امرتسر

سید رفیع

مسرت عامر موصوں جواب تک پوری تفصیل سے جواب کہنے کی قوت اور فرصت نہیں رہا وہ

تائید کرنے کے لئے جو بڑی باتیں ہیں، ان شاء اللہ تعالیٰ اس سے متعلق ہو جائے گی
مگر ان چیزوں میں شہرہ جائے گا مگر رہنمائی نہیں۔

موت کا خدشہ ہر وقت آتا ہے، اس میں موجود ہے، اور موت کا منہ صرف قیامت میں
منہ نہیں بند ہوتا، ہر وقت قیامت و ستائش کی شمل سے جیسا کہ مسرین نے تحریر کیا ہے۔

تقریباً اس میں سے جو عدل (الحکم) ہی (قوله) و لا استعفاء فی
عدو و لا عدو (سورہ صافات ۲۲۶) ہے۔

بھائی میں ہے فتیحت ہذا الذی علی اتحاد الکفار لولہا و انصارا
والاعتزاز بہم والانتفاء انہم (سورہ صافات ۲۲۷)

نیز ۲۲۷ میں ہے فیہ بھی علی الاستنصار بآلہ کیں لان الوجود ہم
لا صار۔

و میرا دیکھ میں ہے وہو انکر کور الیہم والمعونة والمصاهرة قرابة او
مصدقہ فیس لا اسلام او غیر ذلک (اللی قوله) فیہا لا یوجب الکفر الا انہ منہ
عدو و لا یجوز فی استحقاق صدقہ و رحمہ الیہ۔

پس جب موت میں منہ ہوتا ہے تو تمام آیات جو عزت و تکرار پر وال ہیں وہ
عزت و ستائش ہائے ربی عزت پر بھی عزت و ستائش ہیں اس دلالت کی صحت و صراحت بلکہ
قنیت میں ہونی شہ نہیں جو یہ ستم کی نہ ہوتی رہے مگر ان ہر موت کے سزا سے زیادہ
عزت و ستائش کی آواز میں موجود ہے اس وقت کہ یہ بھی یہ تویت کا باعث ہے:

فمن ینہ تدعی افسح حرمہم و قتلہم حبیب و حریمہم و لا
تخذوا منہم ولایا ولا یصیرا الالین یصلون الی قوم بیکم و بیہم میثاق قال
صاحب الروح ای جائیوہم مجاہدہ کلیہ و لا تقبوا منہم ولایہ و ہرۃ ابد و لا استہ
من مصمیر فی قولہ سبحانہ فخذوہم و قتلوہم (اللی قوله) ولا یجوز ان یکون
استثناء من المصمیر فی لا تخذوا و ان کی قرب لان اتحاد حرمی منہم حرم
مصنف (مثلاً فی تفسیر ابن السعدی) (۳)

سید عبدالحق عظیمی صاحب دہلی

مجموعہ مکاتیب کریمیہ

اس عنوان کے تحت ہم حضرت مفتی عبدالکریم مصلوی رحمہ اللہ تعالیٰ کے وہ مکتوبات درج کر رہے ہیں جو آپ نے مختلف حضرات کے ہاتھ تحریر کئے۔ ان خطوط سے اپنے دینی شخصیات سے تعلقات کے علاوہ آپ کی دینی، علمی و تحقیقی خدمات، نیز علم و فضل کی تاریخ بھی سامنے آ جاتی ہے۔ مکمل تفصیل ”تذکرہ کریم“ میں درج کرائی گئی ہے۔

(۱) بنام حضرت مفتی اعظم مولانا مفتی محمد شفیع صاحب دیوبندی قدس سرہ

حضرت مفتی اعظم مفتی محمد شفیع صاحب دیوبندی اور حضرت مفتی صاحب رحمہ اللہ دونوں خوبہ ماٹش ایک ہی شخص کے ہیں اور یہاں پر بے شک دونوں میں بہت بے تکلفاۃ تعلقات قائم تھے، طویل عرصہ تک دونوں حضرات دیوبند میں رہے۔ ان حضرات کے ساتھ رہنے سے ہمیں ان کی باتوں میں ایک دوسرے سے گفتگو، تبادلہ خیال و رہنمائی مشورہ ملتا رہا ہے۔ ان حضرات کے مابین آپس میں جو بے تکلفی، محبت و تعلق تھا، وہ خطوط سے واضح ہے جو اسوں نے ایک دوسرے کو تحریر کئے۔

حضرت مفتی صاحب رحمہ اللہ کے خطوط جو آپ نے حضرت مفتی محمد شفیع صاحب رحمہ اللہ کو تحریر کئے ہیں، ان میں سے پہلے ایک خط ۱۳۹۵ھ میں شائع ہوا ہے جس کا عنوان ہے ”مفتی عبدالکریم صاحب رحمہ اللہ کے ہاتھ تحریر ہوا خط“۔ اس خط میں حضرت مفتی عبدالکریم صاحب رحمہ اللہ کے ذمے لکھا ہے، ”مفتی صاحب رحمہ اللہ کے خطوط سے، اسوں کا ہدفی خطوط مکتوبیہ نہ دے اور تقسیم نہ ہوئے۔“۔ حضرت مفتی محمد شفیع صاحب دیوبندی رحمہ اللہ کے کاموں میں مکتوب آپ سے مکمل طور پر رد و اندازہ نہ کیا گیا ہے۔

آپ کے یہ مکتوبات جب بلاٹ کے مفتی اعظم نمبر میں شائع ہوئے تو ان پر حضرت مفتی احمد رضا خان مفتی محمد تقی عثمانی مدظلہ سے چند سطور پر مشتمل ایک مختصر مگر جامع حاشیہ تحریر فرمایا۔ قارئین ”مکتبہ“ پر بھی وہ حاشیہ درج کرنا چاہئے۔

حضرت مولانا مفتی عبدالکریم مصلوی رحمۃ اللہ علیہ حضرت تھانوی رحمہ اللہ کے اکابر متبعین

میں سے تھے۔ ارماء دور رنگ تھی نہ بچوں میں فتویٰ کی خدمت انجام دیتے رہے۔ اکیلے ان کا ذکر
تصنیف میں حضرت تھی تو ہی نے جن کو حضرت سے شمع بھی مدد ان میں حضرت والد صاحب کے
مدد آپ بھی شامل تھے، حضرت والد صاحب سے آپ کے بہت بے تعلقانہ تعلقات تھے جن کی
جھک نکلنے میں تھی ہے۔

(۱) میرے دوست سید میکمل رحمۃ اللہ علیہ کا کہ

آپ جگہ جگہ پڑھتے رہتے ہیں۔ راجیہ میں شامل کرنا رسالوں، کاش کہ آپ
میرے ساتھ ہوتے۔ والدین کا وقت سر کے مناسبت میں بھی آپ راضی فرماتے، وہ آپ کے غلیہ
فرمانی سے گزرتا ہے آپ کی پوری قلمی مشین پرکتی، جب وہ تم سے نہیں روتو مجبوری ہو جاتی ہے،
آپ سے وہ چھٹی طرح ہوتی، وہ آپ کو مہربانی سے پرہیز کرتے، خوب بظرف رت، حق تعالیٰ یہ دوست
نہیں فرماتے، خدا کا شکر ہے کہ مناسبت چچا کا شکر ہو چکے عرف آج کی رات باقی ہے جس کا وقت
ختم ہو رہا ہے، خط یہاں سے دیکھئے کہ بعض لوگ جانے والے ہیں ان کی معرفت رہا
کرنے کا خیال ہے جس طرح موٹو ہاشم بھی ہے، سرے میں خدا تعالیٰ اپنی رحمت سے قبول
فرماتے، آپ بھی دعا فرمائیے سخت محنت ہوں، سید پر آ کر جی کا کام رہا تو چاہا ہوگا ہے۔

جناب مولوی صاحب کی خدمت قدس میں سلام مستنون عرض کرنے کے بعد دعا کی
درخواست سے درحفظت میاں صاحب کی خدمت قدس میں بھی، سب بچوں کو دعا، پیار، دعا، دعا، دعا
سے کہ تم رکھ رکھ کر دعا کے بعد مدینہ منورہ دورہ لگی ہوگی، ممکن ہے کہ وہ باوقیہ ہو جائے، بہرحال
دعا، میں یاد رکھیں وہ درود صوفیہ کے پتہ پر پائی نہ بہت سے متعلقین جلد مضامین کریں، باقی نہ بہت
ہے، الحمد للہ صحت بہت چھٹی ہے، یہ مبارک سفر موقع آ گیا واللہ الحمد للہ علی ذلک حمدا کثیر۔
حقہ عبدالمکریم علی عنہ وادھال ہزار منی

مورخہ ۱۳/۱۰/۱۳۳۵ھ ۱۰ نومبر ۱۹۱۵ء

(۲) مولانا مہر

سید میکمل رحمۃ اللہ علیہ کا کہ

آپ کو حقیر کا طریقہ نہیں تھا، میں نے اس کی تصدیق بھی نہیں کی، سید حسین صاحب

کے درجہ ہوئی لیکن حق کو جناب کا نورش نامہ اس وقت واجب کہ اتنی رشتہ سوار مایوس ہو چکی تھی
 و رہم روئے گئے تھے جس ایک میں ہیں دین و غیرہ رشتہ تھا اس میں ایک خدمت ساری میں بھی
 رہ نہ رہتا تھا، لیکن جب ان کا جواب نہ آیا، مگر سفر کی ایک میں آپ فخرست سے ذرا رنج تصور کریں
 گیا تو اس سفر ایک مزید رشتہ پہنچی ہی گیا، جس شب کی آپ نے شکایت بھی سے اس شب آپ ایک
 ہو گیا، پتہ غائب رہا، اس میں یہ کام ان سے کیا، پھر منہ منسوب پہنچی، ۲۶ ۲۷ مرقی بعد، وہی مرقعہ
 سے نہ میں سے آپ کی رسید نہیں؛ یہ صرف ہزار رتی کے خود کا جواب تحریر فرماتے ہیں، پھر
 نصیحت سے بھاگتے ہوئے ٹھوکی ہی تھی۔

مدینہ طیبہ، آپ نے مہماسید محمد صاحب کی معرفت خود بھیجا سے تب تو مجھے ان شاء اللہ
 تھیں مل جائے گا، یونہی مہماسی صوف ایک خود بھیجا تھا کہ احقر پھر ذرا بعد نہ ہوگا، گریہ ہوئی خط
 دوستی دیکھئے۔ آپ کا قصیدہ پڑھا، سنا، طے نہ کیا، نہ دیکھا، نہ سمجھا، نہ مرئی، مگر
 سے گھر بیٹھے ریا رت حرمین کا ڈوب دیا۔ آخر موندہ قبول مہماسی حسن صاحب چراغ۔
 واقعی یہاں کی حالت کی سے بڑی دولت ہے، یہاں جس قدر بھی رشتہ کیا جائے، مگر
 دعا ہے کہ جس طرح اپنی رحمت سے نہ کی تو فیق بخشی سے ای طرح اس وقوں جی فرمایا جائے،
 زیادہ شوق و اس کا سے کہ پھر رہا، نہ نہ تھا تو کم رشتہ صاحب تو ہوئی مگر صاحب تک نہیں تو کیا ابھی مہماسی؟
 حق تھیں محمد ہا، ایک رہا وہاں کعبہ کے سامنے وہاں، ابھی وہاں عباس کی درمیانی کیا رہی میں
 بیٹھے بیٹھے غرض مر رہا تھا۔

مطلب نیم آمد و رکوے تو

مطلب نیم آمد و رکوے تو

مطلب نیم آمد و رکوے تو

مطلب نیم آمد و رکوے تو

مطلب نیم آمد و رکوے تو

مطلب نیم آمد و رکوے تو

مطلب نیم آمد و رکوے تو

زید پتہ تھے لیکن محمد آئی، جعفر، جعفر، جعفر، اس پتہ پر یہاں آئے۔ باقیات
صاف تھی اب ان کے آئے پتہ کو سمجھ گیا۔ وہ دیکھ کر کہ پتہ چھوٹا تھا، پتہ
پر تھکا ہوا تھا، اور قیامت، ہر نکتہ چارے میں کہ یہ پتہ ہوا تو وہی مشکل سے پتہ
ورائے جان وراثت میں لپٹے تو جان میں نہ تھی جو ہر جگہ جوں توں لپٹے پتہ پر ایسا
بات ختم نہیں ہوئی آگے سے، جب زید پتہ چلا تو شعبان صاحب سے ایک فہرست لیا، اس پر اس نے
وہ وہ کتب و رسائل و معجون پڑھیں لیکن جان جان آئی۔ بہت سے آئی پتہ سے لیکن ہر بار
قریب آئی تو تحقیق سے یہ جی بڑی، ممدوئے کا شعاب پڑھ جائے، آثار کار و چہرہ و شش و شین
صاحب نے حازت میں لائی، آپ نے حیدر وہد و وہ پڑھ کر امینان حاصل کیا ہر نے عمل و

ویرائی ثانی و پہلی ٹی کی باز رجوش آتش مہی کی

آپ نے قصیدہ کے متعلق جو کچھ لکھا ہے، آپ کے تخلص سے نہیں آتا اس سے یہ اشعار بھیجنا
میں گمراہی میں ہے، وہ یہ کہ کچھ اور سنا نہ میرے، اس قصیدہ کی خلاف ورزی نہ کر رہا گمراہی سے واقفیت ہی
نہیں آپ کا مقصد حاصل ہو گیا، مجبوراً قیاس لگا رہا ہوں، ہوتی رہا قصیدہ و تخلص جو کچھ بھی سمجھا رہا ایک
"میں سنا" پر جناب کی قیود مستحکم رہتا تھا وہ دراصل آپ کا ہی قیاس ہوتا تھا جس کا حلقہ اثر اب معلوم
ہو چکا ہے اس سے یہاں تک کہ اس کی رسائی نہیں ہند چھو غرض نہیں رہتا، اور خاص آپ کی ثابت ہوئی۔
دعا میں جو آپ شامل رہا اس کے متعلق رجوع است و محض یاد دہانی نہ رہی تھی، آپ کی عنایت
نے خود یہ "میں" کی ورتا حق سے وہاں ہر دعا میں شامل ہوتے تھے جو آپ نے لکھے ہیں احمد علیہ

تاہم آپ کی درخواست کو کچھ مزید نہیں ہوا۔ اسی وقت خرم شریف میں حنفیہ مؤثر ایک طوفان خاص ن دعاؤں کی غرض سے کیا، حق تعالیٰ قبول فرما۔ مولوی صاحب ایسے صحت قوت اور رعایت دین کی دعا بھی کرتا رہتا ہوں اور قاضی صاحب کا بھی دعا دینوں ہم یہ حضرات کی خدمت میں یہ سلام عرض کر دیتے۔ دعا ہے کہ درخواست سے حق نہ انصافت میں صاحب سے دعا رہے جو دعا پیرا ہے۔ جسکی اور مدینہ منورہ کی سنیے، آپ جو مجھ کو دیکھ کر دعا کی دعا کی دعا کا انتہار

آدمی تھے اس وقت غائب آپ صوفی کی رفتار پر نہ رہی ہوئی، حق تعالیٰ شانہ کا کچھ ٹکڑے نہ جج کے ساتھ مزید قیام کی دولت بھی عطا فرمائی، اب غائب ۳۳، ۳۴ ستر ورنہ انکی سوچاے گی، آج ہیرلنگی سے۔
 کوشمان ختم ہو گیا ہے اب رتی کا کر یہ سارے تھیں انی، دریں سوچا، اومت کا، اب تک محقق طور پر
 معلوم نہ ہو سکا، ۲۵ روپے، ۲۶ روپے کی اس کی روایت ہیں، آج کل میں ان شاء اللہ تحقیق ہونے پر ایہ
 دخل نہ دیا جاوے گا، اومت پر جانے کا روضہ، پانچ سات روزہ تھام میں اب جاوے گی، اومت سے
 کہ ۲۵ تک قیام ہو جائے، یہ سوا تو قیام کے چارے تھیں، سوچا میں گئے، اب بخلاف اس از حدانی ماہ
 سوچے ہیں، اس حد نہ ہو آپ کا، راہ اللہ محمد زکی کا، اومت میں نہ ہو گا، اور اگر موقع کا تو ان شاء اللہ
 آپ کا قصیدہ موبہد مہارہ میں پڑھ دوں گا، درجہ شانی کے شکر تک مدینہ منورہ جاتے ہو، اور اس جہاں
 رہیں میں، یہی کا عمر سے، میدان سے، ان شاء اللہ ختم ہوا، ان دن تک اوقات سوچاے گی و لاہر
 رہے رہے مسجود۔ جب آپ نے تین دن کیلئے ہم کیوں نہ کیجیں۔

اب تھام مصارف کا مسئلہ ہوتی رہا سوچا، اب کیا ہے کہ تک نہ بورت ہونا اور ان کا
 رفیق سے مل سکتا آپ کو اس طرح معلوم ہو گیا، شرف نہیں تو کیا ہے، جب آپ کو پورا خط میں اس وقت
 تک کوئی خاص کی تھام نہ ہو تھی جس کی خلاصہ دیتا ہے، یہی ارادہ کر رہا تھا کہ رات میں ادا ہو گیا تھا،
 حضرت القدس کی خدمت ہائے امت میں بھی دیا، کہہ دے، کچھ ہو رہا تھا، ان میں ایک رنگوئی صاحب نے
 سو روپیہ مدیہ عنایت کیا اور دریا وقت پر معلوم ہو کہ موہا ظفر احمد صاحب نے ان کو اس کا اشارہ دیکھا ہے
 جو ہم مدنی ہے۔

اس کے بعد جو تھام کیا تو وہ پورا تھام کی مدد، مدت رہی تھی، اس کی دعا، سنا رہا، رہی تھی، اسی
 ماہ میں نہ مت ہو جائے، تھام غایت کروں گا، یہ خیال میں تھا کہ قرضوں یا غایت اثبات کروں گا، آپ
 کا خط آیا، اب موہی عبد جس صاحب بخاری سے تعارف نہیں اس سے ان سے کہتے ہوئے تجاب
 ہو، روضہ ماشق امین صاحب سے عرض کرتے ہوئے بھی شرم آئی، سوچ رہا تھا کہ کیا رہا، رفتاء
 میں سے ایک صاحب سے روضہ ہا کہ آپ کو پھر شری کی خدمت، مدت ہو تو رہے تک میرے پاس
 ہاگل رہیں، بے تکلف نہ دیجئے، ہیئت سمجھا، دے دے، آپ کو بھی، دعا، دینی، ان میں بھی، یہ رقم
 نہ دو، یہی پڑنا سے، لیکن اگر آپ کو تھام میں ہی وقت رہا، وہ بورت معلوم ہوئی، موتو خلیفہ صاحب

کے پاس جمع ہو دیں، دو تیل پانچس میں موکل نہیں۔ آپ سے بیٹا سے تو نے اظہار، آپ کے ذمہ بہت
معارف ہیں خیال آیا کہ صرف اسے ہیں اور چونکہ قیامت میں آپ کی اور ان صاحب کی مہانت
سے نہان ہو کہ یہ حسین غیب سے معلوم ہوئی ہے اور اپنی کفایت شعاری کا حال معلوم ہے، اس واسطے
اسے سے حق تعالیٰ شانہ آپ کو: اسے یہ جاننا ہو کہ یہ دنیا میں بھی اثرات میں بھی، اب بظاہر شریعت
بہت کافی ہو گیا ہے و الحمد للہ۔ دیت گمراہوں میں نہ کہتے کہ اور امام احمد بن حنبلہ کی حقانیت
سے دعا کیجئے کہ نہ کہتے اور نہ اٹھائیں اس سے بڑے، متنبو، اعلیٰ رضاء و جنت و عمل ہوئے کی وہ بھی
فرمایا: **فقط والسلام مع الہ کریم**

اور بہت حق تعالیٰ کیل جی تک تو چھٹی رہی اس کے بعد پھر زینہ بخاری شہادت رہی جس کا
یہاں عام طور پر بل شہ پہنچی اثر تھا بعد ان مسافرین و علماء جو دستوں کی شہادت موجود تھی کہ وہ
موفی و محبوب ہوں، سخت مژدہ ہو گیا۔ اب بغض و حق تعالیٰ یہاں سمجھت ہو اگل صاف سے شہادت بھی بڑی حد
تک چارہ، صحت قوت عقلی کی، چارہ، رتیں جیسا کہ خلیفہ المسلمین کیا کرتے ہیں اور یہ بھی دعا،
فرمایا کہ ہر شخص سے بعد سبکدوشی حاصل ہو، وہ کہ وہ سبکدوش ہو کر چل کر رہتے ہیں قرض میں
ضام نہ کرے، اور آپ جسے کہتے ہیں، چارہ، رہی تو، وہی پھر بعد سبکدوش ہو جائے بعد نہیں باقی رہا قرض کا سو
اس کے متعلق لے لے اقط لا بعد کی تصریح کتب فقہ میں موجود ہے، ملاحظہ فرمائیں، بعد یہ قرض ہوں
سفارت کے ہونا نہیں اور ہم آپ کو غیر ملاتے نہیں کیونکہ آپ جا نہیں بنے، نہ ہاں سب امتزاج کا جواب
ہو گیا اور آج تک جاری ہے بعد شہادت کریم و الحمد للہ۔ یہی معنی ہے بعد شہادت۔
اختر عبد الرحیم متعلیٰ عثمانی عندہ ارکامہ عمرہ

مورخہ ۸ صفر ۱۳۵۲ھ ۱۷ دسمبر ۱۹۳۳ء

نوٹ: گورنر جنرل کے دفتر تک خط بھیجا جاوے تو مجھے یہ سہوہ میں ان شاء اللہ مل جائے گا، جب
آپ نے مرقدہ رضیہ مرحمت فرمایا سے نہ کہن بھی دیکھیں، رہا نہ رہی ہو۔
یہ دعائیت چاند تر کے خط کا کہن کے کر، بعد یہ سہوہ کے نہانے پر کہن کے کہنے کے
بعد حضرت و کی خدمت کا جو اٹھ رہا سے س پر اکا کہن کے کر، اک میں چھوڑ دیں (درمستی اظہار
نہیں ۲۳۳)

مکتوب مفتی محمد شفیع صاحب رحمہ اللہ بنام حضرت مکتبہ دینی قدس سرہ

حضرت مفتی عظیم مفتی محمد شفیع صاحب قدس سرہ سے آپ کے خاص تحتات کی تحفہ آپ نے مکتوبات میں ۱۰ اکتوبر ۱۹۶۱ء میں جو رہنمائی فرمائی حضرت مفتی اعظم رحمہ اللہ کا جی ایک مرامی نامہ ورق سے جو انہوں نے قیام ملک کے وقت آپ کو تحفہ دیا اس سے جہاں اس وقت کے حالات پر روشنی پڑتی ہے وہیں وہاں حضرت کی بے شکلی کا بھی پتہ پتا ہے۔

۱۶۱

بند محمد شفیع عفی عنہ

دیر بند ۲۴ شوال ۱۳۸۱ھ

محمد دینی موبہ نامہ کبریٰ صاحب مہجد

سورہ نیکو رحمتہ ۱۰۱۰۱۰۱۰

آپ کے مذہب میں کوئی گھٹنا نہ ہوگی ہے، آپ کے جانے کے بعد سخت تشویش آپ کی طرف سے لگی رہی کہ تمنا نہ جیوں، جس کے بعد نخواستہ نہالہ کا قصد کیا، کیونکہ نہالہ کے بارہ اس اثنا میں بہت سخت ترین موصوں ہوئیں۔ تمنا نہ جیوں کھان کا بھی آج جواب دیا جس سے اطمینان ہوا کہ آپ نہالہ نہیں گئے، آج ہی آپ ہمارے نامہ بھی دیا۔

سید مختار وارث کے بھائی سید محمد مہدیوں کو راپتی سے موافق ہمارے دہلی پہنچے، اسی روز شام کو دیوبند آئے کینٹن آئے، یہ بخیر حال کوئیوں نے بخیر حال ہلاک کیا، مراد آباد لائن کا مشورہ دیا، بخیر حال، وقت کی طرف سے رہ نہ ہوئے، راستہ میں کچھ نہ کینٹن کے قریب گاڑی پر حملہ ہوا، اس میں یہ دونوں سیدین شہید ہو گئے۔ یہ دونوں بہتر جمعوں میں کچھ دل اتاری گئیں، وہیں دفن ہوئیں، یہ دونوں میں تین روز کے بعد ان کی فوجیں پھیلیں، چوتھے روز تقدیر ہو گئی، حقیقت یہ کہ دیوبند کے مسلمان بے ہوش ہو گئے، ہمارے قصبہ میں کھرا مچا ہوا ہے، نہ تو ان رحمہ فرما رہے، آپ جی سزا ہی ہمارے جلدی نہ کریں جب تک آئے جانے والے سے سن طریق کا عمل اطمینان نہ ہو جائے۔

بخدمت موبہ نامہ کبریٰ صاحب سلام مسنون عرض ہے۔

اسلام

محمد شفیع عفی عنہ

(۲) بنام حضرت حاجی محمد شریف صاحب رحمہ اللہ

خیرۃ حضرت خیر مت ہو، اثر فاعلی قلم نوری قدس سرہ

حضرت حاجی محمد شریف صاحب شہسوار چوری رحمۃ اللہ علیہ حضرت قلم نوری رحمۃ اللہ علیہ کے
جل خفا، میں سے تھے، عرصہ درر تک حضرت سے اصلاحی تعلق رہا، مکتوبات اشرفیہ کے نام سے
حضرت کے ساتھ ان کی اصلاحی مکاتبت شائع ہو چکی ہے جو سائلین کیسے بے حد نافع اور مفید ہے،
حضرت مفتی صاحب رحمہ اللہ سے بھی آپ کے گہرے تعلقات اور مراسم تھے، حضرت حاجی صاحب
رحمہ اللہ نے آپ سے جو مکاتبت قیودہ کے پاس محفوظ تھیں، ۱۹۷۶ء میں حضرت مفتی عبدالشکور
صاحب برندی رحمہ اللہ کی فرمائش پر حضرت حاجی صاحب رحمہ اللہ نے اصل خطوط برائے ملاحظہ انہیں
رسم فرمائے، حضرت رحمہ اللہ نے آپ کی ان زبانت سے نہیں سن کر ان کے اصل خطوط حضرت حاجی
صاحب رحمہ اللہ کو ایک کڑیے اور حضرت حاجی صاحب رحمہ اللہ کی وفات کے بعد ان پر لکھے جانے
والے مضمون ”ذکر شریف“ میں اپنے حاشیہ کے ساتھ نہیں شامل فرمایا، یہ مضمون پہلی مرتبہ ماہنامہ
”خیر“ لندن ہاٹ ماہنامہ کی ۱۰۶-۱۰۷ اور ۱۰۸-۱۰۹ کی ۱۹۶۶ء میں شائع ہوا، یوں یہ خط کتابت یہ عرف
محفوظ ہوئی بدویم وں کیسے تھی، متفادہ ہو، عشتاقی ورنہ احمدیہ ورنہ شکر۔

حضرت حاجی صاحب رحمہ اللہ اور حضرت مفتی صاحب رحمہ اللہ کے ہم یہاں صرف تین
خطوط شائع کر رہے ہیں، ان میں سے ایک خط حضرت مفتی صاحب رحمہ اللہ نے ۲۳/۵/۱۳۵۶ھ
۱۳۵۶ھ کو جہاز المدینہ سے تحریر فرمایا ہے، مکمل مکاتبت ”تذکرہ شریف“ میں قابل ملاحظہ ہے۔

(۱) سید مامون شہناوی، مامون خیر سید عیسیٰ رحمۃ اللہ علیہ کا

وکیل سید

موس () حسب رشا حضرت اقدس گھرنی پیر میں سے ہیں، انہوں نے راجناب مامون صاحب مامون
کی بڑی کڑی میں رشا حضرت اقدس مامون صاحب کا ترکہ کیا تھا، ان کی زمین سے مکان اور جوئی اس سے
حدود سے ۳۰ روپے صلہ، ترکہ کیا ۵ روپے سود، مامون ۱۹ روپے کی مترغش کی ضمانت دی ہوئی
سے حضرت اقدس رشا مامون کی ترکہ مترغش، کیگی روپے سے ان کا ترکہ تو شہادہ دو پونہ ضمانت کا
س ترکہ میں سے دیا ہوگا

جو بہرہ میں سے دینا ہوگا، منجہ درجہ کا بھر حصہ اس مقررہ شدہ ذریعہ قرض کے لئے بشکریہ یہ ضمانت مقررہ شدہ قرض کی درخواست پر ہوئی ہو، جب بھوں موجب اس حصہ کے مطابق تقسیم کریں۔

باقیہ اس امر کا رکن قانون سے گزرتا ہو، مگر اس حصہ کے لئے قرض کی دہائی پڑتا ہے۔

(۲) اگر حسب نامہ مندرجہ ذیل سے جو بھوت شجر لکھا جاتا ہے تاکہ حضور کو بھوت ہو:

نوام محمد مرحوم و صاحب

و صاحب غشی نظام الدین مرحوم

نایب صاحب شہاب الدین

فصل الدین عتہ محمد محمد شریف

(میں نے تقسیم کیا)

مسماقی احمد

حضرت قدس رشادہ ہاویں بعد منہائی قرضہ ترک سے نایب صاحب کی بڑی مسماقی احمد اور

بہرہ میں لیا گیا حصہ ہے

جو بہرہ: اگر کوئی اور رشتہ نہیں آتا، اس کا حصہ کو پہنچتا ہے اور اسے میں تینوں بھائی شریک ہوں۔

(۳) حصہ قدس چونکہ پنجاب میں ترکہ میں سے لڑکیوں کی عدم رکھا جاتا ہے لہذا میرے بڑے

بھائی فضل الدین دعتا محمد مانا حصہ ندریں گے نایب صاحب کے ترکہ میں سے مجھے ایک بھائی ہے تاکہ حضرت

قدس فرما دیں کہ میں اپنے حصہ میں سے اپنی نایب دین کو تمام دے دوں جس سے اس کا حق شرعی ادا ہو

جائے (یہ سے حضرت خیر مت تھوئی رحمہ اللہ کی خصوصیت تربیت کا اثر اور ان کے حقوق العباد کی فکر

جس سے آج کل عام طور پر ذہن خالی و بے فکر ہیں۔ البتہ تعالیٰ ہم سب کو قمر اثرات عطا فرمائے تاکہ جس

سے تمام حقوق اللہ و حقوق العباد کی داغ بیل قائم ہو جائے، آمین۔ آگے مسئلہ نمبر)

جو بہرہ: اپنے مقبوضہ میں سے نصف لے دیا جائے۔

(۴) حسب رشادہ حضرت قدس میں تو شرعی حصہ بخوشی مسماقی احمد کو دے دیں تاکہ میرا صوبہ میں

جب کبھی کوئی اللہ کا بندہ ہو تو شرعی حصہ دیتا ہے تو اس کی زندگی میں ہی، رندہ حصہ دے تاکہ اس شخص کی بڑی

بوری و زریہ نہ ہو، کی صورت میں دیکھو رشادہ اس کا پیدا ہو جو بیکار و غم کا کوئی جاتی سے عداوت

(۵) اگر میں سے ہر حصہ حصہ، اچھی رشتہ جو بیکار و غم کا کوئی جاتی سے عداوت نہ ہو، تاکہ

اچھا چلے جائے۔ چنانچہ اپنے مقبوضہ میں سے ہر حصہ حصہ جاری رکھو۔ سید محمد شہاب الدین غشی

میں بخوشی و مرکب کے چنے رہم کے مطابق ڈگری لے لیتے ہیں اور اس وقت بڑی کوچہ یوں مل اور
 شرب کیا جاتا ہے کہ مقدمہ پر پانی کی قیمت سے بھی زیادہ پیہلے عین کا شرج ہو جائے اور یہی
 تیار نہ ہونے کا طعمہ رہتی بھی نہیں اور اسے زیادہ دین کی بجائے اس کی قیمت بھانپا کر اسے ہذا حضرت
 اقدس رضوانہ علیہ السلام کے ہر روز کی قیمت لیا بخوشی منظور کر لے گا کہ درست ہے یا نہیں؟
 بقید سبب: اگر درست ہو تو اس صورت میں سہولت رہے گی۔

احقر محمد شریف مدرسہ اہل سکول میاں فیاضیہ سبب دوشیا رپور (پنجاب)

۱۷ اربواہ ۱۳۵۱ھ

جواب: ہاں درست ہے۔

سیدہ احقر عبدالمکریم عثمانی عتہ علیہ السلام

۲۸ اربواہ ۱۳۵۱ھ

(۲) محمد علی دہلوی مولانا دست بردار

جواب: سلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

جواب: وعلیکم سلام

جواب: محکمہ دست بردار میں پر دینٹ فنڈ کارہ پیدائش کے آپ کے ایک لڑکی سے یہ بات تو معلوم
 ہو چکی ہے کہ بعد از دست جب یہ رہا ہوئے گا تو سب سالوں کی رکوۃ ادا کرنا واجب ہوگا، یہ ارشاد
 فرمایا کہ اگر میں مچاؤں اور یہ سے بعد یہ رہا ہوئے گا تو سب سالوں کی رکوۃ ادا کرنا واجب ہوگا، یہ ارشاد
 سالوں کی رکوۃ ادا کرنا واجب ہوگا؟

جواب: ہاں واجب ہوگا۔

جواب: یا نہیں، اگر جب ہو تو اس کے متعلق وصیت کر دیں؟

جواب: وصیت ضروری ہے۔ (پر دینٹ فنڈ کارہ ہر سال حضرت عظیم امت قحویہ قدس سرہ کی
 شری تحقیق یہی ہے کہ وہ دینی ضعیف میں شامل ہے۔ اس کے بھروسے پر آئندہ سالوں کی رکوۃ
 واجب ہوگی۔ مزید یہ کہ سالوں کی نہیں، مگر چونکہ حضرت صاحبزادہ کے نزدیک ہر قسم کے دینی میں رکوۃ ہر
 ماہیہ ہے جب سے اس سے ہمارے تھوڑے توئی زشتہ دین کی رکوۃ کے بعد جواب کا طعمہ فرمایا گیا ہے کہ ہر

موجودہ اس مسئلہ کی مزید تحقیق لہذا الفتاویٰ جلد دوم ص ۳۲۵-۳۲۶ پر احکام فی مانی جائز ہے (۱)
 حال (۲) رشادہ مانیں کہ مسجد نبوی میں حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں سادہ عرض کر چکنے کے
 بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کھڑے ہو کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے توسل سے دعا مانگتے وقت ہاتھ اٹھا کر دعا مانگا
 چاہیے یا نہ ہاتھ اٹھائے؟

جواب: ہا ہاتھ اٹھائے دعا مانگتے تو بہتر ہے۔

حال: یس وقت قبلہ رو ہو کر دعا مانگتے تو بہتر ہے؟

جواب: قبلہ رو ہونا چاہئے تو موید مبارک سے بہت حد تک کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف پشت نہ ہو (یہ
 وہب رحمہ اللہ شریعت کا جامع جوہر ہے جو جامع شریعت و طریقت و سنی و اہل حق کی ہر رائے کا بھی حلیہ ہے)

حال (۳) میری بیہوشی کیوں ہو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے یکن آبرو کی معمولی چیز ان کے
 والدین مثل بڑی یا چھوٹی بیوی وغیرہ کسی بھی چیز کو صرف اس لیے سے قبول کرتی ہے کہ یہ یا تو ان
 کی دینی فتنی ہوگی۔

جواب: ایسی حالت میں قبول کرنا مضائقہ نہیں رہتا۔

بقیہ حال: رشادہ مانیں کہ ایسی چیزیں قبول کرنا مناسب تو نہیں؟ کیا ان چیزوں سے گھر کے
 معمولی کام و درگزر دفعہ بڑے کام بھی مثل کپڑا، جوتا، گھڑی، صافنی کا کام وغیرہ لے جاتی ہے، رشادہ
 فرمائیں کہ بیجا جا رہا تو نہیں؟

جواب: اگر نیک کام سکھانے والے ہو یا خود بخود سست ترین تو بہتر چیز نہیں۔ (۱۵ ج ۲ ص ۱۵۲)
 حال (۴) اگر فرصت ہو اور طبیعت مبارک بالکل بحالت ہو تو کچھ عرصہ صوبہ ہند کے صرف ابتدائی سایہ
 یک شکل کے اوقات پر ایک ماہ کے صرف چند دن تحریر فرمائیے، وقت و صوبہ گھڑی کے کافی ہوں
 گئے، سال کی محنت مانگوں میں جو پگھڑی۔ ریڈیو کے دائرہ کے درمیان تمامت آپ نے پہلے تحریر
 فرمایا تھا، ابتدائی سایہ یک شکل کے حال: وہابی مجدد اوقات بھی آپ سے پوچھ کر لیں۔ یا تو صرف ابتدائی
 سایہ یک شکل کی ضرورت ہے۔

جواب: چند ماہوں کا وقت درج ہے بقیہ کا حال اس سے معلوم ہو سکتا ہے، یہ نقشہ مدعیانہ سے
 ہو رہا ہے، کام آمد سے، مطلب اس نقشہ کا یہ ہے کہ جب ہمیشہ کا وقت معلوم ہو تو اس میں سے اس وقت

کہنہا کریمہ جہ کے مثلاً یکم جنوری کو ۴۴ منٹ ۱۲ منٹ پہلے دیا گیا ہے تو اس سے ۴۴ منٹ پیشتر یعنی ۳ بج کر ۳۲ منٹ پہلے دیا گیا ہے۔ ۱۰ سالہ

حاجہ: اللہ تعالیٰ آپ کو دین میں مرتبہ عظیم عطا فرمائے اور آپ نامہ بارگاہیہ اس مانتیز کے لئے پہنچے۔ مدت تیس۔ رفاقت نہ ملے۔ ایک ہی سال لگے دین میں بھیجے۔

بند محمد شریف مدرسہ الہی سکول میاں افغاناں

تسلیم ہو گیا رچو (وجہ)

۱۹ جولائی ۱۳۵۶ء

مقدار تفاوت میاں یک مثل و دو مثل
تحریر مودہ حضرت مولا مفتی سید عبد الکریم صاحب

ماہ	منٹ	گھنٹہ	منٹ	گھنٹہ
جنوری	40	0	41	0
فروری	44	0	46	0
مارچ	49	0	51	0
اپریل	56	0	59	0
مئی	5	1	10	1
جون	15	1	16	1
جولائی	17	1	14	1
اگست	10	1	6	1
ستمبر	0	1	56	0
اکتوبر	52	0	49	0
نومبر	46	0	43	0
دسمبر	42	0	41	0

جو ب: ن سے سادہ عرشِ مریں مان کا مہنگی رنج کر گیا ہے۔

جا: بدیر گھر وں دوسرا عرشِ بقی ہے۔

جو ب: ن کی طرف سے جی سادہ عرش ہے۔

جا: اور دعاء رخصت کر دیا کہنے کیے عرشِ بقی ہیں۔

جو ب: بہت چنچ۔

جا: بچے گھر وں اور عرشِ مریں نے دعائیت سے مطلع فرما کر مضمین فرمادیں۔

جو ب: حد کا شکر ہے سب دعائیت سے ہیں، لیت جہاز کے سنا پچا اڈر عرشِ مریں پر بھی ہے اور اس کی

الحد پر بھی اور چھوٹا پچھیل و کاموقع نہ ملنے کے سبب بہت پریشان کرتا ہے، جانے کیے میں یا درکشتہ کا

امید و رموز۔

جا: رفعت موقیہ چند مسائل جی تحریر فرمادیں۔

جو ب: خیاب میں تو رہا لیکن موقع نہ مل سکا آخر کار جہاز میں کھٹا پڑا، آج کراچی سے چلے ہوئے

چوتھ روز سے ن شام اندر ہوں کامران میں خطوط ڈال لے جائیں گے۔

جا: در نہ صرف نے دعائیت سے ہی مطلع فرمادیں، آپ وں مانچر کے جاں بے حد شفقت سے

الحد کان آپ وں کی بھڑین بر، عتق فرمادیں۔

سو: () بعد وقت نہ معلوم سوک ساری نہ رہی حالت میں پچھی کہ پٹے ما پاک تھے، کیا اب

سنتوں کی قضا بھی نہ ہوئی ہے، یعنی یہ باتیں غلط پڑ چکی ہیں، جب ہیں یا نہیں؟

جو ب: سنتوں کی قضا نہیں۔

جا: بوریا نگوں ہدم مانچی جب ہے۔

جو ب: نگوں ہدم مانچی جب نہیں۔

سوال (۲) ریہ دگر م چیز چو تک، ہر رخصت کر کے کھانا پچا جوڑے یا نہیں؟

جواب: حدیث شریف میں کھانے پینے کی چیز میں پھونک مارنے کی ممانعت آئی ہے۔

سوال (۳) اگر کسی کی عورت مر جاوے اور لا جالہ نہ ہو تو اس عورت کے ورثہ میں سے شوہر کو کس قدر حصہ

ملے گا اور اس عورت کے ماں باپ کو کس قدر؟

دریں ہندو قتل نہ کیوں کا سنہ میر کے بعد ہو سکتا ہے، حضرت مولانا صاحب قی رمانی کے بعد بہت اس چاہا کہ بعد کیچوں مگر بہت نہ مل سکی، حضرت خواجہ صاحب ادران کے کتبہ اللہ سے جو ہر ہند تعلق سے اس کے سبب ضرورت سے کہ ماں باؤں تین وقت میں کچا شکر نہیں آتی، سر جی طویل سے جھانسنے سے آگے پہنچنے کی شامی خد کے فٹنل و ہم سے اچھے طریقہ پر موٹی بڑی والوں کے ہٹاؤ سے بہت خوش ہوئی۔ مولانا صاحب قی خدمت میں سارا مسمنون عرض کر دیا کہ اس سب کیچوں کو دیا، مولوی حمد میاں سے سارا مسمنون، شاید مولوی تین صاحب مولویوں ان سے بھی سارا کہہ دیجئے، نیز ہر وقت محمد و رشتی قیادار نیم و پر سات اس سے بھی ملنا کھنے کی مجھ کو عادت تھی کہ اسے اور رات کال مدیم فرصت بھی مولانا، یہی سب حضرت خواجہ میں شامل رکھنا مولانا اور یہی آپ حضرات سے درخواست ہے۔ مولانا سید عبد کریم متعلق غنی عنہ از چہ روز ۱۷ دھن ۱۳۹۳ھ ۱۳۹۳ھ چہ چہ رشتہ

(۲) مولانا جناب مولوی فٹنل محمد صاحب زہد کرم اسرار علیہ رحمۃ اللہ کا ہے

برخورق قاری عبد شکور رحمہ کو بخار نیم و قی تالیف تو بہت روز سے ہے تاہن آنحضرت اس روز مولانا دیکھنے کوئی چچش بہت شدید ہوئی فوراً ایک طالب علم ہم آ کر دھپور رو پہنچا گئے اور یہاں سے مجھے ذرا سیڑھا لے لی گئی، الحمد للہ ملاقات مولانا آید و معتقد ہوا کہ ہے، بخار نیم و میں جی کی ہے اور چچش میں خون و غیرہ بے نہیں آتا، آج رات کے جانے کا راہ دے، جمعہ تک وہ ہم اگلے کی ان شاء اللہ جمعہ کو چہ یہاں آکر سات عرض سے خلاص دے گا، اگلے جاؤں گا، قی اس سے مولانا تو بہر میں سخت تالیف ہوئی ہے، حدت جگر میل مرض شامی سے سب تجویز کرتے ہیں عادت سے شامی حاصل ہو جائے مگر شور متیہاں نہیں ہو کر رہتا ہے، بہر ہند بہتی میں ایک اچھے طبیب ہیں، دھپور سے آئے تھے وہ دہ گئے ہیں وہاں کا پانی بھی چھوٹا ہے، بہرہ و غیرہ کے بعد تھوڑے عرصہ میں رہنے کا ارادہ ہے، انکار میں جلد شفا، کامل و حاصل حدت کی نصیب فرما دے۔ آپ کا خط بھی یہاں آکر پہنچا، حافیت معلوم کر کے ترافع ہو، جی تیار ہوئے گا اچھا موسم سے یہ مرحلہ تیار ہو کر آئے، مولانا شامی فرما رہی مانتی کے مقدس موسم میں مسجد کی تعمیر شامی ہو جائے، ہفتی میں حافیت ہے۔

قاری عبد شکور سلام مسنون کہتے ہیں۔ اسلام

عبد کریم متعلق غنی عنہ از چہ روز بہت چھوٹا۔ ۱۷ دھن ۱۳۹۳ھ ۱۳۹۳ھ چہ چہ رشتہ

(۳) کونسی جناب منتمن صاحب زبیر پور
اسلامیہ کتب خانہ رحمتہ اللہ علیہ کاتب

آپ کا خط پہنچا بخیر، غیر راقی تحلیف معصومہ کے قمریہ واسید سے کہ اب سب کو آرام ہو گیا ہو گا، یہاں بھی موبی بخیر کا سلسلہ تھا، سب کو اب بھلائیوں میں رہنا چاہیے۔ خطا ملنے کے بعد حق روزہ چھوڑنے سے روکتی ہوئی امید کے روزہ مکملہ میں تھا بعد ازاں شہ آہ وغیرہ دھوکا دیا، یہاں پہنچی، خیر تھا کہ یہاں سے مدد مل گئی مگر جانے کی تھیں اب تک مزید قیام کی ضرورت سے، آخر کار حق نہ فوراً رہا بخیر سے کہ وہ یوں بندھے جاویں یہ تھا نہ کریں، اب ان شاء اللہ حق یہاں سے ہفتہ شروع تک فرحت ہونے پر مدد سے فقیر کی سی آئے گا، وہی کہ وہی، کوشش تو بعد پہنچنے کی ہے ورنہ آپ نے ۲۰ دنوں تک فرمایا تھا، اس وقت آنے کا عزم مسکھ سے خواہ یہاں کی کوئی ضرورت ملتی رہا ہے، تاہم سے اطلاع پھر بھی دوں گا مگر احتیاطاً ۱۹ اور ۲۰ دنوں وقت کی گزاری پر ایک آدھ صاحب علم کو بھیج دیا جائے، اگر طلبہ آگے ہو تو چھوٹے ترقی شروع کر دینی چاہئیں، بڑے صاحبان کے متعلق ارادہ یہ ہے کہ ۲۰ تک جو "تقسیم اوقات وغیرہ" سے شروع ہو کر ۲۲ دنوں روزہ پیشہ سے شروع کر دے چاہئیں گے، "وہ کے متعلق جو آپ نے تحریر فرمایا ہے کہ سلسلہ یہاں نہ رہا جائے اس کی بہت مجھے خواہش تھی لیکن طلبہ کو، کیونکہ رہنوں میں مشورہ کا نہیں تھا، عموماً چھوٹے نے اس میں۔ حق حورہ پا بندی "وہ وغیرہ" نہیں ہو سکتی، اگرچہ سب بکاش و صفا کی بنا پر جناب مولانا مفتی محمد شفیع صاحب نے اصرار فرمایا ورنہ ہمیں اس وقت بھی تردد تھا، اگر بطلبہ وغیرہ کی وجہ سے جاری کرنے کا خیال ہو بھی جائے تو ایک سال میں ختم کا وعدہ نہ کیا جاوے بلکہ وہاں میں سہولت سے ہو سکتا ہے۔

مدرسہ کی ضروری کی طرف مجھے شرمیلی سے بہت خیال تھا اب بہت قیمت سے جو آپ
کو بھی قلم بویا، لیکن یہ چیزیں قدر چند قیود آئے، ان میں ابن شہداء، اندھ تھو عرصہ کے بعد بہت عمدہ انتظام
ہو جاوے گا جب ان میں نہیں، ان چیزوں میں بھی خیال ہو تو لیکن اس بات اسباق کے باعث فرصت نہ مل سکی۔
اب خود مجھے بھی عہدہ جہد میں شامل ہوئے کی ضرورت سے جیسے کہ چند مرتبہ پہلے بھی تذکرہ فرمایا ہے،
سب حضرات کی خدمت میں سلام مسنون عرض ہے۔ ”دیوچوں کو جانا، مکتبہ بیت وغیرہ سے راجپور
جی ملنا، یہاں ایک کاتھما چھ نہیں چھوڑنے کا وہاں میں قیام ہے۔

فہرست مضامین

(۴) بنام حضرت مشتق عبید الشکور رزمی رحمہ اللہ

نخت جگر و ریه و تخم ربه اشجور و صابون جبه و اسرار میکو و رسته اندک نه کات

حافیت امام موصیوں کو تشویش میں کمی ہوئی، راجپوتوں اور اردوؤں کی بونی نہیں تھی اس واسطے

بہسی۔ مت فکریں۔ ہمد نے تریکھ ممدہاں سے جی۔ فیت کا مڑا، پچھیے، آئین ٹم آئین۔

بہر کا جس پر شہر میں معلوم ہو موقوفہ طاعن ہیں، پہلے روز اس شہر روز جس پر شہر میں

میں نے کہا کہ میں نے اس کی سب سے زیادہ بات کو یاد کیا ہے۔

تیسرا کڑا پچھتاوا تھا نہ جیون سے کبھی اور خطایاں اُٹھیں۔ بددعویٰ نہ ہو۔

باقی سب ٹکڑے متحالیاتیں محمد کارساز سے کٹ گئیں۔ چوتھ جاکر ایک روز میں سب رپڑوری

”جواب: ہاں، خود بھی نہیں، عہدِ تعلیم و تربیت پر دباؤ، حتیٰ الواقع آنے کی وجہ پوششِ رسوا کا، امن

کاتھاریہ سوامی عبد کرمی علیہ سب فائدہ القرباء سب پروردگار اس ۲۶ شعبہ

۱۔ ہر مہینہ تھانوی شاہ آدم دھار گنڈ صحیح کتاب سے خود دارقاری ٹیبلٹ کی شکل میں پڑھ کر سیکھے

تأثرات

حضرت مفتی اعظم مولانا مفتی محمد شفیع صاحب قدس سرہ

حضرت مولانا مفتی عبدالکریم مکتھلوی رحمۃ اللہ علیہ

پاکستان میں شاید ہی کوئی یہ خطہ درخشہ ہوگا جہاں ہمارے حضرت حکیم الامت تھلوی رحمۃ اللہ علیہ کا حسی و روحانی فیض نہ پہنچا ہو، جس طرح حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب قدس سرہ میں حسی فیض پہنچا رہی ہیں اسی طرح اس طرف میں امت سے خلاء اور تربیت یافتہ حضرات فیض روحانی پہنچانے میں مصروف ہیں۔

حضرت مفتی مہر کریم صاحب رحمۃ اللہ علیہ بھی حضرت حکیم الامت رحمۃ اللہ علیہ کے مکان ہی خاص تربیت یافتہ حضرات میں سے تھے، نعمت مولانا مہر کریم سے میرا گہرا تعلق تھا اور ہم آپس میں ایک دوسرے سے حسی وحدت مشورے کرتے رہتے تھے، اور نہ ہی قیام تھا۔ ہوں میں حضرت حکیم الامت رحمۃ اللہ علیہ کی زیاد گہرائی نعمت مولانا رحمۃ اللہ علیہ نے جو امت سے حسی کام کئے ان میں وہ مجھ کا کردار سے بھی مشورہ کیا کرتے تھے، نعمت حکیم الامت رحمۃ اللہ علیہ نے آپ سے نئی اہم دینی کام لئے جن میں پنجاب میں میرٹھ دینے کی تحریک، رسد اوقفاً اور غلہ، عظیم کاماں میں۔

حضرت حکیم الامت کے اشارہ پر میرے خد میں ایک انجمن نسب اہل قلم مولوی، اس کا ایک جلسہ بہت مہربانی منعقد ہو جس میں مولانا سبکی، مولانا دین علی کے علاوہ حضرت استاد جامعہ محمد انور شاہ صاحب شمیمی رحمۃ اللہ علیہ، مولانا محمد علی جوہر نے جسی شرکت کی تھی، دیوبند اور سہارنپور کے دیگر ممتاز علماء کرام بھی شریک ہوئے تھے، حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی طرف سے مولانا عبدالکریم صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو اس جلسہ میں شرکت کیلئے بھیجا تھا۔

اسی طرح سے بہارستان کے اندر شریقی قلعہ منوے کی وجہ سے غورقوں کی لاشیں جارت میں سخت مصائب کا سامنا ہو رہا تھا، حضرت حکیم الامت تھلوی نے اس طرف بھی خاص توجہ فرمائی، ایک رسالہ حیدر آباد تھلوی فہرست، اس کی ترتیب میں مولانا عبدالکریم صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی راجت کو یہ بہ

فقیدہ امت حضرت مفتی جمیل احمد تھانوی رحمۃ اللہ علیہ

مکارم خمسہ

حضرت جد امجد رحمہ اللہ عرصہ دراز تک دنیا تھا، اثر فید تھا نہ بھون میں مقیم رہے اس سے حضرت حکیم امت تھانوی رحمہ اللہ کے متعلقین و احباب سے بھی آپ کا خاص تعلق تھا، حضرت اقدس مفتی جمیل احمد تھانوی رحمہ اللہ چوکہ حضرت تھانوی رحمہ اللہ کے خوش اور خاص حضرات میں سے تھے حضرت جد امجد رحمہ اللہ کے ساتھ بی بی کاموں میں شریک رہے اس سے ان کا بھی آپس میں خاص تعلق تھا، بی بی سے حضرت والد ماجد رحمہ اللہ نے ایک مکتوب کے ذریعہ حضرت مفتی صاحب رحمہ اللہ کو حضرت مفتی عبد کریم صاحب مقلدی رحمہ اللہ پر مضمون لکھنے کی درخواست کی تھی، حضرت مفتی صاحب رحمہ اللہ نے جو مضمون تحریر کیا، ذیل میں مع مکتوب برقی حضرت والد ماجد رحمہ اللہ "مکارم خمسہ" کے نام سے پیش خدمت ہے، حضرت مفتی صاحب رحمہ اللہ نے پانچ واقعات تحریر کیے، اس سے فقرے پر مام تجویز دیا، یہ ایک واقعہ حق نے بھی آثار میں لکھا ہے اگرچہ حضرت مفتی صاحب رحمہ اللہ کی کاپیاں ردہ سے واپس آپ کی سوانح حیات "نقش جمیل" میں بھی آپ کے بیان پر لکھا حضرت مفتی صاحب رحمہ اللہ کا اپنا تحریر فرمودہ نہیں ہے اس سے اسے انصاف اور حق کے طور پر ارتقا جاری رہا ہے، اب پہلے حضرت والد ماجد رحمہ اللہ کا مکتوب اور یہ حضرت کا مضمون ملاحظہ فرمائیں۔

(مفتی بہ اقداس دینی)

حضرت مکر مفتی جمیل احمد صاحب تھانوی مدظلہ

سید عظیم کو رحمۃ اللہ علیہ کا

پہلے بی بی مرحومہ میں خیاں آیا مگر عرض نہیں کر سکا، آٹا تھا خدا کے ساتھ یہ خیاں چھوڑ دیا۔
میرے حضرت والد ماجد مدظلہ، مفتی عبد کریم صاحب مقلدی کے حالات اور واقعات آپ کے ساتھ
یہ حضرت حکیم امت تھانوی قدس سرہ کے ساتھ جو آپ نے دیکھے، سننے اور آپ کے علم میں ہوں
وہ لکھ دیں، یہ عرض کی غرض یہ ہے، جو واقعہ یاد آتا ہے لکھ دیا جائے، کئی واقعات میں تو آپ خود
حضرت والد ماجد کے ساتھ بی بی سے ہیں، حضرت حکیم امت تھانوی کے زمانہ میں بھی حضرت

تھا توئی کی وفات کے بعد بھی۔

فقط والسلام

سید عبدالغفور قادری عفی عنہ

سایہ اس ضلع سرگودھا

در شعبان المعظم ۱۴۰۶ھ

(۱) مہسہ لاومجدہ لاومجدہ وہ سہ

میں وہو ناما سرینور سے رت کی گاڑی سے تھا نہ بھون جا رہے تھے ڈپٹی سید بہت تھے، ایک سہو نے مجھ سے پوچھا کہ خدا بندو سے یا مسلمان؟ قاعدہ ہمارے لوگوں کا یہی ہے کہ بڑے کی موہوئی میں چھوٹے جو اب نہیں رہتے، اس وجہ سے وہی کہ رستائی تو اسی ہے مگر یہ سمجھ کر کہ یہ شخص عقل کم رکھتا ہے مولانا کو ستائے گا کو گستاخی ہے مگر اذیت سے بچنے کیلئے میں نے جواب دینا شروع کر دیا۔ لالہ جی میں زیادہ پڑھا لکھا نہیں ہوں کہ بندو ہونے کا کیا مطلب، مسلمان ہونے کا کیا مطلب، وہ خدا تک جانے کا ایک راستہ بندو سے کہ ایک مسلمان وہاں جس نے کہا کہ خدا کے واسطے وہ کون خدا ہے جس تک اس کو پہنچنا ہے پہلے راستہ سے یا دوسرے راستہ سے، اس پر وہ خاموش ہو گیا ہو۔ بہت خوش ہوئے کہ ایسے جاہل کو ایسے ہی سمجھانے کی تہہ دے رہا تھا۔ یہ حضرت تھوئی کی حیات میں ہوا تھا۔

(۲) ایک دفعہ جب لیگ و کانگریس کا قصہ چل رہا تھا، کانگریس والے ہندو مسلمان و ایک قوم ہاں کرتے تھے وہ بل تحقیق ایک ایک قوم کہتے، ان کی دلیل سن رہی تھی کہ یہ قوم ایک قوم تھیں۔ ٹریف میں جو نیا ہندو مسلمان کا ذکر سنو انہوں نے بے رہنمائی کاٹ کر کہا کہ قوم (اسے میری قوم) کہہ کر خطاب کیا ہے تو بڑی ریمسٹ دہلی کی گئی ہے کہ نئی راہ کے رہانے کے ہمارے ایک قوم تھے، فرمایا قوم معتہ جی ہوتی ہے غیر معتہ جی معتہ دے جس کے حقوق ایک قوم کے ہوں چنانچہ حدیثوں میں مسلمان کے مسلمان پر تو سات حق آئے ہیں، ہمارے کا حق نہیں آیا تو اس نیت کی وجہ سے رعایت ہوں، تو مسلمان کا ذکر دہلی میں ہو گا۔ رٹ نہیں ہو گا، ہندو حضرت ابو بکر صدیق کے صاحبزادے نے کہا کہ سلام نے سے پہلے ایک ہندو جسک میں آپ میری تھواری رہی تھی اسے تھے مگر میں نے آپ کو کچھ نہ چھوڑا، تو فرمایا کہ یہ محمد کی قوم میری تھواری رہی تھی آپ تو ایک سینڈ ہا بھی

وقت نہ رہتا، اس کے قوم پرست مسلمان مسلمان کیسے، کافر کافر کیسے۔

(۳) ایک دفعہ جمعیت علماء ہند نے جس کے صدر حضرت مدنی اور سیکرٹری مولانا محمد میاں تھے ہندوستان میں ایک ایسے عوامین بنانے کی تجویز کی، اس کی شرطیں شائع کر کے (پاکستان سے بہت پہلے) پورے ہندوستان کو دعوت شرکت دے دی، سہارنپور میں جمعہ کے دن جلسہ تجویز ہوا، اس وقت وہاں تھے وہاں سے مولانا شبیر علی صاحب مستمن بن سادات، ان کے اشتہار بھیج کر یہ کہ شہر کا واسطے طرح طرح میں عوامین نہیں بن سکتا میں تو بن سکتا ہوں آری انہوں نے تشریف لے آئے، مجھ سے فرمایا کہ اس مسئلہ کی جس قدر تحقیق ہو سکے برائے رہو اس پر بحث کرنی سے بچو، مگر سہارنپور میں (جس کو جمعیت علماء ہند نے دعوت دی تھی) کہ ہم تاریخ جلسہ سے ایک ہفتہ پہلے جمعہ کو وہاں آئیں گے اور شرعی نقطہ نگاہ سے اس مسئلہ پر گفتگو کریں گے، دین ہند، ملی، مراد، دینی، جنہوں پر بھی لکھا، سہارنپور میں تاریخ پر دین ہند سے مولانا محمد شفیع صاحب آئے اور مولانا اعجاز علی صاحب بھی تشریف لائے مگر بغیر شرکت کے اور جگہ چلے گئے مگر ادا دے کوئی صاحب نہیں آئے، جمعہ کو سب جمع ہو گئے، ہفتہ کی صبح سے عشاء کے بعد تک اس پر تحقیقات و بحثیں رہی، تو رات بھر کے دن بھی سارے کھانے اور مذاں کے بعد وقت ہی رہا، شرطے کو یہاں بہت عرصہ میں اس طرح میں عوامین نہیں بن سکتا اور مشکل کے روز جمعیت علماء ہند سہارنپور کو طلبہ دے دی کہ ہم شرکت سے معذرتیں، انہوں نے فوراً حضرت کو اطلاع دی اور جمعہ کے روز مذاں میں اس پر بحث ہوئی، مولانا مفتی قاری سعید احمد مفتی مظاہر علوم نے اپنا مقالہ پڑھا اور شرعی، ملی سے ثابت کیا کہ اس میں عوامین نہیں بن سکتا، اس پر مولانا شبیر بھٹہ نے اٹھ کر کہا کہ مظاہر علوم دے نہ گئیں، جو کام کرتے ہیں نہ وہ وہی کام کرنے دیتے ہیں اور ایسے ہیں ویسے ہیں وغیرہ، اس کے بعد مولانا سعید ہند اسے اور کہا مولانا گایاں دینے سے کام نہیں چلتا، بتایا کہ مفتی صاحب سے جود ملی دیئے ہیں وہ بھی ہیں تو قبول نہیں کرتے اور خط میں تو جواب دیا، اس سے سارے مجمع میں خیب خیب کا شور مچا، اس پر مولانا مدنی نے تجویز دیا انکا ریکورڈی صاحب کافر مایہ و فرمایا کہ اس مسئلہ کو ایک مجلس بنا کر اس کے حوالے رہے، چنانچہ مولانا مفتی صاحب، مدنی مفتی حضرت شبیر احمد صاحب بھی تھے اور آخر میں حقیر کا نام بھی تھا مگر یہ اس کا جواب نہ ہوا۔

(۴) اس کے چند عرصہ بعد مولانا رشق صاحب نے ہند کی سے جمعیت علماء ہند کا اشتہار بھیجی

مراں پر قیود و فی و س میں ذریعہ ملی کے : یہ بحث کا ذکر تھا جسے تمام برکات ہمیشہ حرام سمجھتے آئے ہیں یعنی یہ کہ صحرائی زمین سب حکومت کی ملکوتہ ہے اس سے یہ قانون نہ ایک ہارناشت کرنے پر کاشکارو ملک نہیں کیا جاسکتا حکومت کا حق ہے، مستعملین کا حق تجویز کے موافق ہو، مامور عبدالکریم صاحب ہو یا سعید محمد صاحب، راجہ کو تجویز فرمائی کہ پھر یوں صلح مہاراجہ میں شرکت کر کے اس مسئلہ پر بحث کریں، حضرت مدنی سے خط لکھ کر ایک ممبر کے درجہ ایک مکان میں سب جمع کیا گیا، فیصلہ طاق مدنی فاروقی و پیوند نے غمہ کہہ کر اپنی کائنات سے دور دے کہ یہاں کیا نہ وہ فاروقی منصب اور بیچ ماری منصب جو دو گوں کو یہ دیتے تھے ان کے تقاضا پر تادمہ کے بعد دوسروں کو اسے دیتے تھے، اس سے معلوم ہوتا کہ زمین حکومت کی ملک تھی، جب تک یہ جس کو چاہے دے دیا، اس سے حکومت سرکاری نہیں اختیار ہوگا، منسلک ہو جائے گی، مدنی نے اس کی تردید پر تقریر فرمائی کہ میں تو غور کرتا ہوں کہ ہمیشہ دوسروں ہوا، دوسرے نے چند زمینوں پر سارے ملک کی زمینوں و قیاس نہیں کیا جاسکتا، اس مسئلہ کو بھی مجلس کے حوٹے کیا جائے، وہاں سے فیصلہ کیا جائے، ورنہ ان غلام صاحب کو ایک کیا جائے، مگر کبھی مجلس غلام کا جو جس نہ ہوتا، غرض مامور عبدالکریم صاحب کی خوشی سے یہ مورد فی حرام کا قلعہ چارہ نہ ہی رہا۔

(۵) حضرت قدس کی حیات میں محنت بند نے جب محکمہ اوقاف بنا دیا چاہا، مامور عبدالکریم نے اس کی مخالفت کی مگر حکومت نے محکمہ بنا ڈیا، تجویز ہوئی کہ اب اوقاف کے قوانین بنا دیئے جائیں تاکہ اس کے موافق کام کا مطالبہ ہو سکے، اس کیلئے تھانہ بھون سے مولانا عبدالکریم صاحب، دیوبند سے مولانا مفتی محمد شفیع صاحب اور سہارنپور سے احقر تجویز ہوئے، کچھ عنوانات کاغذوں پر لکھ کر اس کے کتابیں تقسیم کر دی گئیں، کہاں سے جوہات اس کام کی سے حوٹے کے ساتھ ان کاغذوں پر لکھ دیا جائے، احقر کا ذریعہ، کیونکہ تھانہ اس سے غدار رہا تھا، ایک خدمت کی وجہ سے انھوں نے کتب خانہ سے کام ہوا گیا، وہاں آیا تو مولانا عبدالکریم صاحب کا ذریعہ کے دستخط دیوبند سے تھے جو میں دیکھ چکا تھا، ان سے غدار چنا تھا مگر مولانا کے راجی عہد میں غدار کے عہد میں۔

میں سے عرصہ یہاں حضرت مجھے تو پہچان ہی نہیں آتا، ان صفحات کو میں نے دیکھ لیا تھا، جو اخذ کرنا ضروری محسوس ہو۔ لہذا یہاں تک، اب جو آپ نے "عبارتیں اخذ کیں تو" دست خداری میں مگر مجھے نظر نہیں آتی تھیں، یہ قطعی میں کام نہیں ہوں، یہ پتہ نہ ہے تو کبھی فتویٰ کا کام نہیں کیا اور مجھے تو یہاں

نہیں ہو گئے یہ کام کرتے ہوئے، اب تک یہ عالم ہے کہ امت سے مسئلوں کا جواب نہیں ملتا، آتا، آثر
میں حضرت قتادہ نوٹی کے پاس پہنچتا ہوں، مسئلہ عرض کرتا ہوں حضرت جواب دے دیتے ہیں، عرض
کرتا ہوں حضرت نہیں۔ انہیں فرماتے: یہ وہ مسائل ہیں جن کے حل کتاب اللہ سے نکال کر دیا دیتے
ہیں۔ انہیں میں دیکھتا ہوں کہ یہ چاہتے ہیں کہ ان کا جواب معلوم ہو کہ مجھے تعجب ہے کہ کام نہ
کرنے کے باوجود ان کا کام کیسے کر لیا۔ آثر ایک قانون تھا نہ جنوں، سارنہ را، یونہی سے مل گیا پھر ایک
جمعیت علماء ہند نے بنا دیا تو مقرر حکومت نے کہا پتہ نہیں اور۔۔۔ جیسے آج پاکستان میں ہو رہا ہے۔

انصاف از مفتی سید عبدالقدوس ترمذی مدظلہم

حضرت مفتی صاحب رحمہ مد نے یہ تحریر پڑھیں تک قلم بند فرمائی تھی کہ حضرت! الد صاحب
مدظلہم جامعہ شریفیہ کے آئے، حضرت نے یہ تحریر ان کے پاس لے کر لائی اور واقعات کا بھی
اس میں اضافہ ہوا، لوگوں کے دل میں یہ فہم مذکور۔

ایک دفعہ حق و ثواب دے کہ حضرت مفتی صاحب مد نے فرماتے تھے، اسے جی ڈیل
میں درج کیا جاتا ہے، اس دفعہ میں بھی حضرت مفتی سید عبدالقدوس صاحب قدس مد کا تذکرہ ہے اس سے
سے بھی قلم کے طور پر یہاں فرمایا جاتا ہے۔

(۶) حق نے ایک مرتبہ حضرت مفتی صاحب رحمہ مد سے عرض کیا کہ حضرت! یہ فتویٰ کا کام
آسان ہے یا مشکل؟ تو فرمایا کہ بہانی، امت آسان، امت مشکل، اختلاف نے تعجب سے عرض کیا کہ یہ
کیسے ہو سکتا ہے کہ مشکل جی اور آسان جی فرمایا کہ آسان تو اس طرف سے کہ جب مختلف سوالات
نہیں ملے کہ ہر دو میں بغیر غور و خوض کے یہ کہہ جائے کہ جو سوال دیکھیں، ہاتھ میں آئے اس پر ہاتھ
دیا جائے کہ جائز، جواز نہیں، ہاتھ میں آئے اس پر منع دیا جائے کہ ناجائز، اس طرف تو زری، یہ میں سب
فتاویٰ کا جواب آسانی سے کہہ جائے گا، مشکل ہیں سے کہ ہر سوال کے جواب میں خوف خدا، خوفِ خدا
اور یہ سوچ کر جواب کہہ جائے کہ اس کا جواب مجھے اللہ کے ہاں دینا ہے، حرام، حلال، حلال، حلال، حلال
گردن پر ہوگا، اس کا سے یہ کام تمام کاموں میں سب سے زیادہ مشکل ہے، اس سے بہت ڈرتا
ہے، پھر اس پر حضرت سے چند قلم لیا کہ

میں سے ایک مرتبہ سہارنپور میں دارالحدیث کا نظم صاحب سے عرض کیا کہ مجھے بھی فتویٰ

کا پتہ کام میں جائے تو فرمایا کہ بھائی یہ تمہارا کام نہیں ہے، تمہیں تو رہن کیلئے رہا ہے تو تو رہن ہی نہ ہو، اس پر میں نے موٹا موٹا ہنسا، پھر عرض کیا کہ حدیث نہ بخون سے ہو، مفتی عبدالحکیم صاحب اور مولانا مفتی محمد شفیع صاحب کا مرتب کردہ ایک سوانح نامہ بغرض جواب آیا جو کتاب ”حیثیتہ الانا جز ثانی“ کے سلسلہ میں تھا مالم صاحب نے تمام مدسین کو جمع کیا، رتھ نہ بخون سے آمد، سوانح نامہ کو پڑھا، بتایا گیا، مالم صاحب نے مجھے دیا، فرمایا کہ تم نے قادی کے کام کی خواہش ظاہر کی تھی اب یہ سوانح نامہ آیا جو اسے اسے سمجھو کہ کیا اس سے یہ حضرت نے کیا چھنچا جاتے ہیں، میں نے اس پر حدیث پڑھا، بھوکھ نہ آیا، کافی غور کے بعد عرض کیا کہ بھئی نہیں آیا، پھر سب حضرات کو رہن دیا گیا، ان کی بھی بھوکھ اس سے نہ آیا، اس پر میں خوش ہو گیا۔

نہ سن تھا دریں سے نہ مستم جنید، شبلی، علی، ربیعہ مست

مالم صاحب نے فرمایا کہ تم یہ سوانح نامہ لے جاؤ، اس پر غور کرو کہ اس بات کو حل کرنا کہ یہ سوال کیا ہے، میں گھر لے گیا اور اس پر ساری رات غور کیا، پھر بھوکھ نہ آیا، بالآخر فجر کے وقت سمجھا کہ سوال کیا ہے، اگلے روز پھر مسند رسیدن جمع ہوئے، حضرت مالم صاحب نے پوچھا کہ بھائی کیا ہوا؟ میں نے عرض کیا کہ بھو اللہ سوال بھوکھ میں آگیا ہے، پھر مایا کہ تم نے یہ نہ، میں نے اس کی تقریر کی، پھر سب حضرات نے تحریر پر اس کو منطبق فرمایا، یہ تقریر کی تصدیق کی کہ اس واقعہ میں سے، اب مسئلہ جو اب کا تھا، مالم صاحب نے مانے گئے، چونکہ اس نے تم نے سمجھا ہے اب جواب بھی تم ہی لکھ کر دے دو، چنانچہ ایک رات ورکا کر میں نے بڑ مشکل جو بکھا، لکھے رہے جس میں اسے پیش نہ دیا، سب نے قبول کیا، یہی روز حضرت مفتی عبدالحکیم صاحب، حضرت مفتی محمد شفیع صاحب سا رہنورشاہ فیض لائے، ان سے رہائی جی میں مسئلہ پر بات ہوئی، رہن جو اب دھویا، مفتی عبدالحکیم صاحب نے مانے گئے، تم یہ سارا جو بکھا صرف ایک خط میں لکھ کر دو، یہ کام بہت مشکل تھا، پھر محنت کی اور حسب ارشاد، سارا جواب ایک خط میں لکھ کر نڈر پیش کر دیا جو نموں نے قبول فرمایا اور ”حیثیتہ الانا جز ثانی“ کی عبارت میں سے شائع فرمایا، لیکن سب یہ یاد نہیں رکھا کہ وہ مسئلہ یہ تھا کہ حضرت مفتی صاحب رحمہ اللہ نے فرمایا کہ اس طرح قادی کے کام کی ہمت نہ ہوئی، پھر حضرت اقدس قدس تعالیٰ قدس سرہ کے ارشاد پر ۳۶۰ ایہ میں تھا نہ بخون قادی کا کام کیا، حضرت اس پر مضمون ”رخش تھو“ جمع شدہ علی ۲۰ ص ۱۰۰

حضرت مفتی عبد القادر رشتی مفتی آگرہ ہندوستان

حضرت المفتی عبد الکریم مکتھلوی علیہ الرحمۃ

چند یادیں اور چند باتیں

مطابق ۳۱ اکتوبر ۱۹۹۷ء کو مجلس صیانت المسلمین کے اجلاس کے موقع پر جامعہ اشرفیہ، لاہور میں حاضری ہوئی، معلوم ہوا کہ حضرت (مفتی عبد الکریم مکتھلوی رحمہ اللہ) کے صاحبزادے مفتی عبدالشکور صاحب ترمذی سلمہ و زنجیر مجدد تشریف لے ہوئے ہیں، جو موصوف مقام جامعہ سہارنپور میں حق کے ہم مشرب رفقاء میں سے ہیں، اس وقت انھوں نے موصوف کو دست قریب سے دیکھا تھا، اسی زمانہ میں ان کے والدین کو حضرت مفتی عبد الکریم صاحب علیہ الرحمۃ کو دیکھنے اور ان کی ریاست کی سعادت حاصل کرنے کے چند مواقع میسر ہوئے تھے۔

(۱) مفتی عبدالشکور صاحب سے ملاقات کے وقت ان کے صاحبزادے کی (بیمار) رات سطور مفتی عبد القادر ترمذی سلمہ نے خلاصہ دی کہ وہ اپنے جد امجد کے حالات پر مشتمل "تذکرہ کریم" (یا "تذکرہ عبد کریم") مرتب فرما رہے ہیں، اس حق سے فائدہ اٹھائی کہ وہ جی اس کا ترجمہ میں ختم چند کے ساتھ ٹائپ ہو جائے۔

(۲) مقام لاہور میں حق کی تحفہ کا آشری میں تھا، اسی میں جمعیت عالمی ہند کا ایک خصوصی ادارہ جس کا سہارنپور میں منعقد ہو تھا، تجویز یہ تھی کہ اس اجلاس میں پورے ہندوستان سے ایک ایسے شریعت منتخب کر کے سب ایک ہی بیعت کا عزم کریں گے۔ اس خصوصی تجویز کے پیش نظر جمعیت کی طرف سے مل گیا تھا، جس میں دعوت نامے بھیج دیے گئے تھے کہ وہ اس اجلاس میں شرکت کر کے منتخب میر شریعت کی بیعت کریں۔

(۳) اس ضمن میں یہ تاریخی حقیقت نظر انداز نہ ہونی چاہیے کہ اس اجلاس مجبوراً سے لاہور میں اپنے خیمہ میں متعین ہوئے وقت حضرت مولانا شاہ شرف علی صاحب قانوی علیہ الرحمۃ کی اہم، اپنی شخصیت دنیا سے رخصت ہو چکی تھی جس کی وجہ سے مستقیم اجلاس پوری طرح پر امید تھی کہ وہ اس طرح قانوی، مدنی ماموں کی تفریق، تیار ہوا، جس کا تعلق ہی نہیں گئے، اب ایک ہی سہ کا چھوٹی باقی

روجائے گئے، لیکن مددگار بننے والے نے حضرت مفتی نووی علیہ الرحمہ کے ان علمی جہانوں کو جنہوں نے
”حق کوئی وصف کوئی“ کیونکہ تاریخی مقام کیا کہ رہا یہ جمعیت کو اپنی مجوزہ تاریخہ کے اجلاس میں
ایک خصوصی جلسہ اس بحث کا فیصلہ کرنے کے لیے منعقد کیا گیا کہ ”بندوستان موجودہ حالات میں کیا
یہاں کوئی“ ”میر“ ”مفتی“ ”منتخب کیا جاسکتا ہے جس کے ذریعہ آئے اور نظام کو دیا گیا جائے“

رہا یہ جمعیت ”مارت“ کے قیام کو درست اور قابل عمل سمجھ کر اسے تھے جبکہ دارالعلوم
مکمل طور پر غائب ہو گیا تھا۔ جن کے مفتی صاحبان اسے قابل عمل سمجھ کر اسے تھے۔

اس خصوصی مسئلہ پر بحث و نظر یہ جمعیت ہی کے مقام اجلاس میں ہو چکی تھی۔ مباحثہ منعقد ہوا
اس کے بعد محکمہ ”دارالعلوم“ نے مفتی محمد عمر رحمہ اللہ صاحب تھے جن کے جذبہ حق کوئی نے
اس بحث کی پوری کارروائی کو جو شاید رازداروں کی نہ تھی رہا جاتی ایک عام خطے اجلاس کی شکل میں طشت
رہا مقرر کیا۔

حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحب مہاتمدینی نور اللہ مرقدہ نے اس وقت کے اس
مباحثہ سے متعلق جو بھی فتویٰ یا ”شیش پنی“ میں ”بندوستان“ کے عنوان سے محفوظ فرمادی تھیں
وہ عمر بنی سید محمد شہد سہ نے ”معارف شیش“ نامی رسالہ میں شائع کر دی ہیں۔ لیکن اس مباحثہ کی
مرزشتہ دورہ وجود نہیں تو یقیناً معلوم نہ رہی ہوگی لیکن اگر وہ چاہتے تو حضرت مفتی محمد حسن صاحب
کنوئی علیہ الرحمہ یا اپنے نایاب و راجح کے خصوصی رفیق مفتی محمد عینی صاحب علیہ الرحمہ سے معلوم
کر کے سے شامل کر سکتے تھے جس کی قدرت بندوستان میں اب جی ہوتی ہے۔

بچوں، بچوں سے پہلے سوئے دے اس اجلاس مباحثہ کی پوری تفصیل تو یقیناً اب محفوظ ہیں
رہی ہے ورنہ اس وقت کے ایک طالب علم نے یہ مشہور اس حیثیت سے کیا ہی تب سوگاتا ہے
یوں ہی محفوظ رہا ورنہ اسے تحریر قلمبند نہ پائے گا، تاہم محقق ”اس“ کا اصل خدمت یہ ہے کہ اس
جس مباحثہ میں حضرت جمعیت کی طرف سے حضرت مولانا سید حسین احمد صاحب مدنی علیہ الرحمہ
(۲) حضرت مولانا مفتی کفایت اللہ صاحب (۳) مولانا سید محمد میاں صاحب (۴) مولانا حفیظ الرحمن
صاحب (۵) جناب سید محمد شام صاحب (۶) آدنی (۷) شاید بعض دوسرے حضرات بھی ایسے ہوں گے
جن کے نام اس وقت ذہن میں نہیں ہیں)

ماہیں ماریت کی، نہ دیکھتی اور نہ ذلیل حضرات علماء راہ فرما رہے تھے:

(۱) استاذ سیدہ حضرت مولانا سید عبدالحق صاحب مدظلہ رحمہ ماہنامہ منتہی

(۲) حضرت مولانا مفتی سعید احمد صاحب مفتی اعظم مدرسہ مفتاح (۳) حضرت مولانا مفتی

عبدالکریم صاحب مکتبہ مفتی مدظلہ رحمہ (۴) حضرت الاستاذ علامہ اسعد اللہ صاحب مدظلہ رحمہ (جو بعد

میں ماہنامہ مدرسہ بھی رہے) (۵) حضرت مفتی نجیب احمد صاحب مفتی مفتی مدظلہ رحمہ۔

ان حضرات کی بنیاد پر، انکار یہ نہیں کہ ”میرٹھ“ کی ”تمدن“ قدرت توفیق الہامی ایک

نہری شہر ہے جو سندھ و ستان کے موجودہ حالات میں ”ماہنامہ“ رائج ہو رہا ہے۔

بہت ہی کم روزگار و تدریس و تدریس کا سلسلہ چلا رہا ہے۔ بات ثابت نہ ہو سکی کہ ملک کے

بغیر بھی ”میرٹھ“ ہو سکتا ہے، بلکہ شریکوں کو بریل جمعیۃ توفیق الہامی کے ادارت کی و قسمیں ہیں ادارت

صفائی، ادارت بہائی، مکتبہ قدرت کی شہر، ادارت بہائی میں سے ادارت صفائی میں نہیں ہے۔

ماہنامہ کی طرف سے سب کیا گیا کہ اس ادارت صفائی کا ادارہ عمل اور جدوار کیا رہا ہے،

اس کے بعد ہی سمجھا جائے گا کہ ملک و قدرت کی نہ، ادارت ہوئی یا نہیں؟

چنانچہ ”ادارت صفائی“ کا ادارہ عمل، جدوار، متعین کرنے کیلئے ”وفائی“ سے منتخب کر کے

سات روزہ مشتمل ایک سیمینار میں وقت تکمیل کی گئی تھی، اور فی الوقت صدر راجہ اس مہاراجہ حضرت

مولانا مفتی مدظلہ رحمہ نے ”انتخاب“ کی تجویز پر عمل درآمد نہ کیا تھا۔

احقر کے علم کے مطابق تکمیل شدہ کمیٹی کے ارکان سبھی کی کوئی ”میری“ نشست بھی نہیں ہوئی،

حق مانندہ۔

جیسا کہ ”پرنس“ نے چاہا کہ اس فیصلہ کی اجازت کے بغیر اس ادارت مفتی عبدالحق

صاحب مکتبہ مفتی مدظلہ رحمہ کی کوئی کوئی نہ ہو، حضرت مفتی صاحب مدظلہ رحمہ حضرت خلیفہ ماریت

تھوڑی مدتیہ رحمہ کے قتل کے بعد اس میں بہت زیادہ شریک و معاون رہے ہیں۔

انکے علاوہ دیگر ترتیب میں بھی حضرت مفتی صاحب مدظلہ رحمہ مفتی مدظلہ رحمہ نے کیا ہے۔

احقر کا یہ سہرا ستان چھوڑ کر، آئندہ دیکھ کر ستر کی امید بھی چھوڑی نہیں ہے، یہ ستر عین

حالت مرض بد شباب مرض میں نہ پڑے، بلکہ صحت بخاں نہیں ہے، اس وقت میری حالت کی طرف اس

قسم کی تحریر کیے ہوئے ہیں۔ مگر یہ کہ حق تعالیٰ سید عبدالقدوس رحمہ اللہ کی طرف سے جو عبدالقدوس کی
چوری نہ کہ سنیہ بات ہے۔ یہی عجیب ہے کہ قابل یقین تصور ہو جائے کہ اس نے یہ چند نظریں قلم بند و اثبات
نہیں کیا۔ یہ ہمارے وقتوں کا عجیب ہے۔

پہلے کی سعادت حاصل ہو جائے۔

عبدالقدوس رومی صاحب مدظلہ

دارالحسنہ مولانا پاکستان

یکمیر چب ۱۴۱۸ھ مطابق ۲ نومبر ۱۹۹۷ء

فتیہ العظمیٰ مفتی سید عبدالحق قادری رحمہ اللہ

حضرت والد گرامی رحمہ اللہ تعالیٰ

حضرت مولانا الحاج المولوی سید عبدالکریم صاحب گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ مفتی خاں والدہ ایدہ تھے۔
 بیچون شیعہ۔ خلفہ گمرہ پانی در رسہ خانیہ شاہ آباد شیعہ آستان در رسہ عربیہ راجپورہ دیا ست پوٹیانہ ہجرت فرما کر
 اہل فوریہ میں جمعہ عظمہ قصبہ سانیوں میں مقیم ہوئے اور تقریباً سو سال اس قصبہ میں قیام
 فرمایا۔ جس بخیر و سوسائتیں ایک تنبیہ کی درمیانی شب وقت گیارہ بجے تاریخ ۹/رجب المرجب
 ۱۳۶۸ھ بمطابق ۶ مئی ۱۹۴۹ء ص ۵۳ سال ۸۰ روز اس روز کوئی سے رحلت فرمایا سب اقارب و احباب
 کو ہمیشہ سینہ و شہادت سے ملنے والے رہے۔

والد ماجد کو مروت و مہمان نوازی ہمیشہ سے امت محمدی کی عام و خاص امداد کی تعمیر کی
 خدمات رہا اور بڑی مخلصانہ جدوجہد اس بارے میں کرتے تھے، حضرت قاضی عیاد رحمۃ اللہ علیہ کی صحبت
 قدس میں تقریباً ۲۵ سال بطور حلقی و معنی۔ دینی خدمات میں صرف کئے، حضرت عیاد رحمۃ اللہ علیہ کو اپنے
 مشرب کے ٹیبا رہنے میں مرحوم بہت ذوق تھا، جمعیت احمدیہ، مسلم یگ کے اجتماعات خاص
 و عام میں حضرت والد ماجد کو اپنی جگہ بھی کرتے تھے۔ مرحوم ہمیشہ سے انگریزوں کی شرکت و
 مسلمانوں کی تفریق دیکھتے رہے اور اس بارے میں خود ایک تحقیق رکھتے تھے کسی کے مقدمہ نہ تھے، والد
 مفتی کا بیت اللہ صاحب دیوبند کے نامہ جمعیت احمدیہ، سند سے اس بارے میں بہت طویل
 بحث ہوئی رہی اور اپنی فائید میں انہوں نے پیش کرتے تھے، ۱۳۶۹ء کے انکیشن میں مرحوم کو مسلم یگ کی
 حمایت کا خاص خیال ہو ورنہ رستہ تیزی کی تجویزی خدمت کی یکن نہایت اخلاص، مٹائی کے ساتھ
 حتیٰ کہ اپنے نام سے کسی اخبار میں کوئی مضمون شائع ہوا تو ادا نہ کرتے تھے، حضرت مولانا محمد شفیع
 صاحب مفتی دارالعلوم دیوبند اور حضرت مولانا شبیر احمد عثمانی سیاحی، رند بنی امیہ میں مرحوم سے مشورہ
 یا کرتے تھے ورنہ مرحوم کو صاحب بارے دیکھتے تھے، دستور سار مجلس میں حضرت علامہ شبیر احمد صاحب
 سے حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب، دیوبند کی، حضرت والد مرحوم کو اپنی مشیہ تجویز فرمایا تھا، مگر
 اس نقاب میں مرحوم سے یہ غلطی سمجھا کہ غریب اہل اہل اہل سے مولانا صاحب کی امداد کرنی

پہلے ہی سے قصبہ بد کے مہاترین کی آپادکاری میں تادمت قیام ہر طرف سے خوش رہے،
 انجمن مہاترین کی بنیاد کی جس کا سربراہ آپ ہی کو منتخب کیا گیا، سرگودھا اور رشتہ پروردغیر، ملک شہادت
 سے سترے گزر بھی ستر شرف دنیا، افسران سے مل کر مہاترین کیے ہوئے مسیحا سستے رہے، ہر شخص
 معترف ہے کہ مرحوم شخص خدمت سے رخصت سائن کی ہر پرقوی خدمات سستے تھے اور حق بات کہنے
 و کرنے میں بڑی سے بڑی عاقبت کی پروا نہیں کرتے تھے۔

۱۹۷۱ء میں پرنسپل مسلمان سائنس کا کونسل میں مرحوم خوش پیش تھے اور پرنسپل بھی
 منتخب ہوئے اور مہاترین کی مدت، سید، سید، انجمن شہادت، غرض کہ اب ابھی وہاں ٹوٹی پر پڑھائی
 لیونڈ، قائم کی، اس کی چٹکی میں تمام ویشیں نفس نہیں کرتے رہے، غرض توڑے غرض میں بہت سے
 کارہائے نمایاں انجام دیئے، مرحوم کا خیال تھا کہ مہاترین اپنے پاؤں پر کھڑے ہو جائیں گے تو
 حضرت مولانا شبیر احمد عثمانی کے پاس س سیمو، پور کریب گئے جو انہوں نے ایچ ہند میں بنائی تھیں اور وہ
 نظام پاکستان کے متعلق تھیں۔

نسب قاضی کے متعلق بہت خوش فرمائی، پنجاب میں لڑکیوں کی مہر اٹھ دینے کے متعلق
 بڑی خوش کی تمام پنجاب کا دورہ کیا اور بڑے بڑے علماء کی توجہ اس طرف مبذول کرانی، وزیر قانون
 محمد شفیع صاحب سے اس بارے میں مل کر اس طرف متوجہ کیا، اس بارے میں ایک کتاب
 "غضب میراث" کے نام سے شائع ہوئی، جہاں یہ تعلیم کی مخالفت کی اور قرآن کریم کی تعلیمات کی
 بہت حمایت کی، اس میں حکومت ہند سے بھی مرعوب نہ ہوئے بلکہ یہ تعلیم کی حرمت پر علماء کی
 تصدیق کر کے شائع فرمایا، اس حمایت قرآن کے متعلق مرحوم و حسن ظن تھا کہ یہ علماء میر کی بخشش کا سبب
 بن جائے گا، حق تعالیٰ نے یہ تمنا پوری فرمادی۔

غرض مرحوم، مغربی تمام عمر اپنی خدمات میں گزری، "سنج گئے، ایک مرتبہ جمع کتبہ
 تشریف لے گئے، اس دوران قیام مدینہ منورہ میں مدرسہ علوم اسلامیہ میں مولانا سید احمد صاحب
 فیض آبادی، مولانا حضرت مولانا سید حسین احمد صاحب مدنی مدظلہ کے فرائض سے اس حدیث کا
 ساند جاری رکھا، مسلمان شریف ورمو کا نام، نائب، غیر، کتبہ حدیث نیز مدایہ، فیہ و عربی تائیر کے
 ساتھ پڑھایا کرتے تھے، ہر محنت منہوی کے بغیر ساتھ دینی درس میں شریک ہوا کرتے تھے۔

سید محمد نعیم ترمذی زیرِ مجاہد

سفر آخرت اور عزتی پیغامات

عظمتِ ہوا میں مختصر طریقہ پر حضرت مفتی صاحب رحمہ اللہ کے حالات اور ان کی مہم، اپنی، تعمیلی، تحریری و فنی خدمات کا تذکرہ کر دیا گیا ہے۔ قارئین براہِ تفصیل ”تذکرہ انعمہ علیہم“ کا مطالعہ فرمائیں، جنس خدمات اور حالات پر مستقل عنوان کے تحت منہاجن شامل اشاعت کی ہیں، اس تذکرہ اور سزشت سے واضح ہے کہ سید محمد ترمذی کی ساری زندگی چند مسلسل سے عبارت ہے، انہوں نے اپنی زندگی کا کوئی لمحہ ضائع نہیں کیا، ان رات، دینِ شہید کی تبلیغ و خدمات دیا یہ میں ہی وقت گزارا، بالآخر حسب دستور و مسلمہ قانون کی کسلی جھلس نہ ٹھہر سکتا، وہ کیسی دلِ غمزدہ و دلِ آپ بھی پناہ وقت موجود پر کر کے اور اپنی مدد میں ورنہ یہ، اپنی تعمیلی و فنی خدمات کی صورت میں بہترین صدقہ جاریہ چھوڑ دیا، رفاہی سے، رہائی کی طرف کوئی کرے قارئین براہِ ملاحظہ آپ کے حالات و خدمات اور خدمات کا مطالعہ کیا یہ سب سب کی تفصیلات بھی ملاحظہ فرمائیں۔

یہاں آ کر آپ نے جس طرح سے آرمی میں وقت گزارا اس کی روئیداد آپ کے سامنے ہے سید محمد کے نتیجہ میں آپ کی صحت رتی چھٹی کی ڈیڑھ ہی رہ گئی تھی، سفید ہو گئے، اور بیہوشی میں بھی کافی فرق پڑ گیا، آپ کی عمر صرف ۵۵ سال تھی جبکہ ایکسروکوں کو یہ اسی سے کم عمر نہ آتی تھی۔ بیماری کا پچھلے مہینوں میں شدید شریک ہو چکا تھا، سب سے کمزور رہا، ایک ہفتہ ایسی شدید عارضہ میں مبتلا رہے، بالآخر ۱۱ مئی ۱۹۴۹ء، رجب المرجب ۱۳۶۹ھ شب یوسف و یوسف کے بعد گم ہو گئے، آپ نے اپنے ہمسایگان کو اس وقت دے کر سب کو حیرت و حیرت میں ڈال دیا۔

• حالات رت کو ہوئی صبح فجر کے بعد جنازہ لگا دیا، آپ کا جنازہ آپ کے بقی فرزند، جانشین حاصل، جلیل حضرت مولانا مفتی قاری سید عبد شکور صاحب ترمذی قدس سرہ نے پڑھائی، اسی قصبہ کے قبرستان (جوشنی قبرستان کے نام سے مشہور ہے) میں آپ کی تدفین عمل میں آئی رحمہ اللہ تعالیٰ۔

عزتی پیغامات

حضرت مفتی عبد نعیم ترمذی قدس سرہ کی وفات کے بعد قریب ۱۰۰ سال تک عزت کا مسند

پلتا رہا۔ ایک نے سچ و غم کا ٹکڑا اپنے آپ کے تعلق کی بنا پر حسب مرتبہ کیا۔ آپ کے اعزاء کیسے یہ حادثہ نہایت صبر آزا رہے۔ حضرت مفتی صاحب رحمہ اللہ تعلق ہندوستان کے ایک علمی مرکز دارالعلوم دیوبند، مظاہر علوم سرگودھا اور ناسا دہلیہ شریف تھے نہ بیون سے رست ہی گم تھا، آپ کی وفات کی اطلاع ملنے پر ان مرکز سے تعزیت کی گئی۔ پاکستان میں بھی حضرت امام شبیر احمد عثمانی، حضرت مفتی محمد شفیع صاحب دیوبند، حضرت مولانا قاضی صاحب تھوڑی دیر میں حضرت مولانا محمد جاوید تھوڑی، سب ہی حضرات سے خاص تعلقات تھے، ان حضرات نے بھی آپ کے حادثہ وفات پر گم بے سچ و غم کا ٹکڑا دیا۔ ان طرح متعلقین میں جہاں یہ بچہ وحشت اڑ چکی وہاں سے تعزیت کی گئی۔

حضرت مفتی صاحب کی شخصیت علمی حلقوں میں خاص تعارف تھی آپ کی عادت تھی کہ ہمیشہ پہری کہ کسی طرح آپ کے ذریعہ سے کام ہو جائے مگر شہرت نہ ہوا تو آپ کی طرح کوشش کرتے رہے۔ امام نواز نے کہا کہ ہر قوم کے ہر ملک آنست کہ خودیو پر نہ کہ عطار بگوئے۔

مدد تھی نے آپ کو جو مقبولیت حاصل ہوئی، اس سے عیاں ہے کہ ہر صغیر پاک و ہند کے عظیم علمی ادبی، تعلیمی، تاریخی کاموں کا تدارک، جب بھی تارت میں کیا جاتا ہے تو لازمی طور پر ایک منصف مزاج مولانا آپ کے تدارک پر مجبور ہو جاتا ہے نہ صرف فصل بہ فصل بلکہ وہیں کہ وہاں۔ آپ کی وفات کا حادثہ علمی حلقوں کا حادثہ تھا، یہی ہے آپ کی وفات سے جو فخر پیہر "مولانا" سے سب نے محسوس کیا اور آپ کی وفات کو قومی میراث قرار دیا گیا۔ دستِ تحریر سید کے چند خطوط دیل میں شامل کئے جاتے ہیں۔

(۱) شیخ عرب و العجم حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی نور اللہ مرقدہ

صدر المدرستین، دارالعلوم دیوبند (بہار)

جناب مولانا عبد کریم صاحب رحمہ اللہ تھوڑی کے صاحب کی خبر آپ کے "امامہ سے معلوم ہوئی رحمہ اللہ تھوڑی در غم رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ ایک اسلاف حسین احمد غفرلہ کی رقیبہ ۱۳۷۳ھ

(۲) شیخ و ب و اللہ حضرت مولانا غفر علی رحمہ اللہ سابق مدرس دارالعلوم دیوبند

آپ کے خط سے حضرت مولانا مفتی سید عبد کریم صاحب کے سانچے ارجح کی اطلاع ہوئی سخت صدمہ ہو مگر صبر کے سونچا رہا نہیں مومنیا۔ ت کے اختلاف پر سب سے باخلاق بر رگاہ

حضرت مولانا عثمانی (حضرت شیخ عالم نامہ شہید احمد عثمانی) پر مولانا احتشام الحق صاحب بھی بہت مغربہ و متاثر ہیں خواہیت فرماتے ہیں۔ مدد تھانی مرحومہ و جو رحمت میں جگہ پر ہر سمانہ کماں و چہرہ جمیل عطا فرمائی ہیں۔
بند محمد شفیق عثمانی عنہ ۴۳ ریسب

(۵) مخدوم العلماء حضرت مولانا خیر محمد بن اندھڑی نور محمد مرقدہ ہانی جامعہ المدارس ملتان
محیی حضرت مولانا مولوی عبد کریم صاحب کے فوت ہونے کا بے حد صدمہ ہوا حق تعالیٰ
ن کو غریق رحمت فرمائیے آپ کی رخصت و چہرہ جمیل شامل رخصت از حضرت مولانا عبد الرحمن صاحب
ہو۔ ماہرہ شلوہ صاحب مشغول و متاثر ہوئے، رہا ام مسنون۔

خیر محمد عثمانی عنہ از خیر المدارس ملتان شہ ۲ شعبان ۱۳۶۸ھ

(۶) شیخ محمد میث حضرت مولانا محمد ادریس صاحب کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ
سابق شیخ الفیہ، راجد، پیر بندہ شیخ حدیث جامعہ شریفہ سور

مخدوم مجتہد صاحب مفتی صاحب کی وفات سے زبرد صدمہ ہوا رقت موافق تعالیٰ شایہ مرحومہ کو
پہن جو رحمت میں جگہ دے و راجد، آپ و چہرہ جمیل و راجد جزیلی قوت سے مرفا ازلہ ہائے عین
فرمائی ہیں۔ محمد دریا غفر اللہ۔

(۷) مخدوم العلماء حضرت مولانا محمد ہمد رحمہ اللہ سابق ماظم جامعہ مظاہر العلوم سہارنپور
آپ کے علالت امامت حضرت مفتی صاحب کے وصال کا حال معلوم کر کے بہت صدمہ
ہو حضرت ممدوں میرے بہت قدرتی محسن و شخص تھے میرے شریک اسباق تھے تو اب ایک ساتھ قیام
ہو تھا خدا بخشنے بہت سی خوبیوں تھیں مرنے والے میں اللہ آپ و راجد متعلقین و چہرہ جمیل و راجد جزیلی
عطا فرمائے اب مدد و راجد راجد۔

جگہ حق کا لئے کی نہیں ہے یہ محبت کی جا ہے تا شائیں ہے

عقلمحمد اسعد اللہ

(۸) مسیح۔ مت حضرت مولانا مسیح خاندان صاحب خیر حضرت خیر امہ تھانوی

سابق سرپرست جامعہ مظاہر العلوم جہاں آباد دیوبند (بندہ ستان)

بند و مع متعلقین بخیر حق خیریت سے آخر یہ کا کٹ کا چہرہ جمیل و راجد صاحب رحمۃ اللہ علیہ

کی وفات حسرتِ آیات سے یکساں ہے اس میں اللہ تعالیٰ جنتِ اتر میں عینِ فرما میں آپ صا دیاں و
نہرِ جھیل نصیب ہو یہاں ہر سہ میں ختم قرآن پاک پر دیا گیا اللہ تعالیٰ قبول فرما دیں۔

میرا ہی سہم اللہ و مومن کی رفیق صا دیاں و غلاتِ بردی چا رسے، جی خاں غمگین نظر سے

فلکبارہ، سوسوس کیا۔ اختر مسیح اللہ

(۴) امامِ قمر حضرت خواجہ قاری سید محمد صاحب پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ

و دیان و قدوات میں جناب مولانا صاحب امتیاز علامہ

علیگڑا اسلام و رحمۃ اللہ علیہ تھے

محبت و رخصت میری یہ، آفری کا تصور یہ قبول فرما دیں۔ اس وفات حسرتِ آیات پر جس قدر
بھی رنج و غم کیا جاوے تو وہ سے یہ، شاعرِ وقت صرف آپ کیسے اور دوسرے رشتہ داروں کی کیسے
نہیں جلد مت مومن کی کثرت کیسے سوسوس کیا یہ قہر اور ذہین و ذوقِ عا کا سایہ ہمارے
روں پر سے لٹکا رہا ہے۔ بقول مولانا شاعر سعیدِ ہادی کے جو اتر، بھی بھگتا ہے اس کی جلد ایک
معمول سا چٹ بھی جتا ملاحظہ نہیں آتا۔

ع حسن یہ قصہ عشقِ ست در رفتنی کج

س رنج و غم کا اظہار تحریر کے ذریعہ جس طرح ہو سکتا ہے۔ فتنہ دل سے دعا ہے کہ حق تعالیٰ شانہ
مولانا مومن و مغفور کو بے قہر کے درجہ میں میری مزید ترقی، ماپ کو اور جملہ پسماندگان کو اعلیٰ
سے اعلیٰ پیمانہ کا تہرہ کمال و رس پر تہذیبِ عفت فرماوے۔

ب سے فرما رہاں پیدا ہوتے ہیں جو علمِ عمل کے جامع ہوں۔ یہ رگوں کے مزاج
و مسلک سے بخوبی واقف ہوں۔ مومن و ذوقِ آن مجید سے عشقِ جی بے نظیر تھا حق تعالیٰ فدائے شہادت کا
ذریعہ ہاؤے آتش۔ قاری سید محمد شکار پور علیہ السلام

(۵) صاحبِ مدد و حق اللہ علیہ میری دوستی و مدد پر مودہ و راقیہ، پانی پتی، وقتِ دردمندانِ علومِ مجرب، ما
میں مدد رہے تھے۔

قطعات تاریخیہ

نہ نصح

حضرت قدس مبراہ منتقی جمیل احمد حق نوری قدس مبراہ

سابق منتقی کا ذخائر لیتا۔ جس (نہ) منتقی حضور صلی اللہ علیہ وسلم

☆

فانسان ہے مشا اور شیخ عظیم

منتقی عہد کریم مجتہد

ذی انکارہ منتقی عہد اکبریم

نسے رحمت و سہماں یہ

ج ۱۹۴۹

☆

سوئے طلسم موتے میں راہوار

جناب منتقی عہد کریم آق

مگر اس وقت میں مطلوب غنار

ہفت پائیے تارین رحمت

ج ۱۳۶۱

ج ۳۶۱

☆

برائے کتبہ

فودوس مکان منتقی عہد اکبریم

ج ۱۳۶۱

☆

مولانا مفتی احمد قلی نووی

تاریخ وفات

حضرت مولانا مفتی عبدالکریم نعمت اللہ قدس سرہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

جس میں مولانا مفتی عبدالقدوس ترمذی نے فلسفے اپنے جد امجد حضرت مولانا مفتی عبدالکریم قدس سرہ کے مختصر سے زندگی قلم بند فرمائی ہے جن کو صبح کرنے کا ارادہ ہے، مولانا موصوف نے فرمایا کہ "ترجمہ حضرت رحمہ اللہ کی ہفت روزہ کی وفات تک اس وقت تک کہ اس سوانح کے ساتھ ہی کر دیا جائے، چنانچہ حق نے مختلف جموں میں حضرت کی تاریخ وفات قلم بند کی ہیں جن میں مولانا مفتی صاحب رحمہ اللہ کی خدمات کی عکاسی کرتا ہے، "رقہ آبی آیات سے جو تاریکیوں میں ان میں سے بعض آپ کی خدمات کی طرف متوجہ ہیں، رہنما سے آپ کی ملندگی صاحب کی طرف اشارہ کرتا ہے، اللہ تعالیٰ میری اس کوشش کو قبول فرمائے، راجیہ، اثرات ہوئے۔ آمین۔ (خلیل قلی نووی)

- | | | | | | |
|-----|-------------------|-----------|--------------------------|-------------------------------|-------|
| (۱) | زبدۂ دیبا | علامہ | مفتی عبدالکریم نعمت اللہ | رحمہ اللہ | ۱۹۶۹ء |
| | ۶۶ | ۶۶ | ۱۹۱۸ | ۳۱۹ | |
| (۲) | دیبا | علامہ | مولانا مفتی | مفتی عبدالکریم | ۱۳۶۸ھ |
| | ۶۶ | ۶۶ | ۱۰۱ | ۵۰۰ | |
| (۳) | وصال حق | فتیہ پور | عظیم | مولانا محمد شرف علی | ۱۹۶۹ء |
| | ۲۳۵ | ۵۰۱ | ۹۳۹ | | |
| (۴) | آد | علامہ | امام عبدالکریم | مفتی امداد العلوم | ۱۳۶۸ھ |
| | ۶۶ | ۶۶ | ۲۵۹ | ۵۰۰ | |
| (۵) | ہائے مولانا علامہ | عبدالکریم | مصنف | اکلیات التاجزہ مکتبہ اہل جہاد | ۱۳۶۸ھ |
| | ۶۶ | ۳۰۰ | ۶۶ | ۲۰۰ | |
| (۶) | روم و ترکیہ میں | علامہ | علامہ | | ۱۳۶۸ھ |

- (۷) سید محمد عبدالکریم ۵۲۳ ساجی انسداد و مختار آباد ۵۰۶ ۱۹۳۹ء
- (۸) قد قال اللہ جل و حیہ : جب کہ وہ فی اللہ حق جو نہ ہو ۳۶۳
- اجتباکم وما جعل علیکم فی الدین من حرج..... ۱۹۳۹ء ۵۶۶
- (۹) فاسعاد لجل علمہ : واللہ متم نورہ ولو کرہ الکافرون..... ۱۹۳۹ء ۳۹۱ ۱۴۶۸
- (۱۰) کوکب علم ۱۸۸ ساجی ۱۴۱ تحریک عدل فی المیراث ۱۹۳۹ء ۱۶۲۰
- (۱۱) قال جل امرہ : ومن احسن قولاً ممن دعا الی اللہ وعمل ۴۱۰
- صالحاً وقال اننی من المسلمین..... ۱۹۳۹ء ۵۳۴
- (۱۲) مولوی کاظم ۱۸۳ عبدالکریم ۳۰۰ بانی تحریک اتحادی مکاتیب ... ۱۹۳۹ء ۱۳۶۱
- (۱۳) عابد زماں ۱۰۵ مفتی عبدالکریم ۴۰۰ بانی مدرسہ قدوسیہ شاد آباد ... ۱۹۳۹ء ۳۰۵ ۵۵۳
- (۱۴) آہ الخاق ۶۴ مولانا مفتی عبدالکریم ۱۰۰۰ بانی مدرسہ حقانیہ شاد آباد ... ۱۹۳۹ء ۳۰۵ ۵۳۶
- (۱۵) بادی بزم ۱۴ مولانا عبدالکریم ۵۰۰ استاد حدیث قاسم العلوم ... ۱۹۳۹ء ۳۰۶ ۴۹۱
- (۱۶) علامہ صفوی عبدالکریم ۱۰۰ صدر مدرس شعبہ الاسلام ... ۱۹۳۹ء ۱۴۰۶
- (۱۷) قد فی جن قورہ : لا یستوی اصحاب البار و اصحاب ۴۳۴
- حجۃ مسجد حجۃ حجۃ حجۃ حجۃ ... ۱۹۳۹ء ۱۵۰

- (۱۸) وانعامہ جس میں شہداء و اشیعہ کی تہذیبی
۱۹۳۸ء ۱۹۳۸ء
- (۱۹) گمراہی و گمراہی و گمراہی
۱۹۳۹ء ۱۹۳۹ء
- (۲۰) احادیث و احادیث و احادیث
۱۹۳۹ء ۱۹۳۹ء
- (۲۱) احادیث و احادیث و احادیث
۱۹۳۹ء ۱۹۳۹ء
- (۲۲) احادیث و احادیث و احادیث
۱۹۳۹ء ۱۹۳۹ء
- (۲۳) فدا کی اسما و فدا کی اسما و فدا کی اسما
۱۹۳۹ء ۱۹۳۹ء
- (۲۴) فدا کی اسما و فدا کی اسما و فدا کی اسما
۱۹۳۹ء ۱۹۳۹ء
- (۲۵) جامعہ حقانیہ ماہیوال یادگار حکیم ادیباء علامہ مولانا مفتی عبدالحکیم
۱۹۳۹ء ۱۹۳۹ء
- (۲۶) زمرہ پاک مفتی عبدالحکیم و زمرہ پاک مفتی عبدالحکیم
۱۹۳۹ء ۱۹۳۹ء
- (۲۷) امام زمان مفتی عبدالحکیم و امام زمان مفتی عبدالحکیم
۱۹۳۹ء ۱۹۳۹ء
- بسم اللہ الرحمن الرحیم
۱۹۳۸ء ۱۹۳۸ء

حافظ نسیا عالمگیری چاند تری مہمان

تواریخ وادوت، فراغت، خلافت، وفات

فتیہ العصر حضرت مولانا مفتی عبدالکریم گمشتلووی رحمہ اللہ تعالیٰ

تاریخ ہائے وادوت

- (۱) ... فتح ... حیدر ... حیدر ... ۱۳۱۵ھ
- (۲) ... ۱۸۹۷ء
- (۳) ... ۱۳۱۵ھ
- (۴) ... ۱۸۹۷ء
- (۵) ... ۱۳۱۵ھ
- (۶) ... ۱۳۱۵ھ
- (۷) ... ۱۸۹۷ء
- (۸) ... ۱۸۹۷ء
- (۹) ... ۱۸۹۷ء

تاریخ ہائے فراغت

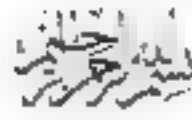
- (۱) ... ۱۹۲۱ء
- (۲) ... ۱۹۲۱ء
- (۳) ... ۱۹۲۱ء
- (۴) ... ۱۳۳۹ھ
- (۵) ... ۱۹۲۱ء
- (۶) ... ۱۹۲۱ء
- (۷) ... ۱۹۲۱ء
- (۸) ... ۱۹۲۱ء

تاریخِ نبیائے خلافت

- (۱) مولانا عبدالکریم (رحمہ) مجاز جامع کمال مولانا تھانوی (رحمہ) ۱۳۶۱ھ
- (۲) آل نبی (رحمہ) علامہ عبدالکریم (رحمہ) خلیفہ مجاز حکیم الامت (رحمہ) ۱۹۳۲ء
- (۳) مولانا جی سید عبدالکریم (رحمہ) مجاز مولانا اشرف علی تھانوی (رحمہ) ۱۹۳۲ء

تاریخِ نبیائے وفات

- (۱) ولید بن مسعود بن حنفیہ بن مہدیہ ۱۳۶۱ھ
- (۲) ابو سعید بن مسعود بن حنفیہ بن مہدیہ ۱۳۶۸ھ
- (۳) کنیت مولانا مات شہیدنا..... ۱۳۶۸ھ
- (۴) مولانا عاشق حقا مات شہیدنا..... ۱۳۶۸ھ
- (۵) رضی اللہ عنہ من عنہ..... ۱۳۶۸ھ
- (۶) وصال علامہ عبدالکریم (رحمہ) (۱) لا جاؤ نور اللہ مرقدہ..... ۱۳۶۸ھ
- (۷) آؤ! ممتاز عالم دین یوسف ہند مولانا عبدالکریم (رحمہ) وفات پا گئے..... ۱۹۴۹ء
- (۸) وفات آل محمود (رحمہ) مولانا عبدالکریم رحمۃ اللہ علیہ..... ۱۹۴۹ء
- (۹) وصال علامہ ابو عبدالشکور عبدالکریم ترمذی (رحمہ)..... ۱۹۴۹ء
- (۱۰) وفات دو جو مقتدی عبدالکریم کھٹلوی (رحمہ)..... ۱۹۴۹ء
- (۱۱) یحییٰ بن خلیفہ مات شرف علی تھانوی (رحمہ)..... ۱۹۴۹ء
- (۱۲) نجم عبدالکریم بن کل عمر تریپن سال چھ ماہ چار دن ہے..... ۱۹۴۹ء
- (۱۳) اب آپ (رحمہ) کی عمر کے کل ایام شمار ہزار نو سو چوبیس..... ۱۹۴۹ء
- (۱۴) زکرم المذبح ضیاء الرحمن ابن مولانا ابوالنہاس محمد سعید..... ۱۹۴۹ء



اسلامی مہینوں اور دنوں کے فضائل و احکام

از قلم

فقیر الامت حضرت مفتی عبدالکریم رحمہ اللہ علیہ
سابق مفتی خاں داد پور شریف تھانہ جھون

پیش

مکتبہ مرعیہ جامعہ تحقیقیہ اسلامیہ اسلام آباد

0332-8341142 048-6786002

تالیفات

فقیر الامت حضرت مولانا مفتی عبدالکریم نعمتپوری قدس سرہ

☆ القول المتین فی حکم الفطر بمحض اکمال الثلاثین

☆ افادۃ العوام ترجمہ نصوص خطبات الاحکام

☆ وفاق المجتہدین للنظر فی رفاق المجتہدین

☆ المختارات فی مهمات التفریق والخيارات

☆ الفضائل والاحکام للشہور والایام

☆ القول الرفیع فی الذب عن الشفیع

☆ احکام الادلة فی احکام الاهل

☆ تجدد اللمعة فی تعدد الجمعة

☆ فرحة الصائمين ☆ غصب الميراث

☆ سمت قبلہ معلوم کرنے کا طریقہ ☆ تسہیل مقدمہ حیات المسلمین

☆ تہذیب وفاق المجتہدین ☆ تمام احکام

☆ احکام قربانی ☆ مکارم عشرہ

وہ ہمارے جد امجد مفتی عبدالکریمؒ

پھر غم یاد بزرگاں سے ہوا ہے سینہ شق یاد پھر آنے لگا مرد قلندر مرد حق
 پھر صبا کی خوش خرامی دل کو تر پانے لگی آہ! اُن بیٹے دنوں کی یاد پھر آنے لگی
 پھر قلم بیتاب ہے ان کے فسانے کیلئے سر بسجود تھے جو تیرے آستانے کیلئے
 زندگی جن کی مثال مہر عالم تاب تھی جسکی دنیا تیرے ذکر و فکر میں غرقاب تھی
 جو چہ ابا فقہ وز ہدو اتقاء کا نور تھے نازش کز وہیاں تھے، رشک کوہ طور تھے
 وہ ہمارے جد امجد مفتی عبدالکریمؒ ”خانقاہ اشرفی کے وہ گل بوئے شمیم“
 مرکز ہر علم و فن، دُورِ عدن، رشک چمن تھا نوئی حضرت کا مسکن یعنی وہ تھانہ بھون
 سراٹھا کر آسماں دیکھے جسے ایسی زمیں آہ! آئے گی میسر اب کسے ایسی زمیں
 کیسی کیسی ہستیاں تھیں، کیسے کیسے لوگ تھے مثل نامکن ہے جن کی ایسا یسے لوگ تھے

آہ! اب وہ رند، وہ ساقی، وہ میخانہ کہاں

دیکھئے جا کر فہم اب روئے جانا نہ کہاں

نتیجہ فکر: خسرو باگ و شرفی حضرت خواجہ عزیز الحسن مجدد و بے غوری

حمد (سعار

برائے

مدرسہ حقانیہ شاہ آباد ضلع کرنال (ہند)

ہانی و فقیہ الامت حضرت مولانا مفتی عبدالکریم گسٹلوی مجاہدِ حق حضرت تھانوی

شاہ آباد میں ہے کیا واد مدرسہ حقانیہ

و کھلاتا ہے حق کی راہ مدرسہ حقانیہ

اس کے اوپر نورِ آفلکس ہے روح عبدالقدوسؒ

یہ بھی ہے اک فیضِ شاہ مدرسہ حقانیہ

حضرت عبدالحقؒ کے بھی نام کی ہے برکت کیسی

کر دیتا ہے حق آگاہ مدرسہ حقانیہ

غیب سے نکلی یہ مجذوب اس کے کھلنے کی تاریخ

رحمت حق ہے کیا واللہ مدرسہ حقانیہ

۱۳۵۷ھ